SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, October 07, 1998

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty eight minutes after 10.00 in the morning , with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا یہا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقتہ ولا تموتن الا و انتم مسلمونO

ترجمہ: مومنو! خدا سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور مرنا تو مسلمان ہی مرناO

QUESTIONS AND ANSWERS

جناب چیئرمین: جی. Question hour. Question No.39, Iqbal Haider Sahib.

39. ***Syed Iqbal Haider** : Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state the total amount deposited so far in Pakistan and abroad in the foreign currency and local currency accounts under the Self Reliance Scheme of the Prime Minister with province-wise break-up and the amounts

deposited by non-resident Pakistanis living abroad ?

Minister for Finance and Economic Affairs: Total amount deposited in Pakistan and abroad in foreign currency and local currency accounts upto 29th September, 1998 under Self Reliance Scheme is as under : -

NSRF-1	Rs. 96,364,202
NSRF-2 (Local Currency)	Rs. 156,563,489

The province-wise break-up of the funds deposited in NSRF-2 are as follows : -

Punjab	Rs. 124,077,865
Sindh	Rs. 27,175,599
NWFP	Rs. 4,056,938
Balochistan	Rs. 470,863
AJK	Rs. 782,224
Total :	Rs. 156,563,489

The amount of foreign currency equivalent to Rs.70.251 million has been donated by non-resident Pakistanis living abroad which is included in the total amount under NSRF-I.

Mr. Chairman: Supplementary question?

Dr. Safdar Ali Abbasi: Sir, we have a supplementary.

جناب چیئرمین: جی فرمائیے۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب چیئرمین! Sartaj Sahib is back in Finance Ministry یہ کیا ہے؟

جناب چیئرمین: جی for the time being

ڈاکٹر صفدر علی عباسی: اچھا جناب میں حکومت کے لئے یہ کہوں گا کہ کیا بلندی اور کیا پستی۔ سرتاج صاحب وزیر خزانہ تھے National Debt Retirement Fund قائم کیا گیا۔ تقریباً ساڑھے تین سو ملین ڈالرز اس میں انہوں نے collect کئے ۔ آج اگر آپ ان کی credibility کا عالم دیکھیں تو کل نو کروڑ فارن کرنسی اکاؤنٹ ون میں، کل پندرہ کروڑ لوکل کرنسی میں، یہ شرمناک حد تک ہے اور جو response ہے ان کی credibility کا ، جو اس حکومت کا آج کریڈٹ ہے اس کا یہ عکاس ہے ۔میرا جناب سوال یہ ہے کہ اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے خبریں یہ آ رہی ہیں کہ ہندوستان نے بھی ایک بانڈ متعارف کرایا ہے which has been over subscribed اور تقریباً چھ بلین ڈالرز اس میں انہوں نے جمع کئے ۔ تو کیا حکومت یہ جاننا چاہے گی کہ کیا وجوہات ہیں جس کی وجہ سے آج پاکستان کی کمیونٹی، چاہے وہ ملک سے باہر ہو یا ملک کے اندر اس حکومت پر قطعاً اعتماد کرنے کو تیار نہیں ۔

Mr. Chairman: Yes, Minister for Foreign Affairs.

جناب سرتاج عزیز: جناب چیئرمین! جو نیشنل سیلف فنانس فنڈ ہے یہ لون یا بانڈز نہیں ہیں۔ جو پہلی National Debt Retirement Scheme تھی اس کا اکاؤنٹ ون تھا۔ وہ donations تھے اور اکاؤنٹ دو قرض حسنہ اور Account III for loans ساڑھے تین سو ملین ڈالرز میں سے تقریباً 25 million donations تھیں اور باقی نہیں تھیں۔ جہاں تک بانڈ کا تعلق ہے dollar related bonds جس پر return آتا ہے، ہم بھی وہ سکیم بنا رہے ہیں۔ ایک سکیم بن چکی ہے جو فارن کرنسی اکاؤنٹس میں سے آتا ہے ۔ وہ جب رائج ہوگی ، ظاہر ہے وہ زیادہ effective ہوتی ہے so people get their money back to some interest. Donation الگ چیز ہے اور وہ الگ چیز ہے۔ اس پر سوال پوچھ لیں کہ کیا پروگرام ہے ہمارا Bonds float کرنے کا تو اس پر ہم تفصیل بتا دیں گے۔

جناب چیئرمین: جی جناب تاج حیدر صاحب۔

جناب تاج حیدر : شکریہ جناب چیئرمین۔ مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ یہ فارن کرنسی میں جو figures دی گئی ہیں NSRF-1 یہ rupees کے اندر دی گئی ہیں۔ پہلے یہ کہ یہ ڈالرز کے اندر کیا ہے اور کس ریٹ پر conversion کیا گیا ہے اور یہ rupees میں دینے میں کیا حکمت

تھی۔

جناب چیئرمین: جی جناب سرتاج عزیز صاحب۔

جناب سرتاج عزیز۔ جناب والا! conversion کا ریٹ 46 روپے ہے اور چونکہ یہ مختلف کرنسیز میں آئی ہے تو اس لئے اس کو rupees میں دیا گیا ہے it can be converted back into Dollar at 46.

جناب چیئرمین: جی ڈاکٹر حئی صاحب۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ: میرا وزیر موصوف سے یہ ضمنی سوال ہے کہ جو سیلف ریلائنس سکیم ہے ایک تو اس کے بارے میں یہ وضاحت کریں جیسا کہ خود فرما رہے تھے کہ یہ donation ہے' یہ قرضہ ہے۔ دوسرا یہ بتائیں کہ کیا اس حکومت کی credibilities ہیں کہ NSRF کے نام پر صرف چند کروڑ جبکہ چار ملین سے بھی زیادہ پاکستانی باہر ہیں اور صرف نو کروڑ وہ بھی روپیہ کی شکل میں آیا ہے۔ اس کے بارے میں میری ان سے یہ بھی گزارش ہوگی کہ یہ جو تمام تنخواہ دار لوگ ہیں' ملازمین ہیں' جن کو یہ ذبح کرتے ہیں' جن کی تنخواہ ان کے ہاتھ میں ہے اور یہ ان کی تنخواہ پر ڈاکہ ڈالتے ہیں ' یہ بتائیں کہ جو سرمایہ دار اور جاگیردار ہے یا جو سارے ڈیفالٹر ہیں' جنہوں نے اس ملک کو لوٹا ہے کیا کسی نے اس سکیم میں رقم دی ہے ۔ ان کا بھی نام بتاؤ جنہوں نے سارا ملک ہڑپ کیا ہوا ہے۔ عوام جاننا چاہتے ہیں کہ خود انحصاری کا مسئلہ ہے' اس میں ان کی کتنی contribution ہے۔ جو بڑے بڑے ہاتھی ہیں' جنہوں نے سارا ملک لوٹا ہے' اس میں سے کسی ایک ہاتھی کی مثال دیں۔

جناب چیئرمین: جی بتائیں کسی ہاتھی نے پیسے دئیے ہیں۔

جناب سرتاج عزیز: جناب تفصیل کچھ اس میں دی ہوئی ہے province wise نو کروڑ ہے' 9.6 Crore جو فارن کرنسی میں آیا ہے اس میں سے 70 Million باہر سے آیا ہے اور 26 ملین لوکل ہے یعنی 2,60,0000 within the country also فارن کرنسیز کے ذریعے دوکروڑ اکسٹھ لاکھ روپیہ contribute کیا گیا ہے ۔اسی طرح جو Local Amount ہے 156 Million اس میں پنجاب سے 124 ہے۔ اس میں سے اسلام آباد میں سب سے زیادہ ہے 92 Million اس کے بعد لاہور ہے۔ 23 million اور سندھ میں 27 ہے اس میں Karachi is 26, so obviously

they include some private citizens.

Mr. Chairman: No elephant.

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔ جناب والا! وزیر صاحب کی طرف سے جو بیان آیا ہے اس

میں amount of foreign currency , equivalent to 70 million has been donated by

non resident Pakistanis living abroad. جناب والا! اس ضمن میں وزیر اعظم صاحب نے

تقریباً تین چار ملکوں کا دورہ کیا ۔ کیا سرتاج عزیز صاحب بتا سکیں گے کہ ان کے دورے کے کیا

نتائج نکلے اور وہاں پر وہ کتنا پیسہ اکٹھا کر سکے۔

جناب سرتاج عزیز۔ جناب U.K. کا دورہ کیا اور اس کی amount سب سے زیادہ

ہے 70 million میں سے 17 million U.K. میں سے ہے ۔ اس کے بعد the second largest

amount is from U.A.E. 10.7 million rupees . And then the next amount is from

USA 7.2 million. From Lebanon 9 million and then باقی چھوٹے چھوٹے ہیں دو، دو

تین، تین اور عمان سے 2.2 and from Bahrain 2 million سب سے بڑی U.K. amount

ہے ۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔ برطانیہ سے جو رقم ملی ہے اس سے زیادہ تو وہاں جانے کے

لئے خرچہ ہوا ہے۔

جناب چیئرمین۔ نہیں خرچہ تو اتنا نہیں ہو گا ۔ چلیں اگلا سوال نمبر 40. ۔

40. *Syed Iqbal Haider : Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state the amount of loans written off or rescheduled since 1st January 1997 by Habib Bank Limited (HBL), United Bank Limited (UBL), National Bank of Pakistan (NBP), National Development Finance Corporation (NDFC), Pakistan Industrial Credit Investment Corporation (PICIC), Industrial Development Bank of Pakistan (IDBP), indicating the number and names of the borrowers, separately in each case ?

Minister for Finance and Economic Affairs: The information is being collected from Banks and DFIs. Due to voluminous nature, the collection will take more than two weeks. As soon as it is received, the reply will be placed on the table of the House.

جناب تاج حیدر۔ جناب والا! اس کا جواب نہیں آیا۔

Mr. Sartaj Aziz: It is a very elaborate question.
جس میں written off by all the banks تو اس میں دو ہفتے سے زیادہ وقت لگے گا۔ So as soon as the reply is received it will be presented in the House.

جناب چیئرمین۔ اس کا جواب next session میں دے دیں۔ It is deferred till the next session.

جناب تاج حیدر۔ جناب والا! آپ کی توجہ کے لئے ایک بات عرض کرنی ہے کیونکہ سینیٹر اقبال حیدر صاحب اس سلسلے میں مجھے ابھی ابھی کہہ کر گئے تھے۔ یہ سوال بھی مجھے نامکمل لگتا ہے کیونکہ انہوں نے province-wise break up مانگا تھا کیونکہ یہ perception ہے کہ سہولتیں پنجاب کے اندر دی جا رہی ہیں اور action سندھ کے اندر لیا جا رہا ہے۔ اس لئے انہوں نے یہ سوال پوچھا تھا سوال میں province-wise break up; کے متعلق کوئی اشارہ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین۔ صغیر صاحب یہ ذرا چیک کریں and then put it to me کہ کیا بات ہے اس میں کوئی تبدیلی آئی ہے کہ نہیں۔ اگلا سوال 41 اقبال حیدر صاحب۔

41. * Syed Iqbal Haider : Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state :

(a) the total amount of outstanding loans due and payable to each of the nationalised banks and DFIs by the borrowers as on 30th June 1997 and 30th June 1998, with province-wise break up;

(b) the number of the borrowers of a sum exceeding rupees one million, exceeding rupees ten million and exceeding Rupees one hundred million, separately with province-wise break-up; and

(c) the amount, if any, recovered by each of the nationalised banks or DFIs from such borrowers since 1st July, 1997 with province-wise break-up?

Minister for Finance and Economic Affairs: The information is being collected from Banks and DFIs. Due to voluminous nature, the collection will take more than two weeks. As soon as it is received, the reply will be placed on the table fo the House.

جناب سرتاج عزیز- اس کی انفارمیشن ابھی نہیں آئی - It requires a very elaborate information.

ڈاکٹر صفدر علی عباسی- جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ یہ loan rescheduling اور bank borrowing اس حکومت کا بہت بڑا مسئلہ ہے اور اس وقت پریس کے اندر یہ most discussed topic ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ شاید حکومت اس کا جواب دینے سے avoid کر رہی ہے - اگر آپ نوٹس کی تاریخ دیکھیں تو کم از کم اس کو چار ہفتے ہو چکے ہیں ہو سکتا ہے I stand to be corrected اگر ان کا جواب چار ہفتوں کے بعد بھی نہیں آیا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ قطعاً نامناسب ہے -

جناب چیئرمین- تاج حیدر صاحب province-wise break up کا ذکر اس سوال میں ہے- May be it is with reference to this question-

جناب تاج حیدر - جناب والا! میں اقبال حیدر صاحب کا بتا رہا ہوں کہ انہوں نے کہا ہے کہ province-wise break up دونوں سوالوں میں ہے -

جناب چیئرمین- میں چیک کرلوں گا-

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ- جناب والا! اس وقت لوگ بہت پریشان ہیں اور حقیقت یہ

ہے اس وقت معیشت نے بہت بڑے بحران کی شکل اختیار کر لی ہے۔ مہربانی کی جائے ایسے سوالات کے جوابات لیٹ نہ کئے جائیں تاکہ لوگوں کو پتا چلے کہ کون لوٹ رہا ہے۔ کیوں جواب نہیں دے رہے۔ بینکوں کا پیسہ سارے غریب عوام کا پیسہ ہے۔ اس کا نوٹس لیں۔

جناب چیئرمین۔ان دونوں سوالات کا جواب اگلے سیشن میں دے دیا جائے۔

جناب سرتاج عزیز۔ ٹھیک ہے جناب۔

جناب چیئرمین۔ سوالنمبر 42۔

42 . *Ch . Muhammad Anwar Bhinder: Will the Minister for Commerce be pleased to state :

(a) the target of the rice crop, quality-wise, for the year 1997-98;

(b) the actual production of rice during the said year;

(c) the quality and value of rice exported during that year; and

(d) the estimated quantity and value of rice to be exported during 1998-99?

Mr . Muhammad Ishaq Dar : (a) Target of Rice Production 1997-98.*

Basmati	1.486 million tons
Other varieties	2.908 million tons

(b) Production of Rice 1997-98. *

Basmati	1.357 million tons
Other varieties	3.019 million tons

(c) Exports durign 1997-98.

	Quantity (in Million Tons)	Value (in Million $)
Basmati	0.552	253.3

Other varieties	1.539	309.1

(d) Estimated Exports during 1998-99.

	Quantity (in Million Tons)	Value (in Million $)
Basmati	0.560	250.0000
Other varieties	1.630	350.0000

*MINFAL FIGURES.

حاجی جاوید اقبال عباسی۔ جناب والا! کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ باسمتی کہ پیداوار کا جو ہدف مقرر کیا گیا ہے وہ پورا ہو جائے گا۔

جناب سرتاج عزیز۔ ابھی تک تو فصل نہیں آئی estimates ہی ہیں ۔ باسمتی کا جو ٹارگٹ ہے وہ پانچ لاکھ ساٹھ ہزار ہے پچھلے سال پانچ لاکھ باون ہزار تھا یہ تقریبا" اس کے مطابق ہے ۔ جو دوسری اقسام ہیں ان میں ایک لاکھ زیادہ ہے ۔ پندرہ لاکھ پینتالیس کی بجائے 16.3 million ہے تو امید تو ہے کہ اس وقت ہمارا جو target ہے اگر وہ achieve ہوگیا تو exports and production target achieve ہو جائے گا ۔ It is too early to say what the crop would be.

سید قائم علی شاہ۔ جناب 1997-98 کے لئے جو ٹارگٹس تھے اس میں آپ بتائیں کہ IRRI-6 کا کتنا target تھا اور کتنا export ہوا ہے۔

جناب سرتاج عزیز: پچھلے سال کی ٹوٹل تین ملین production تھی اور 1.5 million export تھی۔ میرے پاس باقی varieties کا break down نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ IRRI-6 زیادہ تر پنجاب میں ہوتا ہے اور اس کے علاوہ تین اور varieties ہیں جو سندھ میں ہوتی ہیں ۔ اگر وہ دوبارہ نوٹس دیں تو ہم ان کو تفصیل سے بتادیں گے۔ میرے پاس other varieties of Basmati کا ٹوٹل ہے۔ کیونکہ سوال میں یہی پوچھا گیا تھا اور اس میں جو دو main ہیں ، وہ یہی ہیں۔

جناب چیئرمین: حاجی جاوید اقبال صاحب۔

حاجی جاوید اقبال عباسی: جناب میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پچھلے دنوں جب ہم آپ کے ساتھ عمان کے دورے پر تھے تو وہاں ہم کچھ لوگوں سے ملے جو تاجر برادری سے تعلق رکھتے تھے ۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وہاں پر ہمیں یہ شکایت کی گئی کہ جو چاول پاکستان سے آ رہا ہے وہ ناقص ہے۔ حالانکہ دنیا بھر میں سب سے زیادہ اچھی کوالٹی کا باسمتی چاول پاکستان میں ہے۔ کیا وجوہات ہیں کہ جب یہ چاول برآمد کئے جاتے ہیں تو اس وقت حکومت کی طرف سے ان کو چیک کر کے نہیں بھیجا جاتا یا صرف private کمپنیاں اپنی طرف سے بھیج کر ملک کی بدنامی کا باعث بنتی ہیں۔

Mr. Chairman: Yes, Minister for Foreign Affairs.

جناب سرتاج عزیز: بنیادی طور پر جو ہماری باسمتی کی ایکسپورٹ ہے وہ قریباً ایک آدھ سال میں کم ہوئی تھی تین لاکھ ۔ ورنہ ساڑھے چار، پانچ لاکھ اور ساڑھے پانچ لاکھ کے درمیان ہے۔ So it is a steady market now. اور price بھی relatively stable رہی ہے، 468 ڈالر فی ٹن، 413, 406, 412 اور اس سال جو اب ختم ہوا 458۔ جو دوسری varieties ہیں اس میں کافی fluctuation ہے۔

جناب چیئرمین: وہ کہہ رہے ہیں کوالٹی پر لوگوں کو اعتراض ہے۔

جناب سرتاج عزیز: میرا خیال ہے generally جو private sector نے competition introduce کیا ہے اس کے مطابق naturally they have to compete, if they don't they would not export. The fact that we have managed to export five and a half lac tons, so that the quality is acceptable. But steps are being taken. مل لیول پر بھی اور ایکسپورٹ لیول پر بھی there is a lot of checks and generally, I think the competition itself is a very good check.

جناب چیئرمین: جی جناب ڈاکٹر حئی صاحب۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ: جناب میرا وزیر موصوف سے ضمنی سوال یہ ہے کہ جو زرعی پیداوار ہے ہمارے ملک میں، چاہے وہ چاول کی ہو یا کپاس کی ہو، سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے

جناب کہ ہم ٹارگٹ تک اس لئے نہیں پہنچتے کہ یہاں ادویات دو نمبر ہیں۔ جیسے انسانوں کے لئے ادویات دو نمبر ہیں اور مارکیٹ میں مل رہی ہیں ، اسی طرح ہماری فصلوں کے لئے بھی دو نمبر مارکیٹ میں مل رہی ہیں۔ تو اس طرح جناب ٹارگٹ تک ہمارا ملک کس طرح پہنچے گا جب ادویات ہی صحیح نہ ہوں۔ تو اس کے لئے ان کو بندوبست کرنا چاہیئے۔

دوسرا جناب قرض کا مسئلہ ہے۔ قرضے سب بڑے بڑے لوگ لے جاتے ہیں۔ جو اکثر اس کو لندن اور امریکہ میں جاکر خرچ کرتے ہیں، اور جو چھوٹے کاشتکار ہیں ان کو قرضے نہیں ملتے ہیں۔ جو عیاشی کے لئے جاتے ہیں ان کو قرضے مل جاتے ہیں۔ ADBP سے بھی مل جاتا ہے اور باقی دوسرے بنکوں سے بھی مل جاتے ہیں۔ تو جناب اس کا بھی آپ تدارک کریں تاکہ پیداوار بڑھے۔ یہ جو زیادتیاں ہو رہی ہیں اور جو ادویات میں ملاوٹ ہے ، اس کو کون ٹھیک کرے گا۔ آپ ٹھیک کریں گے یا کوئی اور ٹھیک کرے گا۔ اس مرتبہ تو ٹھیک کریں تاکہ پیداوار زیادہ سے زیادہ ہو اور ملک زراعت میں خود کفیل ہو۔

جناب چیئرمین: جی جناب سرتاج عزیز صاحب۔

جناب سرتاج عزیز: یہ سوال اس سے تو arise نہیں ہوتا لیکن میں مختصراً جواب دے دیتا ہوں ۔ اگر آپ دیکھیں کہ جو production figures ہیں، تو rice کی production آج سے چار سال پہلے 3.3 million tons تھی اور گزشتہ سال 4.3 million ton ہوئی ہے۔ یعنی تین سال کے اندر اندر 30% increase production میں ہوئی ہے اور یہ increase جو ہے یہ primarily increase in yields ہوئی ہے increase in area نہیں ہوئی ہے۔ Area جو تھا اس وقت 2.1 تھا اب 2.3 ہے۔ لیکن yield جو ہے وہ 1.5 ton سے 1.9 پر چلی گئی ہے اور پچھلے سال جو credit تھا وہ ہم نے ڈھائی گنا کیا۔ پہلے 15 ارب روپے تھا اور اس سال 30 سے بھی زیادہ ہے۔ تو اس طریقے سے اس میں جو proportion ہے ، جو چھوٹے کسانوں کو جا رہا ہے وہ بھی زیادہ ہوا ہے۔ اور جو اس دفعہ wheat میں اضافہ ہوا ہے وہ بھی اسی لئے ہوا ہے کہ جو phosphatic کھاد ہے اس میں کوئی 60%, 70% increase ہوئی ہے۔ Rice اور wheat دونوں کی yield جو ہے اس میں کافی اضافہ ہوا ہے اور اس میں دونوں چیزیں تھیں۔ Credit کی availability بھی تھی، fertilizer کی قیمت کی stability اور better support prices. تو میرا

خیال ہے کہ جو فاضل ممبر کی تجاویز ہیں وہ بالکل صحیح ہیں اور ان پر عمل ہو رہا ہے۔ انشاء اللہ اس سال آپ دیکھیں گے کہ ہماری معیشت کو بچانے میں اور اسے maintain کرنے میں agriculture کا بڑا ہاتھ ہے ۔ جو سال گزرا ہے وہ بھی اور اگلے پر بھی خصوصی توجہ دی جا رہی ہے۔

جناب چیئرمین: سیف اللہ خان پراچہ صاحب۔

Mr. Saifullah Khan Paracha: Sir, my question is that at one time there was a special magistrate working under the Export Promotion Bureau and anybody who had complaint against item which we have exported could approach that court.

میرا سوال یہ ہے کہ کیا وزیر صاحب اس procedure کو revise کریں گے اور ایک Special Magistrate Export Promotion Bureau میں لگائیں گے تاکہ اس قسم کی جو خرابیاں ہیں ، جیسے میرے بھائی سینیٹر عباسی صاحب نے ذکر کیا ہے کہ بہترین چاول پیدا ہوتا ہے مگر پھر بھی شکایتیں آتی ہیں ۔ اس کو روکنے کا جو طریقہ بتایا گیا ہے کیا اس پر وہ عمل کروائیں گے؟

جناب چیئرمین۔ جی سرتاج عزیز صاحب۔

جناب سرتاج عزیز۔ جناب والا! جیسے کہ آپ کو معلوم ہے کہ پہلے ساری export گورنمنٹ کی تھی۔ جب سے یہ deregulate ہوا ہے اس میں صرف دو ہی requirements ہیں۔ ایک یہ کہ وہ notifiy کریں کہ Export conders کی تفصیل کیا ہے ۔ دوسرا pre-shipment inspection کا سسٹم رائج ہوا ہے۔ اس سال یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ pre-shipment inspection, quality control کے لئے یہ Export Promotion Bureau اور Rice Exporters Association of Pakistan مل کر کریں گے۔ یہ سسٹم بہتر ہے بجائے اس کے کہ کسی سرکاری ملازم کو رکھا جائے کہ وہ inspection کرے کیونکہ اس میں ظاہر ہے irregularities ہوتی ہیں لیکن Export Promotion Bureau کے پاس Cell ہے ۔ ہم نے ایسے cases پکڑے بھی ہیں کہ اس نے sample کچھ اور دیا اور export کچھ اور کیا ، ایسے لوگوں کے خلاف کاروائی کی جا سکتی ہے۔ ان

دونوں سسٹم سے امید کی جا سکتی ہے کہ تسلی بخش نتائج نکلیں گے کہ pre-shipment inspection تمام consignments کی ہو اور اس کے باوجود کوئی شکایت ہو تو Export Promotion Bureau اس پر action لے گی۔

جناب چیئرمین۔ ان کی تجویز یہ ہے کہ اگر مجسٹریٹ وہاں پر آ جائے تو زیادہ effectively enforce ہو سکے گا۔

جناب سرتاج عزیز۔ جناب مجسٹریٹ تو تب آتا ہے جب کوئی کیس ہو گا، پہلے تو انکوائری کی جائے گی ۔

Mr. Chairman: It is a suggestion which I think requires your consideration.

Mr. Sartaj Aziz: Right, it can be taken note of .

جناب چیئرمین۔ جی خدائے نور صاحب۔

جناب خدائے نور۔ جناب والا! پراچہ صاحب نے بڑی اچھی باتیں کیں۔ میں ان میں ذرا اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہم پاکستانی ہر شعبے اور عمل میں دو نمبر میں خود کفیل ہیں ۔ جناب والا! جو کم از کم ہم باہر چاول بھیج رہے ہیں اس میں پاکستان کی بدنامی نہ ہو۔ اس کے متعلق وزیر صاحب نے کوئی بات نہیں کی۔

جناب والا! ہمیں بتایا جائے کہ اس قسم کی جو بدعنوانی کی شکایتیں آ تی رہتی ہیں ان میں کسی کو کوئی سزا دی گئی ہے یا نہیں۔

جناب سرتاج عزیز۔ میں نے ابھی یہ وضاحت کی ہے کہ اس وقت جتنی shipments ہوتی ہیں ان تمام کی pre-shipment inspection quality control کے لئے ہوتی ہے ، جب سے private sector میں گیا ہے یہ سسٹم رائج کیا گیا ہے۔ اس میں Rice Exporters Association of Pakistan کو بھی associate کیا گیا ہے ۔ اس کو صرف سرکاری ملازم نہیں کر رہے ہیں۔ پہلی دفعہ نئی export policy میں اس سسٹم کو رائج کیا گیا ہے اور ہم اس کو evaluate کریں گے ۔ جہاں تک action کا تعلق ہے ، جب میں دو مہینے پہلے

عمان گیا تھا تو وہاں اس قسم کی complaints تھیں اور Export Promotion Bureau نے جو action لیا تھا اس کی تفصیل بتائی تھی۔ اگر وہ اس پر سوال پوچھنا چاہیں کہ اب تک export quality خراب ہونے پر Export Promotion Bureau نے کہاں کہاں action لیا ہے تو ہم ضرور تفصیل بتا دیں گے ۔ اس پر شکایتیں واقعی ہر سال آتی ہیں اور یہ بات صحیح ہے کہ ہمارے ہاں exporters کا جو culture اس معاملے میں ہے کہ وہ sample کے مطابق quality نہیں رکھتے ۔ اس میں مزید اقدامات کی ضرورت ہے لیکن تفصیل اس وقت میرے پاس نہیں ہے کہ کہاں کہاں action لئے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ وزیر صاحب بڑے سخت اقدامات کی ضرورت ہے because we have received these complaints wherever we have gone کہ جی اس سے پاکستان کی بدنامی ہوتی ہے ۔ Sample کچھ اور ہوتے ہیں اور بعد میں quality کچھ اور ہوتی ہے ۔

Mr. Sartaj Aziz: Actually it requires to be tightened.

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔ جناب ! میں وزیر صاحب کی توجہ اس طرف دلاؤں گا کہ IRRI-6 Rice پاکستان کی چاول کا export کا بہت بڑا component ہے اور لاڑکانہ ڈویژن میں IRRI-6 چاول کی سب سے زیادہ پیداوار ہوتی ہے ۔ وہاں پر Millers Association کی طرف سے شکایت عموماً یہ ہوتی ہے کہ وہاں پر بنک کا credit procedure صحیح نہیں ہے ۔ میں وزیر صاحب کی توجہ اس طرف دلاؤں گا کہ وہ مہربانی کر کے جتنے بھی nationalized commercial banks ہیں ان کو ہدایت دیں کہ وہ جو loans advance کرتے ہیں، یہ بڑے بڑے units کو اربوں روپے کے advance کرتے ہیں۔ ان چھوٹے units کو اگر ٹائم پر صحیح طریقے سے loans provide کئے جائیں تو پھر growers کو بھی incentive ملے گا اور وہ procurement بھی صحیح کر سکیں گے اور آپ کی export بھی definitely بڑھے گی۔ میری وزیر صاحب سے گزارش ہے کہ اگر وہ banks کو اس قسم کی instructions pass کر سکیں۔

جناب سرتاج عزیز: یہ تجویز بہت مناسب ہے جی کہ جو چھوٹے ملز ہیں ان کو بھی کریڈٹ کا share مناسب ملے اور جلدی ملے تا کہ growers کو بھی تکلیف نہ ہو اور یہ کام بھی چلے ۔ تو میں یہ تجویز pass on کردوں گا وزیر صاحب کو۔

جناب چیئرمین: جی عالی صاحب - کیا آپ بھی چاول export کرتے ہیں۔ یا کھاتے ہیں؟ کھاتا تو میں بھی ہوں۔

ڈاکٹر جمیل الدین عالی: جناب میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ میں چاول کبھی کبھی کھاتا بھی ہوں۔ جب آپ کی اجازت مل جاتی ہے - تو چاول بھی کھا لیتا ہوں۔ جناب رپورٹ میں اٹھارہ ملین ٹن چاول export کر کے 470 million dollars کماتے ہیں تقریباً - اب ایک تو یہ سوال زراعت ہی سے متعلق ہے - ویسے تو میرا حق نہیں ہے۔ یہ ڈاکٹر صفدر عباسی وغیرہ کا privilege ہے۔ اب ڈالر کی موجودہ روپے میں جو value ہے - اگر ہماری چوالیس بھی ہو جائے۔ فرض کیا ۴۴ لاکھ ٹن ہوتی ہے۔ شاید ۴۴ کی توقع ہے کیونکہ پنڈی بھٹیاں کے Agriculture Institute نے دو نئی اقسام تیار کرلی تھیں۔ PP-95 and Shaheen شاید۔ تو اس کی وجہ سے ممکن ہے فرق پڑ رہا ہو۔ حالانکہ ہم لوگ جیسا کہ ابھی انہوں نے وضاحت سے نہیں کہا لیکن خبریں چھپتی رہتی ہیں کہ ممنوع اقسام بھی ہم لوگ مثلاً Irri 99 ہمارے کاشتکار شیدا کرتے رہتے ہیں اور اس کی وجہ سے نقصان ہوتا ہے۔ لیکن all of a sudden then اگر ہماری چوالیس لاکھ ٹن بھی ہو تو جناب ہمارے روپے کی قیمت اتنی گرگئی ہے کہ وہ 470 یا 475 ملین نہیں آسکیں گے۔ تو اس کے لئے گورنمنٹ کیا کوشش کر رہی ہے۔ یہ زیادہ سے زیادہ export کا کوٹہ بڑھائیں - لیکن کیا کر رہے ہیں کہ وہ handicapedness جو dollar - rupee ratio سے پیدا ہو گا وہ اس quantity کو بڑھا کے نہیں پورا ہو سکتا۔ اور اگر ہوتا بھی ہے تو اس کو بہت زیادہ بڑھانی پڑے گی۔ تو اس سلسلے میں کیا اقدامات کر رہے ہیں یا باہر خط و کتابت کر رہے ہیں۔ پرائیویٹ سیکٹر کو بوسٹ کر رہے ہیں - اس سلسلے میں کیا کر رہے ہیں۔ کیونکہ the handicapedness is obvious and its coming۔

Mr. Chairman: Minister for Foreign Affairs.

جناب سرتاج عزیز: جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ اس وقت ہماری تمام varieties کی exports ہیں وہ پچھلے سال record تھا 2 million ton یعنی ہماری جتنی پیداوار ہے 4.3 اس کا تقریباً 50% ہم نے export کیا۔ اس سے پہلے 1.7 بلکہ آج سے تین چار سال پہلے تو صرف ایک ملین ٹن تھا۔ تو اس میں تو مجموعی طور پر بہتری ہوئی ہے۔ لیکن ظاہر ہے جو total

قیمت ہے۔ اس میں ڈالر کے لحاظ سے وہی ڈھائی سو other varieties کی ہے اور ساڑھے چار سو کے قریب باسمتی کی ہے۔ تو پچھلے سال ہم نے 562 million dollar اس سے کمائے تھے اور اس سال جو ٹارگٹ ہے وہ roughly about 600 million کا ہے۔

so basically it is not expanding at the rate at which export should expand but we are in a competitive market holding our position.

جیسا کہ پہلے بات ہو چکی ہے۔

جناب چیئرمین: وہ کہہ رہے ہیں because of the devaluation you will have to export in term of quantity to get the same want of money اس کے لئے کیا کر رہے ہیں۔

جناب سرتاج عزیز: جناب devaluation کا تو مقصد روپے میں ہوتا ہے ناں جی۔

Mr. Chairman: Let's say 415 million

یا کتنا آپ کہہ رہے تھے۔ تو اب آپ کو زیادہ کرنا پڑے گا۔ to get the same amount of dollars کہ نہیں؟

جناب سرتاج عزیز: جناب ڈالر کی قیمت change نہیں ہوئی ہے۔ devaluation سے جو ڈالر value ہے rice کا اس میں تو فرق نہیں پڑتا ناں جی۔ rupees we will get more, the farmers will get more but as far as the export price of Basmati is concerned ٹارگٹ کا ہے last year average that remains about 450 as I mentioned earlier 458 تھا 448 roughly the same, so I don't think it will effect our dollar earning for the same quantity.

جناب چیئرمین: جی جناب حاجی عبدالرحمٰن صاحب۔

حاجی عبدالرحمٰن: جناب چیئرمین! میں وزیر صاحب کی توجہ اسی سلسلے میں مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ ایک تو یہ کہ چاول پنجاب سے خریدا جاتا ہے۔ اور پہلے سرکاری لوگ خریدتے تھے اور اس میں بہت زیادہ گھپلے ہوتے تھے لیکن اب پرائیویٹ لوگ بھی کچھ کرتے ہیں۔ اور

کچھ لوگ اپنی ساکھ بچانے کے لئے اچھا چاول بیچتے ہیں۔ لیکن ایک ہمارے ملک کے ساتھ بڑی زیادتی ہو رہی ہے کہ یہاں سے چاول دبئی جاتا ہے۔ اور اس کو ہمالیہ کے نام سے ہندوستانی بیگ میں ڈال کے مختلف ممالک کو بھیجا جاتا ہے۔ اور ان کا جو خراب چاول ہندوستان کا ہے اس پر پاکستانی لیبل لگا کر بیچا جاتا ہے۔ اور یہ امر ہمارے ملک کے چاول کی ساکھ کو بہت نقصان پہنچاتا ہے کیا اس پر ان کی توجہ ہے؟ کیا ان کے علم میں ہے اور یہ کیا اقدام کر سکتے ہیں؟

جناب سرتاج عزیز: یہ شکایت کچھ تو موصول ہوئی ہے کہ ہمارا چاول اچھی کوالٹی کا وہ انڈین traders import کر کے اس پہ لیبل لگا کے بیچتے ہیں لیکن اس میں ظاہر ہے جو traders وہاں پہ ہیں ان کے خلاف اگر کوئی specific complaint ہو تو ہم اس کو چیک کر سکتے ہیں خاص طور پر اس کا دوسرا پہلو کہ پاکستانی لیبل کے نیچے وہ خراب کوالٹی، میرے خیال میں ہمارے traders بھی یہ کام کر سکتے ہیں کہ private exporters ہیں وہ اپنے outlet یا اپنے ایجنٹ اس طریقے سے مقرر کریں کہ جو پاکستانی اچھی کوالٹی کا چاول ہے اور well packed ہے اس کو promote کریں اور ہم نے Rice Exporters Association ہے اس کو یہ facility بھی دی اور encourage بھی کیا ہے کہ وہ پاکستانی چاول کی projection اس کی publicity کریں، اس کی packing، اس کی کوالٹی کو special advertising campaign کے ذریعے publicise کریں تا کہ اس قسم کی شکائتیں دور ہو سکیں۔

جناب چیئرمین: اگلا سوال نمبر ۴۳۔

43 . ***Chaudhry Muhammad Anwar Bhinder:** Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state:

(a) the total foreign debt payable by the Government of Pakistan to each country till 30-6-1998;

(b) the foreign loan received by the Government of Pakistan during the year 1997-98 and the rate of interest on it with country-wise break-up; and

(c) the loan repaid by the Government of Pakistan as principal amount and interest, separately, during 1997-98 with country-wise break-up?

Minister for Finance and Economic Affairs: (a) Total Foreign Debt payable by Government of Pakistan upto 30-6-1998 is $ 24,152.2 million.

(b) Foreign loan (public and publicly guaranteed) amounting to US $ 4,102 million have been received/contracted by the Governemnt of Pakistan during the year 1997-98. Lending/country/agency-wise break-up of these loans alongwith their rate of interest and other repayment terms are given at Annex-I.

(c) The loan repaid by the Government of Pakistan during 1997-98 is US $ 2.483.7 million. Country-wise break-up is given at Annex-II.

Annex

Details of Public and Publicly Guaranteed Foreign Loans received/committed by the Government of Pakistan alongwith their Terms (During the year 1997-98)

	Lending country/agency & Particulars of Loan Agreements	Date of agreement	Loan Amount ($ Million)	Rate of interest/ service charges p.a. (%)	Amortization (Years) Grace Period	Repayment Period (excluding grace)	Total Repayment period
	1	2	3	4	5	6	7=(5+6)
1.	**Germany**						
i)	Up-gradation of 220 K.V. sub-station at Muzaffargarh to 500 K.V.	16.3.98	11.1	0.75	10	30	40
ii)	-do-	16.3.98	19.4	12.0 (variable up to 12%)	0	10	10
	Sub-total (Germany)		30.5				
2.	**Japan** Banking Sector Adjustment Loan	20.3.98	250.0	1.8	10	20	30
3.	**Canada (Wheat Board)** Import of wheat	25.10.97	36.8	6.20 (0.375+LIBOR)	0	2	2
4.	**Norway** NLC Telecommucation Network Project (Phase-II).	31.12.97	21.3	7.25 (CIRR+Margin)	2	10	12
5.	**IBRD** Banking Sector Adjustment Loan	12.12.97	250.0	6.35 (LIBOR+spread)	5	15	20

	Lending country/agency & Particulars of Loan Agreements	Date of agreement	Loan Amount ($ Million)	Rate of interest/ service charges p.a. (%)	Amortization (Years)		
					Grace Period	Repayment Period (excluding grace)	Total Repayment period
	1	2	3	4	5	6	7=(5+6)
6.	**IDA**						
i)	Northern Education project	5.11.97	22.0	0.75 (Service charges)	10	25	35
ii)	National Drainage Programme Project	16.12.97	266.0	0.75 (Service charges)	10	25	35
iii)	Social Action Programme (II)	28.5.98	247.2	0.75 (Service charges)	10	25	35
	Sub-total (IDA)		**535.2**				
7.	**ADB**						
i)	Dera Ghazi Khan Rural Development project	16.10.97	35.0	1	10	25	35
ii)	Capital Market Development Programme Loan (CMDPL)	5.1.98	250.0	6.36 (variable rate)	3	12	15
iii)	Capacity Enhancement of Securities Market	5.1.98	4.9	1	10	25	35
	Sub-total (ADB)		**289.9**				
8.	**IFAD**						
	Northern Area Development Project	30.5.98	14.4	0.75	10	30	40
9.	**European Investment Bank (EIB)**						
	Ghazi Barotha Hydro-Power project (2nd Tranche).	23.7.97	23.0	6.0 (variable market rate)	0	15	15
10	**CCC (USA) Credit**						
i)	Import of wheat under GSM-102 programme (FY 1998).	18.9.97	250.0	6.5 (0.75+LIBOR)	0	3	3
ii)	Import of wheat under PL-480 title programme	23.7.97	25.0	3% for first 5 years & 4% thereafter	5	26	31
iii)	Import of Soyabean under PL-480 Title-I Programme.	1.7.97 17.11.97 & 13.3.98	30.0	3% for first 5 years & 4% thereafter	5	26	31
	Sub-total (CCC Credit)		**305.0**				
11.	**Australia (Wheat Board)**						
	Import of Wheat	Aug-97	236.1	6.02 (LIBOR+0.05)	0	2	2
12.	**OPEC Fund**						
	Second Girls Primary School Sector Project (Phase-II)	4.11.97	16.0	2	5	12	17
13.	**IMF**						
i)	Enhanced Structural Adjustment Facility (ESAF)	4.11.97 & 15.4.98	309.5	0.5	5.5	4.5	10
ii)	Extended Fund Facility (EFF)	23.10.97 2.4.98	77.2	4.2 (Floating Rate)	4.5	5.5	10

	Lending country/agency & Particulars of Loan Agreements	Date of agreement	Loan Amount ($ Million)	Rate of interest/ service charges p.a. (%)	Amortization (Years) Grace Period	Repayment Period (excluding grace)	Total Repayment period
	1	2	3	4	5	6	7=(5+6)
	Sub-total (IMF)		386.7				
14.	**Short-Term Credits**						
i)	Commercial/cash credits (from different financial institutions & Banks for import of crude oil & B.O.P. support)	97-98	1567.2	5.75 to 8 (LIBOR to LIBOR+2.25%)	0 to 1	0.5 to 5	0.5 to 6
ii)	IDB (ITFO) credits (No.126th to 133rd for import of crude oil).	97-98	140.0	6 (Mark-up)	0	1	1
	Sub-total (Short-term credits)		1707.2				
	Sub-total (A - Loan)		4102.1				

(Provisional)

DEBT SERVICING OF FOREIGN LOANS MADE DURING 1997–98.

(US$ MILLION)

COUNTRY/AGENCY	PRINCIPAL	INTEREST	TOTAL
1. BELGIUM	6.033	2.621	8.654
2. CANADA	25.140	3.382	28.522
3. FRANCE	63.729	32.972	96.701
4. GERMANY	97.671	29.224	126.895
5. ITALY	19.556	5.754	25.310
6. JAPAN	169.558	98.308	267.866
7. HOLLAND	12.273	3.218	15.491
8. US AID (PRO/COMM)	76.142	37.367	113.509
10. PL–480	33.334	25.703	59.037
11. EXIMBANK	0.242	3.644	3.886
12. CCC CREDITS	327.467	39.302	366.769
13. U.K.	2.880	4.265	7.145
14. SWEDEN	18.721	10.122	28.843
15. A.D.B.	200.636	138.966	339.602
16. I.B.R.D.	201.189	176.294	377.483
17. I.D.A.	45.713	26.330	72.043
18. I.F.A.D.	6.333	2.381	8.714
19. I.F.C.	2.402	0.289	2.691
20. CZECH	3.069	1.378	4.447
21. SWISS	10.705	4.177	14.882
22. RUSSIA	26.363	6.733	33.096
23. AUSTRIA	4.820	1.991	6.811
24. DENMARK	1.442	0.000	1.442
25. CHINA	72.356	32.643	104.999
26. ROMANIA	0.000	0.000	0.000
27. FINLAND	1.838	0.006	1.844
28. NORWAY	2.916	1.980	4.896
29. KOREA	3.696	40.579	44.275
30. KUWAIT	17.016	3.812	20.828
31. LIBYA	1.416	0.209	1.625
32. ABU DHABI	5.606	2.796	8.402
33. SAUDI ARABIA	13.078	1.351	14.429
34. OPEC	8.770	0.948	9.718
35. IDB(LT)	20.956	5.908	26.864
36. OMAN	2.500	0.687	3.187
37. AUSTRALIA	199.168	10.025	209.193
38. NORDIC CREDITS	0.346	1.448	1.794
39. SPAIN	5.006	2.316	7.322
40. N.B.P. BAHRAIN.	10.000	2.905	12.905
41. SINGAPORE.	1.250	0.294	1.544
TOTAL	1,721.358	762.328	2,483.686

Mr. Chairman: Any supplementary question?

حاجی جاوید اقبال عباسی : Supplementary سوال میرا یہ ہے کہ یہاں جواب میں دیا گیا ہے 30-6-98 تک حکومت پاکستان پر غیرملکی قرضے 24152.2 ملین ڈالر ہیں۔ آیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ یہ سالانہ instalment ہے یا کل قرضے ہیں اور دوسری اس میں اصل رقم کتنی ہے اور سود کتنا ہے؟

Mr. Chairman : Minister for Foreign Affairs.

جناب سرتاج عزیز : یہ جو total debt payable ہے وہ یہ ہے جو annual payment ہے ہماری وہ کالم C کے جواب میں دی ہوئی ہے 2.483 بلین یعنی دو ہزار چار سو تراسی ملین ڈالر۔ اس میں جو ہم ہرسال pay کرتے ہیں 2.4 اس میں سے 1.7 بلین principal ہے اور 762 ملین interest ہے یعنی 130 roughly about slightly less than۔

جناب چیئرمین : شکریہ جی۔ جی جناب تاج حیدر صاحب نے ابھی تک نہیں پوچھا میرے خیال میں۔

جناب تاج حیدر : اس لسٹ میں جو نمبر ۲ ہے جاپان سے Banking Sector Adjustment Loan ڈھائی سو ملین ڈالر کا ہے۔ اس کا مقصد کیا وہی تو نہیں ہے کہ ایک طرف تو ملک کو زیر بار کیا جائے اور دوسری طرف ہزاروں بنکوں کے ملازمین کو جن کی بیس بیس سال کی نوکریاں ہیں ان کو بیروزگار کیا جائے۔ کیا یہ وہی والا loan ہے؟

جناب چیئرمین : جی سرتاج عزیز صاحب ۔

جناب سرتاج عزیز : جناب Banking Sector Adjustment loan جو ہے یہ World Bank کا loan تھا جاپان نے co-finance کیا اور اس کا بنیادی overall reform and restructuring of the bank تھا جس میں downsizing of staff ایک item تھا اور یہ ہمارا اپنا پروگرام تھا کیونکہ ہمارے جتنے بھی بنک تھے اس میں جو سٹاف کا ratio تھا مختلف گریڈ میں وہ صحیح نہیں تھا اور اس کی کوالٹی بھی deteriorate ہو گئی تھی۔ اس میں سوائے United Bank

کے جو انہیں forcibly retire کرنا پڑا نیشنل بنک میں اور یو بی ایل میں جو گولڈن ہینڈ شیک سکیم تھی وہ voluntarily تھی یعنی جنہوں نے opt کیا ان کو سکیم میں شامل کیا گیا زبردستی کسی کو نہیں کیا۔

جناب چیئرمین: قائم علی شاہ صاحب۔

سید قائم علی شاہ : جی یہ C کالم میں انہوں نے لکھا ہے کہ loan repaid in 1997-98 $ 2483 میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کتنا loan repayable تھا upto 30th June, 1997-98؟

جناب سرتاج عزیز : اتنا ہی تھا جی۔ جتنا repayable تھا اتنا ہی pay کیا۔

جناب چیئرمین: جی جناب صفدر عباسی صاحب۔

جناب صفدر علی عباسی : جناب میں سرتاج عزیز صاحب کی توجہ اس طرف دلاؤں گا کہ جو latest figures آ رہے ہیں اگر میں غلط ہوں تو آپ پلیز مجھے correct کیجئے گا۔ latest figures یہ آ رہے ہیں کہ پاکستان کا total debt payable جو ہے وہ تو تقریباً 32 بلین ڈالر تک پہنچ گیا ہے۔ تو کیا یہ چوبیس بلین کی figure غلط ہے یا تین مہینے کے اندر وہ چوبیس بلین ڈالر بڑھ کے 32 بلین ڈالر ہو گیا۔ دوسرا میں ایک ہی دفعہ پوچھ لوں کہ short term credit آپ نے IDB کے ساتھ negotiate کیا ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ highest rate of interest ever تقریباً 5.7 +8 تو اس میں کتنا اب تک آپ کو مل چکا ہے؟ پہلا میرا سوال دیکھ لیں کہ debt تین مہینے میں بڑھا ہے یا یہ کہ کوئی غلطی ہو گئی ہے چھاپنے میں۔

جناب سرتاج عزیز۔ اصل میں جناب چیئرمین debt contracted اور debt payable میں فرق ہے۔ Debt contracted is a total debt اور واقعی کوئی 32-33 ارب کے درمیان ہے لیکن وہ آٹھ نو بلین undisbursed ہے۔ یعنی ہم commit کر چکے ہیں۔ ایگریمنٹ sign کر چکے ہیں۔ وہ ابھی تک disburse نہیں ہوا۔ جب ایک مرتبہ loan disburse ہو جائے then the debt is payable ورنہ you just pay. تو یہ سوال پوچھا گیا تھا۔ Foreign debt payable by the Government, so it included the debt already disbursed, contracted and utilized وہ ۲۴ ہے ' اس میں اگر آٹھ ' نو کی فگرز add کر دیں تو جو total debt ہم نے اب تک contract in pipeline, the undisbursed amount, if it is included

then it is about somewhere, I don't have the figure exactly here but in somewhere

between 32 and 33 billion. اور ان کا جو دوسرا سوال اسلامک بنک کے بارے میں ہے ۔وہ

ابھی تک utilize نہیں ہوا۔ پاکستان فنڈ کے حوالے سے اسلامک ڈویلپمنٹ بنک نے 1.5 billion

کا ایک فنڈ بنایا ہے ۔وہ ٹارگٹ اماؤنٹ ہے۔جس میں سے پانچ سو جو ہے وہ roll over ہے یعنی

جو existing Islamic Institutions سے قرضے آئے ہوئے ہیں ان کو extend کرنا ہے for

a longer period اور ایک بلین جو ہے وہ نئی رقم ہے ۔یہ جو terms ہیں LIBOR plus 5 1 یہ

واقعی زیادہ ہیں لیکن فاضل ممبر کو یاد ہوگا کہ ۹۷ میں گرینڈلیز نے ہمارے لیے بانڈ کا انتظام کیا

تھا۔وہ LIBOR plus 3.9 تھا اور اس وقت حالات بالکل نارمل تھے ۔ اس سے ایک فیصد اس دفعہ

ہم نے زیادہ offer کیا ہے ۔یہ بھی مارکیٹ related ہیں in the sense اگر پانچ سال کا ہے اور

اس دوران میں ہماری sanctions ختم ہوگئیں ، credit rating بہتر ہو گئی تو the interest

rate can come down اور ابھی تک اسلامک ڈویلپمنٹ بنک نے تمام جو institutions ہیں

جنہوں نے interest show کیا تھا ان کو وہ offer دے دی ہوئی ہے اور آئندہ چند دنوں میں

the offer will be finalized. اس میں کونسا institution کتنا دیتا ہے ، اس وقت کہنا مشکل

ہے کہ ایک بلین نئی اماؤنٹ ہے ۔اس میں سے اس وقت توقع 600/700 ملین کی ہے۔About

70% of the target could be achieved. The total will be probably between 1.2 to 1.3

billion. وہ پھر ہماری اپنی مرضی ہے ۔اگر sanctions دور ہوگئیں اور اگر soft loan ملنا

شروع ہو گئے تو we may not need to use the entire amount. لیکن اگر خدانخواستہ سینکشنز

دور کرنے میں delay ہوئی اور ہمیں urgency ہوئی then even expensive money is at

least better than no money.

جناب چیئرمین۔او۔کے ، جی جناب ڈاکٹر حئی صاحب ۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ شکریہ ، میرا وزیر موصوف سے ضمنی سوال یہ ہے کہ 1988

سے 1998 تک یہ دو پارٹیاں حکومت میں رہی ہیں۔یہ ہمیں بتائیں گے کہ پیپلز پارٹی کے دور میں

یا مسلم لیگ کے دور میں سب سے زیادہ کس نے قرضے لیے ہیں ۔ کس نے زیادہ ملک کو قرضوں

کا زیر بار کیا ہے ۔

دوسرا یہ جو قرضے لیتے ہیں اور ان کے ساتھ جو ایڈوائزر اور دوسرے لوگ ساتھ لے آتے ہیں ، اس کی بنیاد پر یہ معزز ایوان کو بتائیں گے کہ اس حساب سے کتنا پیسہ وہ واپس لے جاتے ہیں۔ پھر جن کے لئے آپ قرضے منگواتے ہیں ، بڑے لوگ ہیں سرمایہ دار لوگ ہیں ، وہ پھر امریکہ اور لندن میں جا کر deposit کرتے ہیں تو عوام کو اس کا کیا فائدہ پہنچتا ہے ۔اس کا ذرا سدباب کریں ۔ اس کا ذرا طریقہ بتائیں۔ہم تو حیران ہیں کہ ۱۴ کروڑ عوام قرضے ادا کریں اور کھائیں یہ ہاتھی؟ ہضم بھی کریں ، ڈکار بھی نہیں لیتے ہیں۔ اربوں روپیہ ختم ۔ تو یہ بتائیں کہ یہ سلسلہ اس ملک کے ساتھ کب تک جاری رکھیں گے۔ ۱۴ کروڑ عوام بھوک سے مریں اور پاکستان قرضوں کا زیر بار ہو ، آپ عیاشیاں کریں اور آپ لندن اور امریکہ کی سیر کریں اور بنک بیلنس بڑھائیں ۔ یہ بتائیں کہ یہ طریقہ کب تک چلے گا۔

جناب چیئرمین۔ جی مسٹر سرتاج عزیز ، یہ طریقہ کب تک چلے گا۔

جناب سرتاج عزیز۔ کونسا ۔

جناب چیئرمین۔ یہی جو کہہ رہے ہیں امریکہ کی سیر کرنا ، لندن کی سیر کرنا ، قرضے لینا۔

جناب سرتاج عزیز۔ جو پہلا سوال تھا وہ یہ تھا کہ پچھلے کئی سال سے ہم کتنے قرضے لیتے رہے ہیں۔ تو یہ فگرز جو ہیں اس میں دو کیٹگریز ہیں۔ ایک ہے آفیشل لون ، جو ورلڈ بنک ، ایشین بنک ، جاپان ، bilateral countries سے ملتے ہیں اور کچھ جو ہیں وہ short term ہیں ۔ تو commercial loan جو roughly official loans ہیں وہ about 2.7 to 3.2 roughly average رہا ہے۔ میرے پاس figures نہیں ہیں ، میں memory سے بتا رہا ہوں۔ پچھلے آٹھ سال میں آپ دیکھیں گے اکنامک سروے میں ہر سال economic survey, the figure of commitment and disbursement کی چھپی ہوتی ہے ۔ Roughly around ہمیں ۲۰ بلین official loans ملتے ہیں اور یہ لون جو ہیں بہت soft terms پر ہوتے ہیں۔ تیس سال ، چالیس سال ایک فیصد interest and the more we get it is better for our development because we have to .. اس کی صورت یہ ہے جناب چیئرمین ! آپ دیکھیں گے کہ ہم نے اس دفعہ جو لیا ، اس میں official loan ہے اور repayment بھی اتنی ہے ۔ ہمیں جتنے مل رہے

ہیں اتنے ہی قریباً ہم واپس کر رہے ہیں اور net ہمیں بہت کم ملتا ہے۔فرض کیجئے اگر ہمیں یہ نہ ملیں تو ہمیں خود capital export کرنا پڑے گا اور ہم اس وقت اس پوزیشن میں نہیں ہیں کہ نئے قرضے لیے بغیر پرانے قرضے واپس کر سکیں۔

so to that extent it is necessary and if you have to finance it from commercial loans then the burden will be even larger. اس لئے یہ ہمیں جو soft loan مل رہے ہیں to that extent I think it is a good addition to our savings and our balance of payments تاکہ یہ ملیں ۔ کمرشل لون اس صورت میں لئے جاتے ہیں تاکہ ایکسپورٹ میں کمی ہو۔ تیسرا سوال یہ ہے کہ اس میں wastage اور کیا کیا ہوتا ہے ۔ so to that extent I think it is , naturally کچھ نہ کچھ ہوتا ہوگا لیکن on the whole ہمارے ہاں جو mechanism ہے to check the utilization of aid اور وہ یہ ہے کہ agencies جس چیز کے لئے loan دیتی ہیں وہ خود اس کو مانیٹر کرتی ہیں تاکہ اس میں leakage نہ ہو ۔ so I think I will be right in saying کہ جو aided projects ہیں ان میں جو leakage or wastage ہے it will be relatively less than other projects because the aid giving agencies themselves monitor.

جناب چیئرمین۔ جی حاجی عبدالرحمٰن ۔

I think we go to the next question. Yes, please your last question.

حاجی عبدالرحمٰن ۔ جناب ڈاکٹر صاحب کا سوال یہ نہیں تھا ۔ ہمارے منسٹر صاحب نے فرمایا ڈاکٹر صاحب کا مقصد یہ تھا کہ ایک چال لگی ہوئی ہے جو بھی چیز اس میں ڈالو وہ نیچے چلی جاتی ہے اور کوئی پتا نہیں لگتا ۔ اس چال میں یہ چادر کب لگائیں گے اور کس طریقے سے لگائیں گے آیا اس میں کوئی چیز رہے گی تاکہ وہ عوام کے کام آسکے ۔ اس کے بارے میں ان کی کیا پلاننگ ہے اور کیا اقدام اٹھانے کا ارادہ ہے؟

جناب چیئرمین۔جی سرتاج عزیز صاحب ۔

جناب سرتاج عزیز۔ دیکھیں جی اس میں کبھی سینٹ میں بات کرنا چاہیں تو کرلیں ۔ جتنی اب ہمیں official aid مل رہی ہے I am answering that question , you

please listen to me. Mr. Chairman will decide whether I am answering or not.

(Interruption)

Mr. Chairman: Please, no cross talks. Yes, please.

Mr. Sartaj Aziz: You see the question is whether the priorities on which this assistance is used is correct or not.

اس وقت جتنی ہمیں سالانہ assistance آ رہی ہے تین بلین ، اس میں سے قریباً ڈیڑھ بلین
جو ہے وہ سوشل سیکٹر پراجیکٹس ،سوشل ایکشن پروگرام ، ایجوکیشن ، ہیلتھ ، اور اس قسم کے
priority sectors جو ہیں ان کے لئے ہے - so to that extent the interest of these
loans on the economy and on poor people is increasing. In fact, more and more donor countries are now requiring that we should show compact monitoring on
rural roads, farm to market roads مثلاً poverty groups , on less developed areas
اس میں بہت سا ہے - اسی لئے میں نے کہا کہ اس سوال سے تو نہیں نکلتا لیکن اگر سینٹ یا
اس کی کمیٹی discuss کرنا چاہے تو overall aid جو آتی ہے اس کی utilization کیا ہے
اس کی priorities کیا ہیں اس کے checks and balances کیا ہیں it is a legitimate
subject and that is what I said that this is something which does not arise from this question but if the Senator or committee wants to discuss it , it is legitimate subject..

Mr. Chairman: Ok. Next question is 44, Anwar Bhinder Sahib.

44. ***Chaudhry Muhammad Anwar Bhinder :** Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state whether the instalment of the grant of Rs. 200 million for the first quarter of 1998-99 has has been released to the CDA, if so, the date of its release and if not, its reasons ?

Minister for Finance and Economic Affairs : Against budget allocation of Rs. 1058.047 million, an amount of Rs. 207.584 million

pertaining to first quarter of 1998-99 has been released to the CDA.

Mr . Chairman: Any supplementary question? Haji Javed Iqbal Sahib.

حاجی جاوید اقبال عباسی۔ یہ سوال کے جواب میں کہا گیا ہے کہ بجٹ میں سی ڈی اے کے لئے دو سو بلین روپے مختص کئے گئے تھے ۔ پہلے کوارٹر میں کچھ رقم دی گئی ہے تو باقی رقم سی ڈی اے کو کب تک ریلیز کی جائیگی ؟

جناب چیئرمین۔ جی سرتاج عزیز صاحب ۔

جناب سرتاج عزیز۔ وہ یہ ہے کہ first quarter, 1/5th میں second quarter , 1/4th ، third quarter 3/10th میں last quarter 1/4th of the budget Schedule کے مطابق ان کو پیسے ریلیز ہوتے رہیں گے ۔

جناب چیئرمین۔ جی ڈاکٹر عبدالحئی صاحب ۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ جناب یہ جو سی ڈی اے کو بجٹ دیا گیا ہے ۔ حالت تو یہ ہے کہ جو لوگ جناب اپنے کوارٹروں کی مرمت کرتے ہیں ، آپ یقین کریں کہ لوگ اپنی جیب اور گھر سے مرمت کروا رہے ہیں ۔ اس کے علاوہ دروازوں ، کھڑکیوں کی مرمت اور white wash بھی اپنی جیبوں سے کر وا رہے ہیں ۔ آپ جناب چیئرمین ، حیران ہونگے کہ ہمارے گورنمنٹ ہاسٹل کے باتھ رومز میں اور کاری ڈورز میں گھپ اندھیرا ہوتا ہے ۔ کوئی بلب اور ٹیوب لائٹ تک نہیں ہے ۔

جناب اب آپ ان کو فنڈز ریلیز کر رہے ہیں لیکن عام سی اور چھوٹی سی چیز تک کی مرمت نہیں کرتے ۔ یہ پیسہ کہاں جاتا ہے ، پانی کا مسئلہ ہے اسلام آباد پانی کے لئے تڑپ رہا ہے ۔ ٹینکر مافیا نے مصیبت کی ہوئی ہے ۔ یہ فنڈز کہاں جا رہے ہیں اور کون کھا رہا ہے ۔ کوئی تو آپ میں سے غلط بیانی کر رہا ہے ۔ اسلام آباد میں پانی کا مسئلہ حل نہیں ہو رہا اور کوارٹروں کی مرمت نہیں ہو رہی ہے تو خدا کے لئے پتا کریں کہ یہ پیسہ کہاں جا رہا ہے ؟

جناب چیئرمین۔ جی سرتاج عزیز صاحب ۔

جناب سرتاج عزیز ۔ اس دفعہ جو اس بجٹ میں مینٹیننس کے لیے چالیس کروڑ رکھا گیا ہے جی اور اس میں ساڑھے سات کروڑ سرکاری کوارٹرز کے لیے ہے to that extent they are carrying out maintenance. For that the amount is utilized. اگر کوئی شکایت ہو کوئی ایک specific case ہو۔

جناب چیئرمین ۔ وہ کہتے ہیں کہ ایم این اے ہاسٹل میں بلب نہیں ہیں ۔

جناب سرتاج عزیز ۔ وہ جو متعلقہ------

جناب چیئرمین ۔ جی حاجی جاوید اقبال صاحب ۔

حاجی جاوید اقبال عباسی ۔منسٹر صاحب یہ بتائیں گے کہ CDA کا اپنا بجٹ کتنا ہے ۔

جناب سرتاج عزیز ۔ یہ CDA کا ٹوٹل بجٹ ہے جی ۔اس سال کا جو بجٹ ہے وہ ایک سو پانچ کروڑ ہے جس میں چھیاسٹھ کروڑ جو ہے وہ ڈویلپمنٹ کا ہے اور چالیس کروڑ جو ہے وہ مینٹیننس کا ہے۔

جناب چیئرمین ۔جی next question No. 45 زاہد خان صاحب ۔

45. *Mr. Muhammad Zahid Khan : Will the Minister Incharge of the Cabinet Division be pleased to state:

(a) the total foriegn investment, both portfolio and direct, made in the country since1993-94; and

(b) the total foreign investment made during the months of July and August, 1997 and July and August, 1998?

Minister Incharge of the Cabinet Division: (a) Flow of foreign investment sicne 1993-94 to 1997-98 has been US $ 5.254 billion which included direct investment as US $ 3.182 billion and portfolio investment as US $ 2.072 billion.

(b) Total foreign investment made during July and August, 1997 was US $ 283.9 million while for July and August 1998, it has been as US $64.6 million.

Mr. Chairman : Any supplementary question?

ڈاکٹر صفدر علی عباسی - جناب میں سرتاج صاحب کی توجہ پھر دلاؤں گا - پہلے بھی میں نے توجہ ان کی دلائی تھی کہ گورنمنٹ کی credibility بڑی خراب ہو رہی ہے اور پھر میں آپ کی توجہ دلاؤں گا جو B ہے اس کی طرف کہ Foreign Investment in July-August,97, was 283.9 million dollars. آپ ہی کی حکومت تھی - اور آپ دیکھتے ہیں جولائی اور اگست 98 ، it gets to 64 million dollars تو آپ اس سے اندازہ لگائیں کہ kindly آپ کوئی چیز کوئی ایسا اقدام کرنے کو تیار ہیں جو اس situation کو rectify کرے - اب تو ہر طرف سے آوازیں اٹھ رہی ہیں جناب ہر آدمی پریشان ہے - economic mess جس میں پاکستان چلا گیا ہے ہر آدمی جو ہے، institutions جو ہیں وہ پریشان ہیں وہ آپ کو بول رہی ہیں- مجھے بتائیں کہ آپ اس ساری صورتحال کو جو آج آپ کو face کرنی پڑ رہی ہے - اس کو آپ کیا کر رہے ہیں rectify کرنے کے لیے -

جناب چیئرمین - جی -

میاں محمد یٰسین خان وٹو - جناب والا ! پہلی چیز تو میں یہ عرض کروں گا کہ یہ کمی جو ہے یہ sanctions کی وجہ سے ہوئی ہے - فاضل ممبر نے خود تسلیم کیا ہے کہ ہماری ہی حکومت میں پچھلے سال جولائی اور اگست میں 283.9 ملین ڈالر کی انوسٹمنٹ ہوئی - اس دفعہ اس میں کمی ہوئی ہے اور اس کی وجہ international sanctions ہیں کیونکہ جب سے ہم نے ایٹمی دھماکہ کیا ہے تو international معاملے میں ہمیں دقتیں پیش آ رہی ہیں اور international Sanctions کی وجہ سے یہ کمی واقع ہوئی ہے اس کے لیے اقدامات کیے جا رہے ہیں -جونہی حالات بہتر ہوں گے اور انشاء اللہ آپ دیکھیں گے کہ گورنمنٹ کی انوسٹمنٹ جو پچھلے سال تھی اس سے بھی انشاء اللہ یہ بڑھ جائے گی -

ڈاکٹر صفدر علی عباسی - یہ ہر چیز وزیر صاحبان sanctions کے کھاتے میں ڈال

دیتے ہیں ۔ foreign direct investment کو بھئی sanction پر IMF کتنا پیسہ دے رہا تھا ۔ IMF تو basically آپ کو loan دیتا ہے ۔ investment تو نہیں دیتا آپ کو ۔ investment تو مختلف کمپنیز لاتی ہیں۔ investment تو مختلف سیکٹرز میں ہوتی ہے ۔پاور سیکٹر میں سیمنٹ سیکٹر میں جتنے بھی مختلف پاکستان کے سیکٹرز ہیں اس کے اندر نئی investment ہوتی ہے ۔ IMF تو آپ کو loan دیتا ہے ۔ sanctions کی وجہ سے آپ کے loans curtail ہوئے ہیں ۔ یہاں صورتحال یہ ہے کہ ہر چیز کا الزام sanctions پر ہے ۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ جب آپ دھماکہ کر رہے تھے ۔ تو آپ کو یہ ساری چیزیں consider کرنی چاہیئے تھیں ۔ اور جناب مجھے یاد ہے کہ میں نے جوائنٹ سیشن کا اجلاس ہو رہا تھا ۔ میں نے سرتاج صاحب کی توجہ دلائی تھی کہ جناب ہم آپ کو اس بات پر ہی condemn نہیں کر رہے کہ آپ نے دھماکہ کیوں کیا ۔ پوری قوم آپ کے ساتھ تھی اس موقع پر ۔ لیکن بات یہ ہے کہ اب آپ کو یہ سوچنا پڑے گا کہ جو international environment آپ کے خلاف ہو گی اس میں حکومت کیا کرے گی ۔ اور مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ آج چار مہینے گزر چکے ہیں اور ان کی طرف سے کوئی اقدامات ہی نہیں ہیں ۔ بھئی اگر آپ ہر چیز sanctions کے کھاتے میں ڈالیں گے تو آپ بالکل بیٹھ جائیں گے ۔ آپ کی اکانومی بالکل بیٹھ رہی ہے اور ملک بالکل بیٹھ رہا ہے ۔ مہربانی کر کے اس کا حل ڈھونڈیں اور kindly ایسے اقدامات کریں کہ حالات ٹھیک ہوں ۔

جناب چیئرمین ۔ یاسین وٹو صاحب ۔ آپ کی باری اس کے بعد ہو گی پہلے جواب سنیں گے پھر باری آپ کی آئے گی ۔ آپ بیٹھ جائیں ابھی قطب الدین صاحب ابھی آپ بیٹھیں جواب سن لیں ۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو ۔ جناب والا ! ایک تو میں نے عرض کیا کہ sanctions کی وجہ سے یہ انوسٹمنٹ کم ہوئی ہے ۔ اب یہ ایک واقعاتی حقیقت ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا ۔ اس سلسلے میں جناب والا! اب حکومت کی طرف سے IMF اور انٹرنیشنل اداروں سے اس سلسلہ میں رابطے کیے جا رہے ہیں ۔ اسلامک انٹرنیشنل بینک سے بھی رابطہ کیا گیا ہے ۔ اس وقت بھی ہمارے فنانس منسٹر گئے ہوئے ہیں۔ IMF کے ساتھ بات چیت کر رہے ہیں جو بارہ تاریخ یا اس کے قریب واپس آنے والے ہیں ۔ تو حالات بہتر ہو رہے ہیں ۔ جونہی یہ sanctions میں

کمی ہوئی -----

جناب چیئرمین - مطلب sanctions سے ، نہیں ڈاکٹر صاحب یہ کوئی جھگڑے والی بات تو نہیں ہے ان کا کہنا یہ ہے کہ sanctions سے investment climate پر اثر پڑتا ہے اور انوسٹمنٹ پھر نہیں آتی -جب آپ کی credit rating down grade ہو جاتی ہے - جب آپ کی credit rating Moody down grade کرتا ہے سارے کرتے ہیں تو پھر کون آئے گا - so that is how it is related, O.K خواجہ قطب الدین صاحب -

Khawaja Qutubuddin: I want to know from the honourable Minister that is it a fact that due to severe economic recession in South East Asia, the severe economic crisis which has led to the crash of stock markets, which has led to the flight of capital, which has led to dis-investment in these areas and which has left also the impact of that crisis which is now hitting Pakistan, is it a fact that it is because of this severe economic crisis that we are also facing if not that much severe at least similar crisis in Pakistan? And I would like to add on a point of explanation Mr. Chairman, that IMF is a bank and banks have got a far reaching impact on other donor agancies. As a simple example a layman's example that if any bank in Pakistan lists the credit rating as low of any company or calls back its loans or suspends it, which bank in Pakistan is going to extend any loan or make investment in such industry. This is a natural effect and the reason why these investments are not coming into Pakistan is also because of the reason that IMF is holding back inspite of the good economic performance that Pakistan has assured inspite of the fact that the delegation of the IMF had come and they had stated that Pakistan has met all economic targets and has fulfilled all the targets set before it. Inspite of that the funding was delayed and because of that funding, it has had an impact on the

international donor agencies and that is the reason why I would like to ask from the honourable minister the investment is not coming into Pakistan?

جناب چیئرمین ۔ جی منسٹر صاحب ۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ جناب والا! جو فاضل ممبر صاحب نے ارشاد فرمایا ہے۔ میں مجموعی طور پر اس سے اتفاق کرتا ہوں ،واقعی یہ سارے factors جو ہیں یہ اس سلسلے میں شامل ہیں اور جس طرح سے انہوں نے خود فرمایا کہ ultimately پھر اس کی وجہ sanctions پر ہی جا کر فرمائیں گے ۔

جناب چیئرمین ۔ اگلا سوال جی نمبر 46 حئی بلوچ صاحب ، ٹائم ختم ہو رہا ہے جی ۔

46. ***Dr. Abdul Hayee Baloch** : Will the Minsiter for Commerce be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the Governemtn to establish export processing zone at Gawadar, Balochistan, if so, when and if not its reasons ?

Reply not received.

جناب سرتاج عزیز ۔ جواب نہیں آیا جی ۔

جناب چیئرمین ۔ جواب نہیں آیا جی ۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ۔ جناب میں عرض کروں گا آپ سے اور آپ کی اجازت سے۔

جناب چیئرمین ۔ جی جی ۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ۔ دیکھیں جناب یہ خود فرماتے ہیں کہ گوادر جو ہے وہ بہت important ہے اور گوادر deep sea port کا مسئلہ ہے اور گوادر ایکسپورٹ پراسیس زون کا مسئلہ ہے گوادر خضدار ۔ رتو ڈیرو روڈ کا مسئلہ ہے ،یہ سب چیزوں میں ہمیں ٹرخاتے ہیں ،سب چیزوں میں جواب ایسا دیتے ہیں ،ایک روڈ کا میں نے پوچھا تو کہتے ہیں اس سال ہے ہی نہیں ،حالانکہ اسی ایوان میں انہوں نے کہا تھا کہ ہم نے ٹینڈر کے لئے بھی کہا ہے کہ وہ دو مہینے کے اندر جو ہے

گوادر ،اور پھر کہا جی کہ موٹر وے کی طرح تو نہیں بنے گا ،لیکن وہ ڈبل کیرج جو ہے ناں dual carriage جو ہے وہ روڈ بنے گا دومہینے کے اندر ٹینڈر اوپن ہو رہے ہیں ۔اور ابھی جو پوچھا تو کہتے ہیں کہ اس کا جواب ہی نہیں آیا ،کہتے ہیں کہ اس سال سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔ میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو آپ کا بڑا منصوبہ تھا موٹر وے کا وہ گوادر کے لئے تو تھا سنٹرل ایشاء کے لئے تو تھا آپ نے تو یہی impression دیا کہ بھائی اس تمام علاقے میں جو ہے وہ سڑکوں کا جال اور موٹر وے اور اس کے ساتھ صنعتیں بن جائیں گی اور سارا پاکستان خوشحال ہو جائے گا یہاں کارخانے لگ جائیں گے۔ جو بھی ہے آپ ہمیں سمجھائیں ہماری تو کوئی بات بھی آپ نہیں سنتے ہیں ، گوادر سی پورٹ کے لیے جواب ایسا دیتے ہیں گول مول یا نہیں ہے یہ تو آسان جواب اس کا ہے بھائی کرتے ہیں یا نہیں کرتے ہیں یا بناتے ہیں یا نہیں بناتے ہیں۔ جناب گوادر آپ پورٹ کیا بنائیں گے جہاں بارہ گھنٹے ڈیزل کا جنریٹر چلتا ہے جناب بجلی تک نہیں ہے پینے کا پانی نہیں ہے ،اور جو منی پورٹ ہے وہ بھی بند پڑا ہوا ہے جس پر کروڑوں روپے خرچ کئے ہیں۔ فش ہاربر کا منی پورٹ۔ تو آپ سمجھائیں کہ کیسے آپ ترقی دیں گے ملک کو آپ کیوں نظرانداز کرتے ہیں اتنے بڑے منصوبے ہیں جو قومی منصوبے کہلائے جاسکتے ہیں ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ آپ کی حکومت کیوں اس پر توجہ نہیں دیتی؟ اب صرف ٹرخالو جی کا سلسلہ چل رہا ہے۔ بس ہم پوچھتے ہیں اور ہمیں ادھر سے ادھر لارا لپا دیتے ہیں۔ تو آپ صحیح بتائیں کہ آپ یہ جو بلوچستان میں اہم منصوبے ہیں قومی منصوبے ہیں جناب ،یہ صرف بلوچستان کے لئے نہیں ہیں یہ گوادر deep sea port گوادر پراسیسنگ زون، ایکسپورٹ پراسیسنگ زون اور گوادر۔رتو ڈیرو روڈ اور سنٹرل ایشاء کے ساتھ تجارت اور ملک کے لئے روزگار کے مواقعے خدا کے لئے اس پر توجہ دیں یہ تو سارے پاکستان کا مسئلہ ہے صرف بلوچستان کا نہیں ہے تو آپ اس پر کیوں مناسب توجہ نہیں دیتے ہیں جناب ۔

جناب چیئرمین ۔ جی منسٹر فار فارن افیئرز ۔

جناب سرتاج عزیز۔ یہ منسٹری آف کامرس کا سوال ہے جی ، جناب چیئرمین صاحب ! فاضل ممبر کو یاد ہو گا کہ ہماری جو پچھلی حکومت تھی انہوں نے پہلی دفعہ یہ منصوبہ بنایا کہ گوادر کو انڈس ہائی وے سے لنک کیا جائے اور رتو ڈیرو پر جو روڈ کی inauguration ہوئی

گوادر کو connect کرنے کے لئے اور deep sea port کا بھی منصوبہ جو ہے feasibility تیار ہوئی اور اس پر مزید کام ہو رہا ہے ۔اب ظاہر ہے کہ ایکسپورٹ پراسیسنگ زون تو تب ہی ہو گا جب انفراسٹرکچر development ہو جائے گا۔ تو پہلے انفرا سٹرکچر development کرنے کے لئے میرا خیال ہے کہ جتنی توجہ ہماری حکومت نے اس سال میں اوز اس سے پہلے ٹرن میں دی تھی پہلے چالیس پچاس سال میں کبھی نہیں دی گئی۔ اور اس پر بلکہ ہم نے جو پٹرولیم کے معاہدے کیے ہیں ترکمانستان سے اور باقی سے کر رہے ہیں اس میں یہ تجویز بھی ہے کہ یہ جو crude petroleum ہے ، یہ گوادر کے قریب آ کر نکلے گا اور وہاں پر پڑولیم کمپلیکس ہو گا ، جس میں ریفائنریز ، کیمیکلز اور یہ سب چیزیں شامل ہیں ۔ اس پر جہاں تک توجہ کا تعلق ہے وہ دی جا رہی ہے لیکن ظاہر ہے کہ اس وقت اگر investment climate خراب ہے تو جو آپ کو پرائیویٹ سیکٹر سے سپورٹ چاہیے to build a deep sea port اس پر وقت لگے گا ۔ بلجیئم کی ایک کمپنی نے پروپوزل بھیجی ہوئی ہے ۔ جس پر کام ہو رہا ہے to build ، دوتین اور ہیں ۔ آپ کو یاد ہو گا کہ پچھلے سال اس میں expressions of interest منگوائے گئے تھے کیونکہ جب sanctions لگتی ہیں تو private banks are not allowed to finance those projects. تو اس پر مزید کام شروع ہو گا اور میرا خیال ہے کہ اس میں فاضل ممبر کو یہ تسلیم کرنا چاہیے کہ جس شد و مد اور seriousness سے ہم گوادر کی ترقی پر توجہ دے رہے ہیں وہ پاکستان کی تاریخ میں اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی ۔ ایک اور سوال نمبر 47 جناب عبدالحئی بلوچ صاحب۔

47. ***Dr. Abdul Hayee Baloch** : Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state :

(a) the number of income tax range offices and circle offices in Sukkur Zone and revenue collected through these offices during the last five years;

(b) the number and names of persons working in Sukkur Zone indicating also their district of domicile; and

(c) whether it is a fact that the area of industrial Estate Hub does not fall in Sukkur Income Tax Zone ?

Minister for Finance and Economic Affairs : (a)

No.of Ranges		No. of Circle Offices.
1994-95	4	27
1995-96	3	22
1996-97	3	22
1997-98	3	22

Revenue collected. - Sukkur Zone wsas established in March, 1994.

1994-95	1365.323	(Rs. in millions)
1995-96	2042.550	-do-
1996-97	2043.773	-do-
1997-98	2454.765	-do-

(b) Number of persons. - 455. List of persons working in Sukkur Zone is enclosed.

Names and their Domiciles. - As per list enclosed (Anmnex-I) placed in the Senate Library.

(c) The Hub Area falls within the civil jurisdiction of Lasbella District, and as such falls within Lasbella Industrial State Development Authority. All cases of Hub excluding Companies cases fall within the jurisdiction of Sukkur Zone.

جناب چیئرمین۔ کوئی ضمنی سوال ۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ۔ جناب والا! اس میں میرے دو سوال ہیں ۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں ان کو ایک ساتھ کر دیتا ہوں ۔

جناب چیئرمین۔ جی کردیں کیونکہ وقت کم ہے ۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ جناب والا! ایک تو یہ ہے کہ انہوں نے جو 455 کی لسٹ دی ہے ، میں نے ان ملازمین کی لسٹ کو دیکھا ہے ۔جیسے ہمارے وفاق کے دوسرے ادارے ہیں اور ان میں ہماری نمائندگی نہیں ہے ، پوری اسٹیبلشمنٹ ہے یا جو دوسرے سیمی گورنمنٹ ادارے ہیں ، ان میں ہماری نمائندگی زیرو ہے ۔ میں ہمیشہ کہتا ہوں کہ اسلام آباد میں کہیں بلوچستان نظر نہیں آتا ہے یا اسلام آباد کے جو زیر انتظام ادارے ہیں ، سیمی گورنمنٹ ادارے ، پی آئی اے ، واپڈا ، نیشنل شپنگ کارپوریشن وغیرہ ، یہاں پر بھی یہی صورتحال ہے ۔ جناب چیئرمین صاحب! یہاں بھی 455 میں سے کوئی آٹھ یا دس مشکل سے بلوچستان کے نظر آتے ہیں اور میں آپ کو حقیقت عرض کر رہا ہوں کہ ان میں سے بھی شاید زیادہ لوگ جعلی ڈومیسائل بنا کر آ جاتے ہیں ۔ بیٹھے یہاں ہوتے ہیں اور وہاں سے ڈومیسائل بنا کر آ جاتے ہیں ۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ آپ یہ سلسلہ جو ہمارے ساتھ جاری رکھے ہوئے ہیں ، آخر ہم لوگ کہاں جائیں ۔ اب تو ہمارے پاس ایم اے ہیں ، پی ایچ ڈی ہیں ، بہت لوگ ہیں ۔ بے روزگاری کی انتہا ہے ۔ اب تو ہمارے پاس کسی چیز کی کمی نہیں ہے۔ چلو پہلے ہمارے پاس لوگ ان پڑھ تھے ۔آپ نہیں لیتے تھے ۔ اب تو ہمارے پاس پڑھے لکھے لوگ ہیں ۔ آپ ان کو بھی نہیں لیتے ۔ سب لوگ ادھر ادھر سے آجاتے ہیں اور ہماری اس سے حق تلفی ہوتی ہے ۔ اس کا ازالہ آپ کب کریں گے ۔

جناب والا! دوسرے یہ بات میری سمجھ سے بالاتر ہے کہ Hub بلوچستان کا انڈسٹریل زون ہے ۔ اس کو ہم کراچی کی extension کہتے ہیں ۔ یہ کراچی ہی کی تو extension ہے ، بلوچستان کا تو صرف نام ہے ۔ ان تمام کمپنیوں کے بڑے لوگ کراچی میں ہیں ، ہیڈ آفسز کراچی میں ہیں ، ٹیکسز سے جو ہمیں چار پیسے ملتے ہیں ، وہ بھی کراچی میں جا کر جمع ہوتے ہیں ۔ اس کو آپ بلوچستان میں کیوں شمار نہیں کرتے ہیں یعنی اس کو سکھر زون میں شامل کیا جائے ۔ جناب والا! صرف کمپنیز کو ، باقی سب ٹھیک ہے لیکن جو کمپنیز ہیں ، جو پیسہ کماتے ہیں یا سرمایہ دار ہیں یا جنہوں نے وہاں کارخانے لگائے ہوئے ہیں ، ان کا حساب کتاب کراچی میں ہے ۔ ان کے ہیڈ آفس کراچی میں ہیں ۔ جناب والا! آپ حیران ہوں گے کہ مزدور بھی کام کرنے کے لئے کراچی سے آتے ہیں۔ یہ آپ ہمیں کیا سمجھاتے ہیں، کس طرح سے ہماری اصل آمدنی کا حساب ہو

گا ۔ جو بلوچستان ریونیو ملک کے لئے دیتا ہے ' اس کا کیسے حساب ہو گا ۔ جب ہیڈ آفسز ہی کراچی میں ہوں گے ' جب ہمارے پاس نہیں ہوں گے تو پھر آپ اس کا کس طرح ازالہ کریں گے ۔ یہ جو کمپنیز ہیں ان کو بلوچستان میں شمار کیا جائے اور سکھر زون ہے ' اگر سکھر زون نہیں ہے تو پھر کوئٹہ زون بناؤ تاکہ ہماری آمدنی بھی ظاہر ہو ۔ جناب ! ہماری ساری آمدنی سندھ میں شمار ہو جاتی ہے ۔ مچھلی ' دوسری چیزیں گوادر سے کراچی ' لورالائی کے ذریعے ملتان اور پنجاب ' سندھ ' سکھر، نصیر آباد ڈویژن کی زرعی پیداوار ساری سکھر ڈویژن جاتی ہے اور ہم ایسے نظر آتے ہیں جیسے ہم کورے ہیں یعنی ہماری کوئی آمدنی ہے ہی نہیں ۔ حالانکہ ان کے الٹے حساب کتاب ہیں ۔ اگر یہ صحیح طریقے سے چلیں تو بلوچستان کی بہت آمدنی ہے اور یہ جو انڈسٹریل زون کا قصہ ہے اس کو بھی آپ بلوچستان میں شمار کریں ۔ ان کے آفسز بلوچستان میں ہوں تاکہ آمدنی ہمارے حساب میں آئے ۔ یہ آپ کب کریں گے ؟

جناب چیئرمین ۔ جی جناب سرتاج عزیز صاحب۔

جناب سرتاج عزیز ۔ جناب والا! جو ان کا پہلا سوال ہے ' اس کی میرے پاس تفصیل موجود ہے ۔ ان 455 میں سے 45 لوگ بلوچستان کے ڈومیسائل سے ہیں ۔ یہ کوئی آٹھ دس نہیں ہیں ۔ ان کے شیئر سے کہیں زیادہ ہے ۔ یہ تاثر صحیح نہیں ہے کہ ان کی حق تلفی ہو رہی ہے ۔ ان کا دوسرا پوائنٹ جو ہے وہ قانون کے مطابق ظاہر ہے کہ کمپنیز کا profit یا taxation وہیں لگے گی جہاں ان کا ہیڈ آفس ہو گا لیکن اس کا اثر بلوچستان پر نہیں پڑتا کیونکہ انکم جہاں سے آتی ہے ' وہ overall pool میں جاتی ہے اور جو اس کی allocation ہے ' وہ این ایف سی فارمولہ اور جو دوسرے فارمولے ہیں ' ان کے مطابق ہوتی ہے ۔ اس سے بلوچستان کی کوئی حق تلفی نہیں ہوتی ۔ وہ account حب میں شو کیا جائے یا کراچی میں شو کیا جائے ' یہ صرف دیکھنے کے لئے ہے ۔ اگر nationally کوئی research study میں حساب لگانا چاہے کہ کتنی کمپنیاں ہیں تو وہ اب بھی پتا لگایا جا سکتا ہے کہ ان کا کیا ہے ؟ لیکن اس کی جو accounting ہے یا tax incident جو ہے ' وہ قانون کے مطابق وہیں ہو گی جہاں ہیڈ آفس ہو گا ۔

Mr. Chairman: Thank you, that brings us to the end of question hour. Now leave applications.

اچھا مہربانی کریں آپ لسٹیں دے دیں جو آج بولنا چاہ رہے ہیں۔

48. ***Dr. Abdul Hayee Baloch** : Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state :

(a) the number of sanctioned posts of Income Tax Officers, Assistant Commissioners, Income Tax and Deputy Commissioners Income Tax; and

(b) the number of posts lying vacant at present and procedure of appointment against these posts?

Minister for Finance and Economic Affairs : (a) The number of sanctioned posts are given below :-

Income Tax Officer (BS-16)	298
Assistant Commissioner of Income Tax (BS-17)	293
Deputy Commissioner of Income Tax (BS-18)	440

(b) Vacant posts are mentioned below : -

Income tax Officer (BS-16)	148
Assistant Commissioner of Income Tax (BS-17)	48
Deputy Commissioner of Income Tax 18)	245

Procedure of Appointment. - Fifty per cent Income Officers (BS-16) are appointed through direct recuritment by the Federal Public Service Commission

@ All the other questions and answers are taken as read and placed on the table ofthe House.

and remaining fifty per cent posts are filled in through promotion of Income Tax Officers (BS-16).

Deputy Commissioners of Income Tax (BS-18) are appointed by promotion (100%) of Assistant Commissioners of Inocme Tax.

49. *Mr. Saifullah Khan Paracha : Will the Minister for Commerce be pleased to refer to the Senate starred question No. 134 replied on 17-5-1994 and state the present position of the demand of the industrialists for setting up separate Chambers of Industries in the country ?

Mr. Muhammad Ishaq Dar : The proposal for establishment of separate Chamber for Industrialists was examined and not found practicable.

50. *Mr. Saifullah Khan : Will the Minister for Commerce be pleased to refer to the Senae starred question NO. 99 replied on 30-10-1996 and state the steps so far taken to bring about grading and better packing of Pakistani fruits for export and for local consumption, particularly for apples, plums, peaches, apricots, grapes, melons and dates grown in Balochistan province?

Mr. Muhammad Ishaq Dar : The Agricultural and Livestock products Marketing and Grading Department (ALPMGD) under MINFAL is responsible for undertaking grading and enforcement of quality standards of fruits meant for export, under the provision of the agricultural Produce (Grading and Marking) Act, 1937 while Pakistan Packaging Institute (PPI), national institute under Export Promotion Bureau (EPB) provides technical know-how in designing of packages of various kind of fruits and vegetables to the exporters. The ALPMGD has so far introduced compulsory grading of citrus fruits, lime and lemon, mangoes which are subject to quality certification before export while

grading of guava and dates (dried and fresh) have been finalized and ready for implementation . In addition to grade standards of melon have also been prepared and notified in the Gazette as draft standards for objections, if any. The grading of apple, apricots, peaches and plums is, however, advanced stage which would be notified shortly.

In order to facilitate exports trade the ALPMGD has prepared an Exporters Manual for benefit of the exporters. It contains information on grading, packing, harvesting, storage and transportation of fruits and vegetables. Similarly, a mango grading manual has also been prepared. For field inspection staff a Grading Officers Manual has been prepared. It deals with various aspects of grading and evaluation of quality of fruits and vegetables. Display Charts showing grades and defects in items like mango, potatoes, onion have also been prepared. Display charts of citrus fruits and chillies are under preparations.

As regards packaging of Pakistani fruits for export and for local consumption, the Pakistan Packaging Institute/EPB in collaboration with FAQ has been demonstrating internationally acceptable packing standards to growers/exporters of fruits in Balochistan and have also arranged seminars for that purpose. As a result a packaging plant has been set-up in the private sector in Quetta, which is catering to the immediate needs of the exporters of Balochistan. PPI for the first time in 1995 introduced packing in corrugated cartons which fetched a price of Rs.40 to 50 higher than wooden carted fruits. Fruits and vegetables exporters in Karachi are not regularly exporting their produce in corrugated cottons. PPI being a national institute for promotion of packaging in Pakistan has the following facilities.

1. Package Development.

2. Package Testing.

3. Package Graphic Design.

4. Package Information.

Exporters/Growers regularly call on PPI for assistance in upgradation of their packaging.

ALPMGD also provides advice to the exporters in packing and packaging of fruits for exports.

51. ***Mr. Saifullah Khan Paracha** : Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state:

(a) the details of the incentives for foriegn currency account holders declared by the Economic Policy Committee of the Cabinet on 5th June 1998; and

(b) the dedtails of the legal cover including SROs issued for these incentives?

Minister for Finance and Economic Affairs : (a) Rupee withdrawn from private foreign currency accounts and the assets created out of such withdrawal in rupees, or out of encashment of Foreign Exchange Bearer Certificates, U.S. Dollar Bearer Certificates and Foreign Currency Bearer Certificates, are immune from probe by income tax authorities. Such rupees or assets have also been allowed exemption from wealth tax for a period of six years. Exemption from income tax as well as withholding tax provisions has been allowed for any profit or interest derived from Pak. rupee account or certificate of deposit which have been created by conversion of a foreing currency account or deposit, [except those which have not been exempt under clause (78) of Part I of

the Second Schedule to the Income Tax Ordinance, 1979], held on the 28th day of May, 1998, with a bank authorised under the Foreign Currency Accounts Scheme of State Bank of Pakistan.

(b) The incentives detailed at (a) above have been provided legal cover through following Notification: -

(I) SRO 516 (I) dated 5-6-1998.

(II) SRO 517 (I) dated 5-6-1998.

(III) SRO 871 (I) dated 5-8-1998.

(IV) SRO 872 (I) dated 5-8-1998.

GOVERNMENT OF PAKISTAN

MINISTRY OF FINANCE AND ECONOMIC AFFAIRS

FINANCE DIVISION

Central Board of Revenue

NOTIFICATION

Islamabad, the 5th August, 1998

WEALTH TAX

S.R.O. 872 (I)/98. - In exercise of the powers conferred by sub-section(2)of section 5 of the Wealth Tax Act, 1963 (XV of 1963), the Federal Government is pleased to direct that the following further amendments shall be made in the Second Schedule to the said Act, namely, -

(1) in clause (7), after sub-clause (ii) the following new sub-clause shall be added, namely. -

(iii) represented by Special US Dollar Bonds purchased under the Special US Dollar Bonds Rules, 1998, for the period for which such

bonds are held by the original registered owner, and in the case of the subsequent registred owners, for the unexpeired period of maturity of such bonds :

Provided that any asset created out of the sale proceeds of such bonds by the original registered owner shall also enjoy exemption for an aggregate period of six years reckoned from the year in which these were converted from the foreign currency accounts or deposits and following five years.";and

2. for clause (8A) the following shall be substituted, namely : -

"(8A) Rupee amounts, or assets created out of withdrawal from foreign currency accounts or encashment of US Dollar Bearer Certificates and Foreign Currency Bearer Certificates on or after the twenty-nineth day of May, 1998, in the year of conversion or creation of assets and the following five years;

Provided that whether investment in the assets is not made entirely out of the aforesaid accounts and certificates, the exemption shall apply in the same ratio as the said conversion or encashment bears to the total investment."

[C.No.1(30) WT/98.]

Sd/-

(MUHAMMAD SARWAR KHAWAJA).

Member (Direct Taxes)/

Ex-officio Additional Secretary.

GOVERNMENT OF PAKISTAN

CENTRAL BOARD OF REVENUE

NOTIFICATION

Islamabad, the 5th August, 1998

Income Tax

S.R.O. 871 (I)/98. - In exercise of the powers conferred by sub-section (2) of section 14 of the Income Tax Ordinance, 1979 (XXXI of 1979), the Federal Government is pleased to direct that the following further amendments shall be made in the Second Schedule to the said Ordinance, namely : -

In the aforesaid Schedule, -

(a) in Part-I, after clause (7SC), the following clauses shall be inserted, namely : -

(7SD) Any profit on Special U.S. Dollar Bonds issued under the Special U.S Dollar Bonds Rules, 1998.

(7SE) Any prolfit or interest derived from Pak rupee account or certificates of deposit which have been created by conversion of a foreign currency account or deposit held on the 28th day of May, 1993, with a bank authorised under the Foreign Currency Accounts Scheme of State Bank of Pakistan :

Provided that nothing contained in this clause shall apply to such Pak rupee account or certificates which are created out of foreign currency deposits which are not exempt under clause (7S)."; and

(b) In Part IV, -

(i) for clause (6D), the following shall be substituted, namely : -

"(6D) The provision of section 13 or section 65 or Chapters XI and XII shall not apply in respect of rupees withdrawn or assets created out

of such withdrawal in rupees from private foreign currency accounts, or encashment of Foreign Exchange Bearer Certificates, U.S. Dollor Bearer Certificates.";

(ii) after clause (6ii), the following clause shall be inserted, namely:-

("6HA) The provision of section 13 and Chapters XI and XII shall not apply in respect of any amount invested by a Foreign Currency Account holder in the purchase of Special U.S. Dollar Bonds, issued under the Special U.S. Dollar Bond Rules, 1998 ; and

(iii) the following new clauses shall be added, namely:-

"(39) The provisions of sub-section (2) of section 50 shall not apply in respect of any amount paid as interest or profit on Special U.S. Dollar Bonds issued under the Special U.S. Dollar Bonds Rules, 1998.

(40) The provisions of sub-section (2A) and (7D) of section 50 shall not apply to Pak rupee accounts or certificates referred to in clause (78E) of Part I of this Schedule.".

[C.No.4(32) TP-I/90.PT-I]

Sd/-

(MUHAMMAD SARWAR KHAWAJA),

Member (Income Tax)/

Additional Secretary.

GOVERNMENT OF PAKISTAN

MINISTRY OF FINANCE AND ECONOMIC AFFAIRS

FINANCE DIVISION

Central Board of Revenue

NOTIFICATION

Islamabad, the 5th August, 1998

WEALTH TAX

S.R.O. 517 (I)/98. - In exercise of the powers conferred by sub-section (2) of section 5 of the Wealth Tax Act, 1963 (XV of 1963), the FederalGovernment is pleased to direct that the following further amendments shall be made in the Second Schedule to the said Act, namely, -

In the aforesaid Schedule, in Part I, after clause (8), the following new clause (8A) shall be inserted, namely :-

"(8A) Rupees or assets created out of withdrawal from foreign currency accounts or encashment of U.S. Dollar Bearer Certificates and Foreign Currency Bearer Certificates on any day between twenty nineth day of May, 1998; and the thirty first day of August, 1998 (both days inclusive) in the year in which they are converted or encashed and the following five years ;

Provided that where investment in the assets is not made entirely out of the above, the exemption shall apply in the same ratio as the above conversion or encashment bears to the total investment. "

Sd/-

(MUHAMMAD SARWAR KHAWAJA),

Member (Direct Taxes)/

Ex-officio Additional Secretary.

[C.No.1(10)WT/91.Vol.I].

GOVERNMENT OF PAKISTAN

CENTRAL BOARD OF REVENUE

NOTIFICATION

Islamabad, the 5th August, 1998

Income Tax

S.R.O. 514 (I)/98. - In exercise of the powers conferred by sub-section (2) of section 14 of the Income Tax Ordinance, 1979 (XXXI of 1979), the Federal Government is pleased to direct that the following further amendments shall be made in the Second Schedule to the said Ordinance, namely, -

In the aforesaid Schedule, in Part IV, after clause (6C), the following new clause (6D) shall be inserted, namely, -

"(6D) The provisions of section 13 or 65 or Chapter XI or Chapter XII shall not apply in respect of rupees withdrawn or assets created out of such withdrawal in rupees from private foreign currency accounts or encashment of Foreign Exchange Bearer Certificates, U.S. dollar Bearer Certificates and Foreign Currency Bearer Certifictes, provided that the conversion from foreign currency or encashment of certificates takes place before the first day of September, 1998."

Sd/-

(MUHAMMAD SARWAR KHAWAJA),

Member (Direct Taxes)/

Ex-officio Additional Secretary.

[C.No.4(32)TP-I/90.Pt.I].

---

53. ***Dr. Muhammad Ismail Buledi** : Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state the names of persons appointed/promoted as Advisers/Consultants in the ADBP by the present Government, indicating also their qualification, experience and place of domicile?

Minister for Finance and Economic Affairs : No Consultant/Adviser has been appointed/promoted in the ADBP by the present Government.

54. ***Dr. Jamiluddin Aali** : Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state :

(a) the amount of loans granted by Government controlled commercial banks, DFIs and ADBP each to small scale industry, Small farmers and Small businessmen from 1990 to 1997 with year-wise break-up;

(b) whether the said loans had met the relevant credit ceilings fixed by the State Bank of Pakistan in respective years ; and

(c) whether any of the ceiligns was burst by any of the said organisations, if so, the names of such organisations and the amount of fine, if any, imposed on them or/and disciplinary action taken by the State Bank of Pakistan in each case?

Minister for Finance and Economic Affairs : The information is being collected from Banks and DFIs due to voluminous nature, the collection will take more than two weeks. As soon as it is received, the reply will be placed on the table of the House.

55. ***Dr. Safdar Ali Abbasi** : Will the Minister for Finance and EconomicAffairs be pleased to state :

(a) the amount of claims lodged by exporters for custom duty drawback and sales tax refund during July and August 1998 ; and

(b) the amount actually refunded to these exporters?

Minister for Finance and Economic Affairs : The Adviser to Prime Minister for Finance and Economic Affairs is pleased to state that claims of amounts of customs duty drawback and sales tax refund indicated below were lodged and sanctioned to July-Augsut, 1998:

(a)	Claims lodged		(Rs. in million)
	(i)	Customs duty Drawback	1888.34
	(ii)	Sales Tax refund.	1680.515
(b)	Amount actually paid		
	(i)	Customs duty Drawback	1369.56
	(ii)	Sales Tax refund	749.707

56. * **Dr. Safdar Ali Abbasi** : Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state the official SBP rate, inter bank official rate, composite rate and open market rate of US dollar at present ?

Reply not received.

57. ***Dr. Safdar Ali Abbasi** : Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state :

(a) whether it is a fact that shipping Companies are charging a different rate for each US Dollar from their customers on the foreight account ; if so, the conversion rate for each Dollar charged by the each Shipping Companies; and

(b) the government policy in this regard ?

Reply not received.

58. ***Haji Javed Iqbal Abbasi** : Will the Minister Incharge of the Cabinet Division be pleased to state the territorial limits of Federal Capital ?

Minister Incharge of the Cabinet Division : The Islamabad Capital Territory (ICT) covers an area of 906 sq. km. It extends to the Nicholson Monument now termed as Margalla Monument in the North-West, Village Chatter in the North-East and Rewat in the South. It is surrounded by Tehsil Murree in the North East, Tehsil Haripur in the North, Tehsil Rawalpindi in the West and South-west and Tehsil Kahuta in the South-east.

UNSTARRED QUESTION AND ITS REPLY

9. **Mr. Saifullah Khan Paracha** : Will the Minister for Commerce be pleased to state the names of commercial Attaches posted in various Pakistanis Mission abroad indicating also the date of posting, grade, service group, place of domicile and date of initial appointment in Government Service separately in each case ?

Mr. Muhammad Ishaq Dar : The requisite reply is annexed.

exure

STATEMENT SHOWING NAME, DESIGNATION, GRADE, SERVICE GROUP, DOMICILE, DATE OF JOINING THE MISSION ALONGWITH DATE OF INITIAL APPOINTMENT IN GOVERNMENT SERVICE IN RESPECT OF TRADE OFFICERS POSTED IN THE MISSIONS ABROAD.

Position as on 05-10-1998

Sr. No.	Name and Designation	Station	Service Group	Date of joining the Mission	Domicile	Date of Initial appointment in Govt. service
MINISTER (BS-20)						
1	Ch. Muhammad Ilyas.	Brussels	Accounts	06-12-95	Punjab	21-10-69
2	Mr. Farrukh Qayyum.	Washington	Secretariat	09-01-98	AJ&K	13-12-72
3	Mr. Sajid Hussain Chattha	Abu Dhabi	Secretariat	8-9-1998	Punjab	14-7-[illegible]
CONSUL GENERAL (BS-19)						
1.	Mr. Tariq Iqbal Puri	Hong Kong	C&T	13-07-95	Punjab	01-12-73
2	Mr. Mohammad Raza Baqir	Sydney	Customs & Excise	18-7-95	Punjab	21-09-81
3	Mr. Rahat-ul-Ain	Istanbul	C&T	21-10-95	Punjab	[illegible]-12-71
4	Mr. Muhammad Ashraf	Montreal	Economist	1-07-96	Punjab	22-12-71
COMMERCIAL COUNSELLOR (BS-19)						
1	Mr. Javaid Aslam	New York	DMG	07-07-95	Punjab	05-03-80
2	Mrs. Rafia Nazir	Beijing	DMG	17-08-95	Punjab	15-12-73
3	Mr. Mousa Raza Effendi	Seoul	Secretariat.	18-7-1995	NWFP	21-03-77
4	Mr. Muhammad Shahzad Arbab	Bonn	DMG	07-07-95	NWFP.	21-09-81
5.	Mr. Azam Muhammad	Tokyo	C&T	21-8-1998	Sindh	5-3-1980

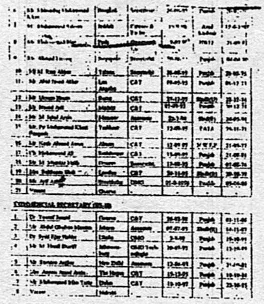

6	[illegible] Khan	[illegible]	[illegible]	[illegible]	Punjab	[illegible]
7	Mr. Muhammad [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	Azad Kashmir	[illegible]
8	Mr. [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
9	Mr. [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	Punjab	[illegible]
10	[illegible]	Tehran	[illegible]	[illegible]	Punjab	[illegible]
11	Mr. [illegible] Akhtar	Los Angeles	CBT	[illegible]	Punjab	[illegible]
12	Mr. [illegible]	[illegible]	CBT	[illegible]	[illegible]	[illegible]
13	Mr. [illegible]	[illegible]	CBT	[illegible]	Punjab	[illegible]
14	Mr. [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
15	Mr. [illegible] Khan [illegible]	[illegible]	CBT	[illegible]	FATA	[illegible]
16	Mr. [illegible] Ahmed [illegible]	[illegible]	CBT	[illegible]	N.W.F.P.	[illegible]
17	Ch. Muhammad [illegible]	[illegible]	CBT	[illegible]	Punjab	[illegible]
18	Mr. [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	Punjab	[illegible]
19	[illegible]	[illegible]	CBT	[illegible]	[illegible]	[illegible]
20	Mr. [illegible]	[illegible]	DMG	[illegible]	Punjab	[illegible]
21	Vacant	[illegible]	-	-	-	-

COMMERCIAL SECRETARY (BS-18)

1	Dr. [illegible]	[illegible]	CBT	[illegible]	Punjab	[illegible]
2	Mr. Abdul [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
3	Dr. Syed [illegible]	[illegible]	DMG	[illegible]	Punjab	[illegible]
4	Mr. [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	Punjab	[illegible]
5	Mr. [illegible]	New Delhi	[illegible]	[illegible]	Punjab	[illegible]
6	[illegible]	The Hague	CBT	[illegible]	Punjab	[illegible]
7	Mr. Muhammad [illegible]	Dubai	CBT	[illegible]	Punjab	[illegible]
8	Vacant	[illegible]	-	-	-	-

حاجی جاوید اقبال عباسی۔ جناب میرا ایک چھوٹا سا point of order ہے اگر آپ مہربانی کریں تو صرف دو منٹ کی بات ہے۔

جناب چیئرمین۔میرا خیال ہےpoint of order آج ممکن نہیں ہوگا۔جی فرمائیے کیا بات ہے۔

POINT OF ORDER

حاجی جاوید اقبال عباسی۔ وہ یہ ہوا تھا کہ سوال نمبر 153 پر یہاں وزیر مواصلات نے کہا تھا کہ ہم نے سیر غربی میں جگہ نہیں دی۔اس کے جواب میں میں آپ کے حکم کے مطابق revenue record لے آیا، پھر وزیر مواصلات نے آپ کے حکم پر ایک کمیٹی مقرر کی اور اس کمیٹی کی رپورٹ ہم نے 4 فروری کو سینٹ میں بھی اور منسٹری کو بھی بھیج دی۔ پھر منسٹر صاحب نے یہاں ensure کرایا کہ ہم کریں گے ، جواب دیں گے اور جن لوگوں نے خلاف ورزی اور گھپلا کیا ہے ان کے خلاف ایکشن لیں گے، لیکن پرسوں ایک کمیٹی اور بھیجی اور اس میں وہی defaulter لوگ بھیجے جن کے خلاف ہم نے کمیٹی میں لکھا تھا کہ اس میں ان لوگوں کی involvement ہے اور 30 لاکھ روپے کا گھپلا ہے۔ اس دن منسٹر صاحب یہاں تھے نہیں ، یہاں یٰسین وٹو صاحب ہیں شاید یہ جواب دیں ۔ کیا وجوہات ہیں کہ آج دن تک یہ on record ہے کہ 30 لاکھ روپے کا گھپلا ہے۔

جناب چیئرمین۔ یہ Communications کے متعلق ہے ناں ؟

حاجی جاوید اقبال عباسی۔ جی مواصلات کے متعلق۔

جناب چیئرمین ۔ ان کو پتا نہیں ہوگا مہربانی کر کے آپ میرے خیال میں Minister of Communications کو یہ مسئلہ بتا دیں تا کہ وہ کل آئیں اور بیان دے دیں۔

حاجی جاوید اقبال عباسی۔ جناب یہ دوبارہ inquiry committee بھیجنا اور وہی defaulterلوگ جن کے خلاف ہم نے لکھا ان کو بھیجا' یہ کہاں کا انصاف ہے۔

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے۔

میاں محمد یسٰین خان وٹو۔ جناب چیئرمین! میں اور فاضل سینیٹر دونوں منسٹر صاحب سے مل لیں گے۔

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے بالکل صحیح ہے۔ اچھا جی from this side Bashir Matta will be speaking on this matter اور مجھے بھی لسٹ دے دیں اور یہاں سے جو جو بولنا چاہے مجھے لسٹ دے دیں۔ ایک منٹ خالد انور صاحب کچھ کہنا چاہ رہے ہیں۔

Mr. Khalid Anwar: Sir, inadvertantly yesterday I omitted to make the statement, Senator Saif-ur-Rehman had specifically requested me because an allegation had been made about BMW cars that they have been imported, I think the similar allegation was made by Qazi Hussain Ahmed of Jamaat-i- Islami and a suit for defamation has been filed against him by the Senator and the Senator desires to state that if anyone can prove that he has imported even a single BMW car , he is prepared to resign.

(Interruption)

جناب چیئرمین۔ تو allegation کا جواب دیا ہے ' ٹھیک ہے آپ نہ مانیں کیا فرق پڑتا ہے۔ جناب بشیر مٹہ صاحب ۔ مہربانی کر کے جو حضرات بولنا چاہ رہے ہیں وہ مجھے اپنا نام دے دیں ' یہاں سے بھی اور وہاں سے بھی۔ جی فرمائیے۔

جناب بشیر احمد مٹہ۔ سب سے پہلے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ میرے خیال میں straight, I will proceed جو matter ہے' جو substance ہے جو ہمارے آگے ہے۔ جناب عالی! جو ہمارے قانون کے وزیرِ باتدبیر یہاں تشریف فرما ہیں انہوں نے کل جو speech فرمائی اور عدالت میں اپنا case پیش کیا اور جس طریقہ سے انہوں نے ان کی innocence کو assess کیا اور جس طریقہ

it is a matter of وہ کہتے ہیں کہ catastrophy , the calamity which has falllen on them. shame for the Opposition تو پہلے تو اس argument کی معذرت کریں۔ کل ہمارے وکیل صاحبان نے، میرے محترم دوست Leader of the Opposition نے اور انہوں نے آپ کے سامنے بہت مدلل دلائل پیش کئے۔ یہ وکیلوں کی بات نہیں ہے، آج میں جس نقطہ نظر سے یہ بات کروں گا جو چودہ پندرہ کروڑ اس ملک کے عوام ہیں ان کی طرف سے کروں گا۔ تو پہلے تو غالب صاحب کا ایک شعر ہے۔ آپ کو بھی شعر پسند ہیں اور سرتاج صاحب کو بھی پسند ہیں اور فضل محمد صاحب کو بھی۔ وہ کہتے ہیں:

کیا کیا خضر نے سکندر سے
اب کسے راہنما کرے کوئی

تو آج کے وقت کے جو بھی ہیں۔ سکندر کا نام تو میں ان کے لئے نہیں لے سکتا۔ انہوں نے کیا کیا۔ خضر نے تو سکندر کو آب حیات کی طرف روانہ کیا اور صحرا میں چھوڑ دیا اور مینڈیٹ والوں نے کہا کہ اب نواز شریف میدان میں اترتا ہے۔ نواز شریف اب قوم کی قسمت بدلے گا۔ نواز شریف میدان میں اتر گیا ہے۔ قوم کی قسمت کہاں جا رہی ہے۔ آپ اس کا حال دیکھ لیں۔ انہوں نے جو ہمیں کل نقشہ پیش کیا کہ اتفاق فونڈری furnace سے ایمپائر بن گیا۔ اس میں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ کوئی حیرت کی بات نہیں ہے۔ چنگیز خان ایک گڈریا تھا۔ اس نے ۱۰، ۱۵ سال میں ایک ایمپائر بنا لیا تو furnace سے اگر ایمپائر بن گیا تو ہمیں کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ اس پرہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ہمیں اگر اعتراض ہے تو جو چھکا نواز شریف صاحب نے اس دفعہ لگایا ہے وہ بال اڑتے اڑتے رائے ونڈ سے جاکر مےفیئر سٹریٹ میں گرا ہے۔ یہ چھکا جو لگایا ہے یہ اتفاق فونڈری کا نہیں ہے۔ یہ پاکستان کے محترم جناب وزیر اعظم صاحب کا چھکا ہے اور اس چھکے کے ساتھ پاکستان کی حرمت وابستہ ہے۔ یہ جو کرکٹ کا انہوں نے چھکا لگایا۔ کھاتے پیتے انسان ہیں، ہٹے کٹے، موٹے ہیں، انہوں نے چھکا لگایا ہے۔ یہ چھکا سات سمندر پار جاکر لندن کے بازار میں گرا ہے اور اس کے ساتھ کیا چیز ہے۔ وہ پاکستان کی حرمت ہے۔ پاکستان کی credibility ہے۔ پاکستان کا good name ہے۔ تو کیا اس ملک کے ۱۵ کروڑ عوام یہ پوچھنے میں حق بجانب نہیں ہیں کہ آپ نے جو ہماری حرمت کو برباد کیا ساری دنیا میں۔ دنیا کے چار کونوں میں تو کیا اس کی وہ explanation نہیں دیتے۔

جناب آپ کے سامنے ' ان کے سامنے اپنے محترم سارے دوستوں کے سامنے میرے سارے بھائی مسلم لیگ کے جو بیٹھے ہیں ان کے دلوں میں بھی یہ بات ہے ۔ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ بات تو شروع ہوئی یہاں سے اور پہنچی کہاں پر۔ ان سے بھی میں کہتا ہوں کہ میری ان معروضات کو ذرا صبر سے ' ذرا حوصلے سے سنیں۔ کیونکہ غالب کا وہ شعر جس پر میں نے یہ base کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ

تاب لائے ہی بنے گی غالب

واقعہ سخت ہے اور جان عزیز

تھوڑی سی تصرف میں اس پر کروں گا۔ واقعہ سخت ہے اور چیز لذیذ ۔ پہلے چیز لذیذ کی بات کریں گے۔ یہ چیز وہ نہیں جناب کہ جو سویزر لینڈ سے آتی ہے اور لوگ پھر اس کو کھاتے ہیں۔ خواتین اور عمائدین کھاتے ہیں وہ نہیں ہے۔ یہ چیز لذیذ کیا ہے۔ یہ چیز لذیذ کرسی اقتدار ہے۔ یہ پرائم منسٹر کے گھر کی کرسی ہے اور ڈکٹیٹر بننے کا جو خواب ہے وہ چیز لذیذ ہے۔ اسلام کا مہر لگا کر' شریعت کا مہر لگا کر اور جمہوریت کا لبادہ اوڑھ کر اس ملک میں شہنشاہیت مسلط کرنے کا جو خواب ہے وہ چیز لذیذ اس میں involve ہے۔پھر پاکستان کے ۱۳ کروڑ عوام کی misery ان کی کسمپرسی ' ان کے بدحالی کے اوپر امیر المؤمنین نے جو رائے ونڈ میں محل تعمیر کیا ہے۔ وہ چیز لذیذ اس میں involve ہے۔ اس کے علاوہ اس ملک سے ۹۵۰ کروڑ روپے جو اتفاق گروپ ایمپائر نے لئے ہیں۔ وہ چیز لذیذ بھی اس میں involve ہے۔ تو یہ چیز ہائے لذیذ جو ہے۔انہوں نے جو جمع کئے ہیں۔ یہ مدمقابل ہے واقعہ سخت کے اور اس چیز ہائے لذیذ میں اور کیا ہے۔یہ کوآپریٹو کے جو پیسے ان کے برادر خورد نے پچھلی حکومت میں کھائے تھے یتیموں اور بیواؤں کے پیسے۔ تاج کمپنی جو قرآن چھاپنے والی کمپنی ہے اس کے بھی پیسے اس میں شامل ہیں اور اس چیز لذیذ میں یہ بھی بات آتی ہے کہ آپ تو یہاں پرائم منسٹر ہیں۔ آپ کا برادر خورد جو ہے وہ ہائی فارن منسٹر ہے۔ چیف فارن منسٹر ہے۔ اس کے ساتھ جو ہمارے proper Foreign Minister ہیں یہ تو appendix کی طرح پھرتے رہتے ہیں۔ آپ کے والد محترم جو ہیں وہ چیف شہنشاہ ہیں اس ملک کے۔ نوائے وقت والے آج بیٹھے نہیں ہیں وہ آپ کے چیف دماغ ہیں۔ تو یہ چیز ہائے لذیذ جو ہے یہ involve ہے ' آپ کے قبضے میں ہے۔ آپ پر ان چیزوں کا نشہ چڑھا ہوا ہے۔ لیکن اب آپ تاب اس لئے لائیں گے کہ واقعہ سخت ہے۔ واقعہ کونسا سخت ہے۔ یہ سخت نہیں ہے واقعہ کہ

اس دن ہم نے یہاں discuss کیا ایڈیشنل سرچارج، پاکستان کے عوام جو بھوک سے مر رہے ہیں۔ جن کے پاس کوئی روز گار نہیں ہے۔ مینڈیٹ والوں نے ان کو کیا روز گار دیا۔ ان کا ملک دیوالیہ ہے۔ ان کی credibility ختم ہے۔ ان سے کوئی بات کرنے والا نہیں ہے۔ یہ tour کر کے واپس آگئے ہیں۔ جواب دے رہے تھے۔ کیا واپس لائے ہیں۔ خالی کشکول لے کر واپس آئے ہیں۔ یہ بھی کوئی سخت واقعہ ان کے لئے نہیں ہے۔

اس کے علاوہ جناب والا! اپنی سرحدوں کو دیکھیں، خارجہ پالیسی کہاں ہے ؟ آپ نے ایک ایکسیڈنٹ شدہ ڈرائیور کو فنانس منسٹری کے ٹرک کو تباہ کرنے کے بعد لا کر خارجہ منسٹری میں لگا دیا ہے۔ حال آپ کا کیا ہے، اس طرف آپ دیکھیں ۔ افغانستان اور ایران دونوں ان کے جو repercussions fall out ہوں گے وہ پاکستان پر پڑے ہیں پڑتے ہیں اور پڑیں گے۔ مگر وہاں آپ کی فارن پالیسی صفر ہے۔

اس کے علاوہ یہ جو سنٹرل ایشین ریپبلکس ہیں، پہلے یہ توقع تھی کہ جب یہ آزاد ہونگے تو پاکستان کے لوگ جائیں گے اور مسلمان بھائیوں کے ساتھ اچھے تعلقات پیدا کریں گے۔ وہ آپ سے متنفر ہیں، فرار چاہتے ہیں۔ ایران والے گئے ملاقات کسی نے نہیں کی۔ ترکی جو ہمارا برادر ملک ہے وہ آپ سے دور ہٹتا جا رہا ہے۔ ان پر تو سر منڈاتے ہی اولے پڑے۔ ادھر یہ بنے ادھر کروز آئے۔ وہ بھی واقعہ سخت نہیں ہے۔ آپ کے دوست آئے ، آپ کے دوستوں پر بمباری کی، آپ کی territory سے گزرے ، طالبان اس لئے ناراض ہیں کہ آپ نے امریکہ والوں کے ساتھ سمجھوتہ کیا کہ آپ ہمارے اوپر سے missile گزاریں۔ امریکہ والے اس لئے ناراض ہیں کہ آپ ان کی اور باتیں نہیں مانتے۔ ایران اس لئے ناراض ہے کہ آپ طالبان کو ان کے خلاف سپورٹ کرتے ہیں۔ عرب اس لئے ناراض ہیں کہ آپ ایران کے ساتھ دوستی کی پینگیں بڑھاتے ہیں لیکن یہ بھی کوئی واقعہ سخت نہیں ہے۔ آپ اس کا کوئی نوٹس نہیں لیتے۔

آپ نے کالا باغ ڈیم کا شوشہ چھوڑا۔ وہ ختم ہوا۔ شمس الملک بھاگ گئے ۔اس کو رسی سے پکڑو ،واپس لے آؤ ۔ آپ نے اپنے اوپر کلنک کا ٹیکہ لگوایا ہے۔ وہ بھاگ گئے ، وہ کہاں ہیں جو ہمیں آکر کہتے تھے کہ ہم واپڈا کو یہ کریں گے۔ وہ تو خود بھاگ گئے ہیں۔ وہ بھی کوئی واقعہ سخت نہیں ہے کیونکہ برداشت تو اس غریب ملک کے عوام کو کرنا پڑے گا۔ لیکن واقعہ سخت کیا ہے جو چیز ہائے لذیذ کے لئے زہر بنے گا مہلک، وہ یہ ہے کہ گوروں کے اخبار " Observer "

نے لندن میں ان حقائق کا پردہ چاک کیا ہے یا وہ الزامات لگائے ہیں، جو حل طلب ہیں۔ وہاں پر وہ ہوا ہے۔ اب یہ واقعہ سخت ہے کیونکہ اس سے جان بچانا لذیذ چیزوں کو بچانا اب مجھے مشکل نظر آتا ہے کیونکہ بات صاف ہے۔ اتنی دلیلوں کی کیا ضرورت تھی۔ لاہ منسٹر کو تنخواہ ملتی ہے، انہوں نے بہت زیادہ ٹیکس دیا ہے۔ مجھے پتہ ہے۔ ٹیکس دیا ہے سب لوگ ٹیکس دیتے ہیں جس کا جتنا حصہ بنتا ہے۔انہوں نے بڑا ہمیں لیکچر دیا ہے 'الزام لگایا ہے۔ "Observer" نے کس پر الزام لگایا ہے ؟ ایک وزیراعظم پر الزام لگایا ہے۔ فاؤنڈری کی بات نہیں ہے کہ وہ کیوں مقدمہ کرے۔ بات وزیراعظم کی ہے، بات پندرہ کروڑ عوام کی ہے۔ آپ کے وزیراعظم پر مقدمہ لگا ہے اس کے ذمے اس قوم کے 950 کروڑ روپے ہیں، میں کہتا ہوں آپ خالد انور صاحب کو بھی ساتھ لیں۔ ہم بھی ساتھ جانے کے لئے تیار ہیں۔ "آبزرور" پر مقدمہ چلائیں۔ پورے ڈیڑھ ارب روپے کا demurrage کلیم کریں۔ اس سے دو باتیں ہونگی۔ ایک تو آپ کی ساکھ صاف ہو جائے گی دوسرا جو یہاں کا قرضہ ہے وہ بھی اتر جائے گا۔ جب ڈیڑھ ارب ڈالر وہاں سے آئے گا تو 950 کروڑ کا قرضہ پاکستان میں بھی اپنا ادا کر دیں گے اور ان کی اپنی غربت بھی بحال ہو جائے گی۔ اس میں برائی کی کیا بات ہے۔ ایک "آبزرور" ہے۔ اس نے الزام لگایا ہے۔ آپ جائیں۔ الزام بھی ایسے نہیں ہے ۔ الزام ایسے ہے جناب ہم نے تو پہلے کبھی اس کا نام بھی نہیں سنا تھا۔ آپ آتے جاتے ہیں Mayfair کا نام آگیا ہے۔ نواز شریف چیچہ وطنی اور سمہ سٹہ جا کر کہتے ہیں کہ کوئی مانے کہ نہیں آپ کا نام کتاب پر آگیا ہے۔ آپ نیوکلیئر پاور بن گئے ہیں، میں ان سے کہتا ہوں کہ آپ realise کریں یا نہ کریں، آپ کا نام بھی کتاب میں آگیا ہے۔ آپ بھی ایک شخصیت بن گئے ہیں۔ اب نام بھی ایسے نہیں آیا ہے۔ تارکول ہے پورا جو کہ ملا ہوا ہے۔ یہ چونے سے بھی نہیں مٹے گا۔ اگر ایک بالٹی چونا یہ لے جائیں گے لاہ کے منسٹر اس پر ڈالیں گے، بارش ہوگی، ختم ہو جائے گا آپ کو کوئی weather shield قسم کا پینٹ لے جانا ہوگا۔ وہاں پر منسٹر بیٹھتے ہیں ، لوکل جسٹس آف پیس کوئی ہوگا۔ مجھے پتا نہیں ہے I have not been to England any time in my life وہاں جا کر مقدمہ درج کریں کہ آپ نے ہمارے پرائم منسٹر کی بے عزتی کی ہے۔ کیوں ظلم کیا ہے ہمارے اوپر۔ آپ ہمیں demurrages دیں یا اپنی بات واپس کریں یا ہمیں یہ ہرجانہ دیں ۔ اپنے ساتھ وکیلوں کی ایک زبردست ٹیم لے جائیں۔

مگر اگر وہاں کچھ ہے اور وہ کہتے ہیں کہ آپ نے مقدمہ درج کیا جب بے نظیر صاحبہ کو

چیلنج کیا۔ وہ کہاں ہے جو کل یہاں بیٹھے تھے۔ ان کے اوپر تو آپ نے احتساب سیل قائم کیا ہے۔اس کے لئے بھی ایک احتساب سیل یہاں پر قائم کیا جائے۔ اگر لندن دور ہے ، لندن نہیں جاسکتے خرچہ ہوگا، فارن ایکسچینج کی کمی ہے یہ سکہ میرے پاس ہے ۔میں آپ کی خدمت میں بھیجنا چاہتا ہوں ۔یہ بات اب آگئی ہے۔ یہ روپے کا سکہ ہے آپ نے کبھی پرانا روپیہ دیکھا تھا۔

جناب چیئرمین : میں بھی پرانا آدمی ہوں منڈ صاحب۔

جناب بشیر احمد منڈ : یہ ابھی کا ہے اس کا حلیہ دیکھیں۔

جناب چیئرمین : میں نے تو آنے بھی دیکھے ہوئے ہیں، پیسے بھی دیکھے ہوئے ہیں۔

جناب بشیر احمد منڈ : یہ وقعت ہے روپے کی، یہ پیسے کے برابر ہوگیا ہے۔ ان کی کارستانیاں یہاں تک پہنچ گئی ہیں۔ اگر وہاں پر نہیں جا سکتے فارن ایکسچینج involve ہے تو یہاں اپوزیشن کے ایک سینیٹر کو احتساب کمشنر بنائیں اور نواز شریف سامنے پیش ہوں تاکہ پارک لین کے 16A, 17 A کی بات صاف ہو جائے۔

اگر یہ بھی نہیں کرنا چاہتے تو ایک اور طریقہ بھی میں بتاتا ہوں۔ کہیں انسان سے غلطی ہوتی ہے نکل گئی بات منہ سے ، اگر ہے یہ اعتراض کہ فلیٹ کیوں خریدے، فلیٹ تو سب لوگوں کے وہاں ہیں، ہم کہتے ہیں کہ فلیٹ ہے تو ڈکلیئر کیوں نہیں کیا۔ وہ کہہ رہے تھے کہ ان کے پاس پیسے ہیں، ماشاء اللہ بہت ہیں، ہمیں پتا ہے رائے ونڈ میں انہوں نے محل بنایا ہوا ہے فلیٹ کیا چیز ہے۔ فلیٹ انہوں نے خریدا ہے یا نہیں یہ کوئی بات نہیں ہے ۔اگر فلیٹ ہے اور ڈکلیئر نہیں کیا تو بات کہاں تک پہنچتی ہے یہ کیا ہوا۔ اس کا میں ذکر اس لئے نہیں کرتا کہ میرے منہ پر نہیں آتا کہ میں اپنے پرائم منسٹر کے بارے میں وہ لفظ کہوں جو کہنا چاہئیے۔ احترام میں کرتا ہوں لیکن وہ بھی ذرا اس پندرہ کروڑ عوام کا احترام کریں۔ اس کا کرایہ جو ہے اخبار میں ، میں نے دیکھا دو ہزار ، تین ہزار پاؤنڈ فی ہفتہ ایک کا ہے۔ پہلے اس کو چار پر ضرب دیں، پھر چار میں اور ضرب دیں تو مہینہ پھر بارہ میں اور ضرب دیں تو سال، تقریباً تین چار کروڑ روپیہ تو اس کا کرایہ بنتا ہے۔ اگر ان کا share نہیں بھی ہے، کرائے پر ہیں۔ اگر اتنی شاہ خرچی کر سکتے ہیں کریں بے شک کریں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ان کا یہ حق ہے۔ چنگیز خان گڈریا

تھا - اس نے empire بنایا، چین بھی تھا، خراسان میں بھی تھا اور ایران میں بھی تھا۔ تو کیا نواز شریف نہیں بنا سکتے ؟ ان کے والد صاحب نے امپائر بنایا ہے تو بنائیں۔ مگر میں یہ پوچھتا ہوں کہ ٹیکس میں ان کو کیوں ڈکلیئر نہیں کیا۔ اپنی assets میں ڈکلیئر نہیں کیا۔ یہ ایک بہتان ہے، بہتان نہیں ہے کلنک کا ٹیکہ ہے، کلنک کا ٹیکہ نہیں ہے تارکول کا پیپا ہے۔ اس کو اتارنے کے لئے یا تو طریقہ ہے جناب کہ عدالت میں جائیں، عدالت میں جا کر اپنے آپ کو سفید کریں، یا احتساب کے سامنے یہاں سینہ تان کر کھڑے ہوجائیں، کھڑے ہو جائیں میں بے قصور ہوں، پوچھو مجھ سے جو پوچھنا ہے، اگر نہیں ہے، غلطی ہوئی ہے، پھر جن لوگوں نے مینڈیٹ دیا ہے، اس ملک کے غریب عوام کسمپرسی کی حالت میں، بھوک اور افلاس کی حالت میں جن کو کوئی نوکری آپ نے نہیں دی، جن کو کوئی سکول اور مکتب نہیں دیا۔ آپ تو پارلیمنٹ کے ممبروں کی treatment کے لیے دوائی بھی نہیں دے سکتے ۔ وہ بھی مہربانی کرکے آپ نے ختم کردی۔ آپ بھی دیکھتے ہیں، آپ بھی custodian ہیں، آپ بھی ذرا اس پر غور کریں۔

جناب چیئرمین : جی میں دیکھتا ہوں۔

جناب بشیر احمد مٹھ : یہ تو حالت ہے کہ جس کے بعد آپ کہیں کہ جی غلطی ہوگئی، غلطیاں تو ایک ہزار ہوگئیں۔ ایمرجنسی آپ نے کردی ، پھر واپس لے لی، وہ کالا باغ ڈیم جو آپ کے ہاتھ سے بننا تھا وہ کہاں گیا، اور وہ سی ٹی بی ٹی کہاں گیا ۔ وہ آپ کی آئی ایم ایف کے ساتھ بات چیت تھی وہ کہاں گئی۔

جناب چیئرمین : مٹھ صاحب مہربانی کر کے ختم کریں۔

جناب بشیر احمد مٹھ : اچھا جی کرتا ہوں۔ آپ نے غلطیاں تو ہزاروں کی ہیں مگر یہ بڑی غلطی ہے۔ قوم سے معافی مانگ کر آرام کریں۔ داتا صاحب کے دربار میں چلے جائیں۔ کوئی ہمیں اعتراض نہیں ہے۔ ایک بات اور ہے اگر یہ بھی نہیں کرنی ہے تو اس سے بھی آسان طریقہ بتاتا ہوں، آپ کو سب چیزوں کا علم ہے۔ میرے محترم راجہ صاحب بیٹھے ہیں ان کو بھی علم ہے۔ یہ ذرا غور کریں۔ ہمارے قاضی ہیں، محترم قاضی حسین احمد، قاضی ہیں وہ قاضی بن جائیں ان کے جانے پہچانے۔ جب افغانستان میں جنگ ہو رہی تھی، ڈالروں کی بارش تھی تو انہوں نے بھی اونچی چھلانگ لگا کر پکڑے۔ ان کے جو لیڈر تھے ضیاء الحق صاحب ان کے کارندوں نے بھی

پکڑے اور اس میں بھی کچھ ہوگا میں کہہ نہیں سکتا' ان کے سامنے پیش ہوجائیں۔ قاضی کا بھی پتا چل جائے گا کہ وہ کبھی آتا ہے کبھی جاتا ہے۔ اب پتا چل جائے گا کہ کیا کرتا ہے۔ ان کا بھی پتا چل جائے گا ۔ان کے سامنے پیش ہوجائیں۔لیکن اگر یہ سب کچھ نہیں کریں گے' یہ خالد انور صاحب بڑے اچھے وکیل ہیں۔ بہت اچھی انگریزی بولتے ہیں۔ ان کی زبان پر جب لفظ بیٹھتا ہے تو ایسے محسوس ہوتا ہے کہ ان کی زبان جلتی ہے اور وہ لفظ پگھلتا بھی نہیں ہے اور جب یہاں پر چلتے ہیں تو آہستہ آہستہ ' یہ ہمیں وکالت کیا دکھاتے ہیں جا کر اپنے وزیراعظم اور اس ملک کی غربت کا دفاع وہاں پر جا کر کریں۔ ہم اس پر ناراض ہیں کوئی خوشی ہمیں اس پر نہیں ہوئی ہے۔ ہم اس پر ان کی مدد کرنے کے لئے بھی تیار ہیں۔ contribute کرنے کے لئے بھی تیار ہیں۔ لیکن جا کر پکاڈلے کے قریب ہی کہیں ہوگا قریب mayfair میں کہیں ہو گا اور اسی فلیٹ میں جو ان کے ہیں اس میں اپنا کیس لڑیں۔ جناب جب تک یہ کیس نہیں لڑیں گے ان کی credibility مشکوک ہو گی' وہ تو جائے۔ پاکستان کی credibility مشکوک ہو گی' پاکستان کا good name اور اس کا جو وقار ہے' weightage ہے وہ دنیا میں کم ہوگی تو یہاں جو میرے بھائی ہیں یہ اپنے لیڈر سے نہیں کہہ سکتے کہ آپ جاکر اپنا مقدمہ ٹھیک کریں' fit ہو کر' سفید ہو کر واپس آئیں اس کے بعد لاہور میں' کرکٹ گراؤنڈ میں چھکے ماریں۔

جناب چیئرمین۔ میرظفر اللہ خان جمالی صاحب۔

میرظفر اللہ خان جمالی۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب والا! اگر کچھ تھوڑی بہت تلخی ہو جائے تو مجھے معاف کر دیں کیونکہ بات دو ٹوک ہی ہونی چاہئیے۔ یہاں ایک بہت degraded phrase استعمال کی گئی ہے کہ تارکول کو پیپا اور چونا لگا کر سفید کیا جائے۔ اتفاق یہ ہے' میرے ' بزرگ ہیں میں ان کی بہت قدر اور احترام کرتا ہوں۔ مگر معلوم ہوتاہے کہ حکومت چھوڑنے کے بعد نواز شریف کو چھوڑنے کے بعد غالباً لوگوں کا خون ہی سفید ہو گیا تو اسی لئے تارکول کہاں' پیپا کہاں۔ جی وہ تو بعد کی بات ہے۔ جناب والا! کل دو illustrious barristers they presented case of their client وہاں پر --------

---

(اس موقع پر کرسی صدارت جناب پریذائیڈنگ آفیسر' جناب انور کمال خان مروت نے سنبھالی)

Mir Zafarullah Khan Jamali: May I continue Sir?

Mr. Presiding Officer: Yes, please, continue.

Mir Zafarullah Khan Jamali: Illustrious barristers presented the case of their client.

اور کیونکہ وکالت ان کا شعبہ ہے، ہمارا شعبہ نہیں ہے۔ ایک نے ملائم کرنے کی کوشش کی اور دوسرے نے صفائی پیش کرنے کی کوشش کی۔ بغیر اس بات میں گئے ہوئے کہ Observer نے کیا observe کیا ہے اور پاکستان کے وزیر اعظم کے لئے سینٹ کیا observe کر رہا ہے۔ آج سے دو اڑھائی سال پہلے یہی ہال تھا کیونکہ نیشنل اسمبلی جل چکی تھی تو یہاں نیشنل اسمبلی کا اجلاس ہو رہا تھا اور اسی طریقے سے ایک اور سکینڈل سرے محل کا سامنے آیا تھا اور اس وقت کی پرائم منسٹر صاحبہ سے میں نے Oppsition benches سے کھڑے ہو کر یہ گزارش کی تھی کہ محترمہ یہ آپ کا ذاتی مسئلہ نہیں ہے this is a matter of the office of the Prime Minister of Islamic Republic of Pakistan ا گر آپ اجازت دیں تو میں اپنے خرچے پر آپ کا کیس plead کروں مگر اس وقت جو اپوزیشن بیٹھی ہوئی ہے they kept mum silent ان میں جرأت نہیں تھی کہ اپنی لیڈر کو face کر سکیں کیونکہ حقیقت تھی کہ آپ اس کا جواب نہیں دے سکتے تھے۔ آج ایک آدمی مسٹر رحمن ملک جس کو میں نے بھرتی کرایا تھا as protecter of immigration جناب بھٹو کے دور میں in the seventees اس کا میں آپ کے سامنے گواہ کھڑا ہوں ۔ وہ در در بھٹکتا مارا پھرتا تھا، اس کو نوکری دلوائی immigration میں as protecter اس کے بعد وہ چلتے رہے اور جب ان کی کارگزای بہتر ہونے لگی، ان کے زاویے سے، سرکار کے زاویے سے نہیں، وہ ADG FIA بن گئے۔ ان کے متعلق کل کچھ تفصیلات بتائی گئیں۔ ایک تفصیل میرے پاس بھی ہے کہ اس وقت بھی ان کے چھبیس مربعے زمین ضلع فیصل آباد میں ہے اس کے بارے میں یہ کیا کہیں گے اس کے پاس کوئی جواز نہیں، میں آپ کے سامنے کھڑا ہوں اور اس آدمی کے کہنے پر آپ، جو کل ایک دور گزر گیا آپ دوبارہ دہرانا چاہتے ہیں۔ آپ لوگ کس قسم کے ممبران پارلیمنٹ ہیں۔ کیا آپ لوگوں کو یہ نظر نہیں آ رہا کہ آپ کس پر الزام

لگا رہے ہیں بدنامی کس کی ہو رہی ہے ۔ولی اللہ ہو یا نعوذباللہ کوئی بھی ہو بات یہ ہے کہ آپ لوگوں کو ایک احساس ہونا چاہیے کہ آپ جو بھی بات کر رہے ہیں یا کل جو ہم بات کر رہے تھے

it does not pertain to any one single person, it pertains to the office of the Prime Minister of Pakistan. What message are you sendingabroad? What message are you sending outside? What message are you giving to the people? جناب والا ! ہر بات پر اپوزیشن کھڑی ہو جاتی ہے کہ جناب پاکستان کے عوام کے لئے ہم بات کرتے ہیں۔ جناب چیئرمین ! میں عرض کرتا ہوں کہ کیا پاکستان کے عوام نے صرف ان کو نمائندگی دے کر بھیجا ہے اس ہاؤس میں اور نیشنل اسمبلی میں یا پاکستان کے عوام کی ہم بھی نمائندگی کرتے ہیں کہ نہیں کرتے ان لوگوں نے پاکستان کے عوام کا ٹھیکہ لے رکھا ہے سینٹ میں اور نیشنل اسمبلی میں ۔ جناب ہم ہی عوام کی نمائندگی کرتے ہیں اور کوئی نمائندگی نہیں کرتا ۔ جو حکومتی بنچوں پر بیٹھ گیا وہ پاکستان کے عوام کی نمائندگی کرتا ہی نہیں ہے جو اپوزیشن میں ہو وہ نمائندگی کرتا ہے یہ کہاں کا اصول ہے۔ اگر پاکستان کے عوام کی نمائندگی کی بات ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہم سارے کرتے ہیں اگر ڈیفالٹ ہے تو ہم سب ڈیفالٹرز ہیں۔ اگر کوئی بدعنوانی ہوئی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو مختلف ادوار میں جو حکومتیں آئی گئی ہیں یہ ساری کی ساری ڈیفالٹ میں ہیں۔ یہ میں بالکل برملا کہتا ہوں چاہے وہ پیپلز پارٹی کی حکومت رہی ہے یامسلم لیگ کی حکومت رہی ہے پاکستان کے عوام کے ساتھ ان دونوں پارٹیوں نے پچھلے دس سال سے مذاق بنا رکھا ہے۔ یہاں کہا گیا کہ جناب نواز شریف جو ہیں وہ کرسی کی خاطر لٹکے ہوئے ہیں چمٹے ہوئے ہیں۔ جناب چیئرمین ! اگر ایسی بات ہوتی جب 1993 کے crisis تھے اور اگرچہ نواز شریف اس وقت کرسی کو چمٹ جاتا تو وہ استعفیٰ کبھی نہ دیتا ۔ اس نے استعفیٰ دیا اسی لئے کہ ملک میں دوبارہ الیکشن کرائیں یہ جانتے ہوئے کہ نگران حکومت آئے گی اور پیپلز پارٹی کی حکومت in power آئے گی ۔ but he sacrificed for the sake of this country, for the sake of the institution, for the sake of representation of the people of Pakistan کیا یہ چیزیں ان کو بھول گئی ہیں ۔طالبان کے بارے میں ذکر ہوا کہ جناب طالبان ناراض ہیں طالبان کو کون لے کر گیا تھا ان کے قافلے کی نمائندگی کس نے کی تھی؟ میں نے کی تھی یا نصیراللہ بابر نے کی تھی کہاں سے گئے تھے ۔ کوئٹہ اورچمن سے گئے تھے کس نے کہا تھا کہ لے کر جائیں؟ ان کو ہم

نے کہا تھا کہ لے کر جاؤ ؛ ان کو کیوں لے کر گئے پیپلز پارٹی کے دور میں why did they take Taliban اور آج بات کرتے ہیں کہ جناب طالبان ناراض ہو گئے ہیں ۔ اپنے کیے پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں اور جو چیز اگر ایک غلط آدمی جو کہ FIA میں رہا ہے وہ بات کرتا ہے تو اس کو اچھال اچھال کر ان لوگوں نے بیڑا غرق کر دیا ہے ۔ جناب ہم نے اس وقت بھی اپوزیشن کی، اپوزیشن کس لئے ہم نے کی ہماری اس میں کوئی ذاتی انا نہیں تھی ذاتی کوئی مسئلہ نہیں تھا

we opposed corruption which was rampant in the last Government. We opposed the looters of Pakistan. We opposed people receiving commissions and kick backs. We opposed the plunderers of Pakistan. These are the peoples that we opposed them. And even if they think they are on the right track today and we speak wrong I will still oppose them, even sitting in the treasury bench whether it is Muslim League or Peoples Party or anybody because the people of Pakistan are not at fault. Why should you blame them? It is the representatives, sitting in the two Houses, I think we should get the majority of the blame and we are all akin to that.

یہاں پر کہا گیا کہ جناب میں تھوڑا سا ایک سیکنڈ ہٹ کر ایک گورنر صاحب کی statement پڑھوں کہ CDNS پہلے بھی موجود تھا جو کل کے اخباروں میں statement نظر آئی تھی میں داد دیتا ہوں ان کے اس بیان کو چونکہ جب CDNS کا وجود تھا نگران دور میں اتفاق سے میں اس میں تھا اس وقت انہوں نے مخالفت کی تھی جو ہم لوگوں کی Accountability کرنا چاہتے تھے اسی گورنر نے ہمیں اجازت نہیں دلوائی اس وقت کے President سے ہم جو لوگوں کا احتساب کرنا چاہتے تھے اسی گورنر نے ہمیں اس وقت کے صدر سے اجازت نہیں دلوائی کہ ہم احتساب کریں۔ جب تک کہ آپ احتساب نہیں کریں گے، جو کل گزرا ہے اس کا احتساب آپ کو کرنا پڑے گا ۔ اس وقت یہ گورنر صاحب لغاری صاحب کے set up میں چونکہ defacto prime minister تھے تو اس وقت انہوں نے CDNS کی حمایت نہیں کی ۔ ہمیں احتساب نہیں کرنے دیا اور آج کہتے ہیں کہ جناب CDNS پہلے ہی موجود ہے چونکہ آج وہ گورنر ہیں ۔ اس وقت تو گورنر نہیں تھے ۔ اگر ایسے ہی لوگ خواہ کسی بھی پارٹی میں ہوں گے، کسی کے دوست ہوں گے وہ جناب والا! اس کے دوست نہیں ہیں ۔ ان سے بڑھ کر اس کا دشمن اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اسی

لئے میری گزارش یہ ہے کہ چاہے حکومتی بنچ ہوں ' چاہے اپوزیشن ہو ' اگر احتساب کرنا ہے تو یکساں کریں۔ اس سے کوئی مبرا نہیں ہے۔ ملک کا قانون سب کے لئے ایک ہے ۔ اپنے آپ پر apply کریں اور سب پر apply کریں۔

ہم نے کبھی سنا تھا جناب والا! ایک تو ہوتا ہے جہاد فی سبیل اللہ۔میرے خیال میں حافظ فضل محمد صاحب اس کی تشریح کر سکیں گے ' اور ایک ہوتا ہے اپوزیشن فی سبیل اللہ' تو میری ان سے گزارش ہے کہ اپوزیشن فی سبیل اللہ نہ کریں کیونکہ اس میں نہ آپ کے لئے اچھائی ہے نہ ہمارے لئے اچھائی ہے ۔نہ اس ملک کے لئے اچھائی ہے ۔اس وقت وتیرہ صرف یہ ہے کہ کیونکہ میرے پاس حکومت نہیں ہے ' میں اقتدار میں نہیں ہوں تو دوسرا بھی کیوں رہے ۔ یہ اقتدار تو آنی جانی چیز ہے ۔ جب آپ کے پاس اقتدار تھا آپ سنبھال کر چلاتے تو آپ کو کوئی تکلیف نہ ہوتی ۔ آج اقتدار ہمارے پاس ہے تو ہمارا فرض ہے بحیثیت نواز شریف کے سپورٹر کے ' اس کے دوست کے' اس کی پارٹی کے' ہمارا فرض ہے ہم اپنے فرض کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کریں ۔ جو صحیح بات ہے ان کو عرض کر رہے ہیں ۔ منت بھی کر رہے ہیں ۔ باقی جمہوریت کا تقاضا یہی ہے کہ اکثریت جو فیصلہ کرتی ہے اسی کے ساتھ جانا پڑتا ہے۔ یہ میں نے جمہوری اداروں سے سیکھا ہے ' جو جمہوریت کے دعویدار ہیں ان سے سیکھا ہے ۔ اگر یہی رفتار رہی اور جناب والا! اسی طریقے سے ہم ایک صوبے کو condemn کرتے ہیں دوسرے کو کرتے ہیں کل شاید کسی اور کی باری آ جائے گی ۔ جناب چیئرمین ! میں سمجھتا ہوں کہ Houses of Parliament تقریباً redundant ہو چلے ہیں اور باقی جو تھوڑی بہت کسر رہ گئی ہے اگر ہمیں وہ بھی پوری کرنی ہے تو جو مرضی ہے کریں مگر اس طریقے سے کہ کسی کو malign نہ کریں ۔ یہ بڑی غلط بات ہوگی۔ ہم خواہ مخواہ کسی کا دفاع نہیں کرنا چاہتے ہیں' یہ بھی میں آپ کو صاف صاف عرض کر دوں ۔ ہمیں کسی کو خواہ مخواہ defend کرنے کی ضرورت نہیں ہے' کسی کی خوشامد کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ۔ جو حقائق ہیں میں نے آپ کو عرض کر دیئے ہیں۔ اس پارلیمنٹ کو اس ایوان کو both the parties have been at fault, for God's sake if president Clinton could be sued and a judicial committee of the Congress can look into his case توبہ نعوذ باللہ خدا کے بعد he is the most strongest person of the world, scandal میں بےچارہ پھنس گیا ہے۔ وہ قصہ چل رہا ہے مگر کہاں؟ پارلیمنٹ کے پاس' وہ

پارلیمنٹ کے پاس جاتے ہیں ۔ اگر ایسی کوئی بات ہے آپ پارلیمنٹ کی کمیٹیز بنائیں ۔ ان اداروں کو مضبوط کریں ان کو rubber stamp نہ بنائیں ۔ آپ سب کے کیسز لے آئیں ، ایک نہیں جتنے ہیں سب کے کیسز لے آئیں the whole lot ۔ سب کو یہاں پر لے آئیں let them face the music جب الیکشن آتے ہیں تو ساری چیز واگزار کی جاتی ہے اور جب پارلیمنٹ میں آتے ہیں تو ساری چیزیں ان کو یاد آتی ہیں۔ میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا اور میری گزارش یہ ہوگی کہ اسی طریقے سے

please respect the office that is to be respected. Thank you very much.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ شکریہ، حافظ فضل محمد۔

حافظ فضل محمد۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب والا! کل سے اس ایوان بالا میں جو بات شروع ہوئی ہے یہ ہم پچاس سال سے کہہ رہے تھے کہ پاکستان بننے کے بعد اکثر و بیشتر وہی لوگ اقتدار پر قابض چلے آ رہے ہیں جن کے آباؤ اجداد انگریزوں کے وفادار تھے۔ جن کے آباؤ اجداد کو انگریزوں کی طرف سے بے تحاشہ جاگیریں ملی تھیں۔ ہم اس وقت بھی کہا کرتے تھے کہ یہ چوروں کا ایک ٹولہ ہے۔ چاہے مسلم لیگ ہو ، چاہے پیپلز پارٹی ہو، پورے پاکستان کے حوالے سے آپ دیکھ لیں جناب عالی! کہ ایک ہی خاندان کے ، ایک ہی گھرانے کے لوگ تقسیم ہیں۔ کچھ پیپلز پارٹی میں ہیں ، کچھ مسلم لیگ میں ہیں۔ تو ان کی جو چوریاں ہیں ، ان کی چوریوں کا جو ایک سلسلہ ہے ، جو ڈاکوں کا ایک سلسلہ ہے ، وہ ہمیشہ جاری و ساری رہتا ہے۔ اگر پیپلز پارٹی کا دور حکومت ہے، پھر بھی ان کے خاندان کا کوئی بندہ سینٹ میں یا قومی اسمبلی میں یا صوبائی اسمبلی میں کسی اعلیٰ پوسٹ پر براجمان ہوتا ہے۔ اگر مسلم لیگ کا دور اقتدار ہوتا ہے پھر بھی ان کا ایک بندہ وہاں پر ہوتا ہے۔ جناب عالی! ان دو بڑی سیاسی جماعتوں کے لیڈران کو غریب عوام کی بد دعائیں لگی ہیں۔ یہ اب پوری دنیا میں رسوا ہو رہے ہیں، یہ مزید رسوا ہو جائیں گے۔ ہم اس وقت بھی کہا کرتے تھے کہ یہ دونوں چور ہیں، آج پوری دنیا کے سامنے آگئے کہ واقعی یہ چور ہیں۔

جناب عالی! کل یہاں ایک مباحثہ اس انداز میں ہوا جیسے کہ عدالت میں، ہائی کورٹ میں بلکہ سپریم کورٹ میں ہو رہا ہو ۔ اس انداز سے اس مسئلہ کو اٹھایا اعتزاز احسن اور خالد انور نے ۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ اگر خالد انور صاحب یہ فرماتے ہیں کہ یہ راوی ضعیف ہے ، یہ رحمن ملک جھوٹا بندہ ہے اور اس کا جو متن ہے، جس نے شائع کیا ہے، اس میں تضادات ہیں۔ جناب عالی! اس وقت، اس دور میں ہم امام غزالی تمہارے اوپر الزام لگانے کے لئے کہاں سے لے آئیں۔ یہی لوگ تو تمہارے کرتوتوں سے باخبر ہیں، یہی لوگ تو تمہارے سب کچھ کو دیکھتے ہیں، انہی لوگوں سے تو سب کچھ تم کراتے ہو۔ ہمیں پتا ہے کہ انہی لوگوں کو غلط استعمال کرتے ہو ، پھر آخر میں یہی لوگ ان کے گلے کا طوق بن جاتے ہیں۔

جناب عالی! آج افسوس تو اس بات پر ہے کہ میاں نواز شریف صاحب پوری دنیا کو ایک تاثر دینے کی کوشش کر رہے ہیں کہ میں پاکستان میں اسلام لانا چاہتا ہوں۔ میں پاکستان میں اسلام نافذ کرنا چاہتا ہوں۔ جناب عالی! اگر ایک شخص کا کردار یہ ہو تو اس کا اسلام سے کیا واسطہ ہے۔ اسلام تو صدیق اکبر لاسکتے ہیں کہ ایک چادر پھاڑ کر اس سے کانٹے نکال کر وہ بازار میں جاتے تھے، چادر کو بیچتے تھے، وہی خلیفہ ہوسکتا ہے۔ عمر فاروق تھے جو ایک قمیص کو 40, 50 ٹکڑے لگا لیتے تھے۔ وہی اسلام لا سکتے ہیں۔ میاں صاحب ہر جلسے میں ، جہاں بھی کوئی پروگرام ہو ، جس انداز سے وہ بات کرتے ہیں کہ یہ ٹیکس چور، یہ فلاں چور ، فلاں چور ، یہ قوم کے غدار ہوں گے اگر انہوں نے اس طرح کیا، اس طرح کیا، اس طرح کیا۔ جناب عالی! وہ بتائیں کہ ان کے جو محلات ہیں یہ کیسے بنے ، ہمیں قطعاً اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے، وہ اس سے بھی مزید بہتر بنائیں، لیکن جناب عالی! وہ کاغذات اپنے جمع کراتے ہیں یہاں انکم ٹیکس کے حوالے سے ، دولت ٹیکس کے حوالے سے اگر وہ قوم کو یہ نہ بتائیں تو کیا یہ چوری اور دھوکہ بازی کے زمرے میں نہیں آتا ہے۔ ہم قطعاً نواز شریف کے خلاف نہیں ہیں۔ ہم یہی الزامات بینظیر کے بارے میں بھی لگاتے ہیں کہ سرے محل کے بارے میں انہوں نے وہی انداز اپنایا تھا جو آج مسلم لیگ والوں نے اپنایا ہے۔ وہی انداز اس وقت انہوں نے اپنایا تھا ۔ اس وقت مسلم لیگ کی طرف سے یہ باتیں ہوتی تھیں کہ بھئی آپ ان کے خلاف مقدمہ کریں۔ جس اخبار میں یہ خبر آئی ہے، اگر یہ جھوٹ ہے تو آپ ان کے خلاف مقدمہ کریں۔ لیکن اس وقت پیپلز پارٹی والے خاموش تھے۔ وہ نہیں کر رہے تھے۔ آج پیپلز پارٹی والے مسلم لیگ کو کہہ رہے ہیں کہ آپ ان کے خلاف مقدمہ کریں بھائی مقدمہ کیوں کریں یہ تو سچ ہے، سرے محل بھی سچ ہے ۔ میاں صاحب کی جائیداد کی بات بھی سچ ہے اور دونوں باتیں سچ ہیں۔ ان کے خلاف مقدمہ کر کے مزید

اپنے آپ کو رسوا کریں گے ، یہ اتنے بے وقوف ہیں۔ یہ قطعاً اپنے آپ کو اس طرح رسوا نہیں کریں گے کہ اس طرح مزید حقائق سامنے آ جائیں ۔ یہ تو ایک محل ہے ۔ جناب والا! یہ تو ابتداء عشق ہے ، آگے آگے دیکھیں ہوتا ہے کیا۔

جناب والا! یہ تو ابتداء عشق ہے ، مزید جائیدادیں بھی سامنے آ جائیں گی۔ ہم اس وقت بھی کہتے تھے کہ یہ ایک دوسرے کی پردہ داری کرتے ہیں اور یہ ایک دوسرے سے اس انداز سے deal کرتے ہیں کیوں کہ ان کو پتا ہے کہ اگر ہم ان کی چوری پر ہاتھ ڈالیں گے تو وہ کل ہماری چوری پر ہاتھ ڈالیں گے۔جناب والا! ہمیں اس بات پر یقیناً تعجب ہے کہ نواز شریف اور بینظیر کے علاوہ بہت سے اور بھی چور ہوں جو ابھی تک پردہ نشین ہیں اور وہ ابھی تک رسوا نہیں ہوئے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ غریب عوام کی بد دعائیں ان کو لگ جائیں گی۔ جناب غریب لوگوں کی یہ حالت ہے کہ وہ اب خود کشی کر رہے ہیں۔ وہ اب پانی اور بجلی کے بل ادا کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے ہیں۔ حکومت کی طرف سے روز ٹیکس پر ٹیکس لگ رہے ہیں ۔ اس طرح وہ ان کے پیسوں سے جائیدادیں ساری دنیا میں خریدتے ہیں اور اس طرح وہ ارب پتی اور کھرب پتی بنتے ہیں۔

جناب والا! مجھے علامہ روم کا ایک شعر یاد آ رہا ہے ۔

وا عظان کین جلوہ بر محراب و ممبر میکنند

چون بخلوت مے روند آن کار دیگر میکنند

یہی ہمارے لیڈر حضرات سامنے آتے ہیں ، جب پارلیمنٹ میں آتے ہیں تو منہ دھو کر، اتنے سفید پوش بن کر ، دنیا کے امام غزالی بن کر دوسرے کو وعظ کرتے ہیں کہ آپ یوں کرلیں ، قوم کے ساتھ یہ کرو، قوم کو یہ ضرورت ہے ۔ ہمارے حالات ایسے ہیں، قوم کی سلامتی کا اب یہ تقاضا ہے، اس قسم کے بہترین فصاحت و بلاغت سے مصنوعی درد کو ظاہر کر کے عوام کے سامنے پیش کرتے ہیں ۔

چون بخلوت مے روند آن کار دیگر میکنند

جب وہ اندر محلات میں جاتے ہیں، دفاتر میں جاتے ہیں تو پھر اسی قوم کے پیسے کو لوٹتے ہیں ۔ غریب کی خون پسینے سے کمائی ہوئی جمع پونجی کو لوٹتے ہیں۔ یہ لٹیرے ہیں ، ہم پہلے بھی کہتے تھے اور اب بھی بر ملا کہتے ہیں کیونکہ میں ایک آزاد پرندہ ہوں اور ان دونوں سوکھے

ہوے درختوں یعنی اقتدار اور حزب اختلاف کے سائے میں بیٹھنے کے میرے کوئی ارادے نہیں ہیں۔ میں ہر ایک کے خلاف جو کچھ میرے ذہن میں آتا ہے وہی کہتا ہوں۔

جناب والا! کل مجھے بڑا تعجب ہوا کہ اعتزاز کہتے ہیں کہ اقتدار والے اتنے بڑے چور ہیں۔ وہ کس ضمیر سے اس طرح کے دلائل دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ کیا ان کا ضمیر اس قسم کی باتیں کرنے پر ان کو ملامت نہیں کرتا۔ مجھے خالد انور پر بھی تعجب ہے کہ ان کے لب و لہجے میں یقیناً وہ بات نہیں تھی، وہ تو ہمیں یہ نصیحت کیا کرتے تھے کہ آپ Observer کی رپورٹ کے حوالے سے بات کریں لیکن کل ہم جائزہ لے رہے تھے کہ جب انہیں رپورٹ کے حوالے کا سامنا ہوتا تھا تو پھر وہ ادھر ادھر مڑتے تھے۔ وہ اصل بات پر قطعاً نہیں آئے۔ کبھی کہتے تھے کہ رحمان ملک اس طرح کا بندہ ہے۔ آپ صاف بتا دیں کہ میاں صاحب کی جائیداد اس طرح کی ہے یا نہیں ہے۔ انہوں نے قوم کو اس کے متعلق بتایا ہے یا نہیں۔ وہاں پر جائیداد خریدی گئی ہے یا نہیں۔ یہ سادہ اور simple سی بات ہے۔ اگر انہوں نے اپنے پیسے سے خریدا ہے اور انہوں نے اسے اپنی جائیداد میں شامل کر کے ٹیکس وغیرہ بھی جمع کروا دیا ہے تو پھر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ وہ ساری دنیا میں جائیداد خریدیں لیکن اگر چپکے سے اس انداز سے وہ کام کرتے ہیں تو پھر مجھے غالب کا ایک شعر اور یاد آیا ہے کہ

بے خودی بے سبب نہیں غالب
کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

جناب یقیناً جب اس طرح چھپائیں گے، کل خالد انور صاحب نے خود فرمایا کہ چوری چھپکے سے کوئی چیز جب انسان چھپاتے ہیں وہ اس لئے کہ ضمیر خود ان کو ملامت کرتا ہے، اور کام کے بارے میں وہ مطمئن نہیں ہوتا اس لئے وہ اسے چھپاتا ہے۔ جناب یہی دلیل ہے ہماری بھی اور ہم اس کی تائید کرتے ہیں کہ یہ جائیداد انہوں نے کیوں چھپائی تھی۔ اگر ان کی اپنی جائیداد ہے۔ تو اپنی جائیداد تو کوئی نہیں چھپاتا۔ جیسے کے اعجاز الحق نے اب اپنی پوری جائیداد کو دنیا کے سامنے رکھ دیا کہ یہ میرے پاس اتنی جائیداد ہے۔ مجھے کسی سے کوئی ڈر نہیں۔ سامنے لاؤ جائیداد! اگر بے نظیر کی ہے یا زرداری کی ہے، نواز شریف کی، شہباز شریف کی یا کسی اور کی ہے۔ یہ پوری قوم کے سامنے ہو۔ جناب عالی! ہمیں تقیناً اس پر دکھ ہے۔ جناب میرا وقت ہے بیس منٹ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میں عرض کرتا ہوں۔ you can carry on۔ آپ کے پاس ٹائم ہے۔

حافظ فضل محمد: میں اب بالکل علی الاعلان کہتا ہوں کہ اس قسم کے جو لیڈر ہیں یہ پاکستان کے مسائل کا حل نہیں ہیں۔ ان کے خلاف یقیناً پاکستان کے عوام اٹھ جائیں گے۔ ایک دن آپ دیکھیں گے اپنی زندگی میں کہ اس ملک میں انقلاب آئے گا۔ جب ہمارے لیڈر جو ہیں یا بڑے ہیں اگر گھر کا بڑا چور ہو جائے، وہ ڈاکو ہو جائے تو پھر اس گھر کا اللہ ہی حافظ۔ اب تو وہاں سے بھی کچھ اشارے مل رہے ہیں۔ اور اس طرح اشارے دے رہے ہیں کہ پاکستان میں وہی سسٹم رائج کیا جائے گا جو کہ ترکی میں رائج ہے۔ وہاں ایک سیکولر لادینی قوت برسر اقتدار ہے۔ کسی کو نماز کی بھی اجازت نہیں دے رہی۔ یہاں بھی اس قسم کے اشارے مل رہے ہیں۔ لیکن جناب وہ سوچ لیں، دس دفعہ سوچ لیں اگر انہوں نے پاکستان کے حوالے سے اس طرح پروگرام بنانے کا ارادہ کیا تو پھر یہ پاکستان ہے یہ ترکی نہیں ہے۔ اس میں خون بہہ جائیں گے۔

جناب عالی! ایک ضمنی بات ظفر اللہ جمالی صاحب کے حوالے سے میں کہنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے پیپلز پارٹی کو طعنہ دیتے ہوئے کہا کہ طالبان تمہاری پیداوار ہیں۔ یہ بالکل غلط ہے۔ میں اس کی سخت تردید کرتا ہوں۔ نہ یہ نصیر اللہ کی پیداوار ہیں نا نواز شریف کی، نہ شجاعت حسین کی پیداوار ہیں۔ طالبان افغانستان کی اپنی سرزمین کے بچے ہیں۔ وہاں کے حالات کی پیداوار ہیں۔ یہ تحریک اپنے حالات کے ردعمل میں اٹھی ہے۔ اس کا مجھے کافی علم ہے۔ یہ قافلے کے حوالے جو دے رہے ہیں یہ سراسر غلط ہے۔ یہ تو بہت بعد کا معاملہ ہے۔ جب وہ کئی مقامات پر قبضے کر چکے تھے۔ اور اتفاق سے یہ قافلہ جا رہا تھا۔ انہوں نے اسے راستے میں روک لیا۔ طالبان ویسے ہی ان کے ساتھ لڑ رہے تھے۔ اسی وقت جب موقع پیدا ہوا تو وہ ان کے ساتھ لڑے۔ پھر دنیا نے یہ پروپیگنڈا کرنا شروع کر دیا۔ کل بھی اخبارات میں یہ شائع ہو چکا ہے کہ پاکستان کا افغانستان کو کنٹرول کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ بھلا افغانستان والے کیوں کسی دوسرے کی مانیں گے۔ البتہ اچھے تعلقات پاکستان کے ساتھ ضرور ہیں۔ ہم بھی چاہتے ہیں وہ بھی چاہتے ہیں۔ ہمارے مفاد میں بھی ہے کہ ہمارے طالبان کے ساتھ اچھے تعلقات ہوں۔ کیا اگر ہمارے تعلقات طالبان کے ساتھ خراب ہوں، ایران کے ساتھ بھی خراب اور انڈیا کے ساتھ بھی تعلقات خراب

ہوں تو پھر یہ پاکستان کے لئے اچھا شگون نہیں ہے۔

جناب عالی! دل تو بہت چاہتا ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ اتنا وقت تو میرے پاس نہیں ہے کہ میں جگر کے تمام جو درد ہیں ان کا میں ان کے سامنے اظہار کر دوں۔ لیکن یہ بات میں بالکل یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ ان دونوں نے کچھ کیا ہے ضرور کہ وہ پوری دنیا کے سامنے رسوا ہو گئے۔ اور یہ غریب عوام کی بددعائیں ہیں۔ اب بھی توبہ کر لیں۔ جتنی جائیداد چوری چھپے سے یا ڈاکے سے انہوں نے بنائی ہے یہ پاکستان کے خزانے میں دوبارہ جمع کر دیں۔ میری دونوں کے لئے یہ تجویز ہے۔ یہ توبہ کر لیں ۔ اپنی آخرت کے لئے بھی سوچیں، قبر کے لئے بھی سوچیں ۔ جناب ہم مسلمان تو ہیں ۔ عقیدہ تو ہمارا ہے کہ آخرت کا ایک دن ہے، اللہ کے سامنے حساب کتاب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ اس وقت تک ایک انسان کو ملنے کی اجازت نہیں ہو گی جب تک وہ پانچ چیزوں کے جواب نہ دے۔ ان میں سے دو فقط مال کے حوالے سے ہیں کہ تم نے اس مال کو کس طرح سے وصول کیا اور دوسرا سوال یہ ہے کہ تم نے اس مال کو کہاں پہ خرچ کیا ۔جب تک یہ جواب نہیں دیں گے ان کے پاؤں اس مقام سے ہلیں گے نہیں۔ آخر ہم مسلمان ہیں اور ایک دن اللہ کے حضور پیش ہونا ہے۔ آخر ہم دنیا میں کتنی ہیرا پھیری کر لیں گے۔ کتنے اپنے من پسند افسران لگا لیں گے۔ اور کیسوں میں ہیرا پھیری کر لیں گے۔ لیکن اللہ کے سامنے تو یہ نہیں چلے گی۔ وہاں پہ ہمارے اس قسم کے جو فراڈ ہیں یا دھوکے ہیں یہ کچھ نہیں چلیں گے۔ آخر ہم مسلمان ہیں ۔ یہ ہمارے غریب عوام ہیں۔ انہی کی وجہ سے ہم یہاں پہنچتے ہیں ۔ تو میری ان سے آخری درخواست ہے دل کی گہرائیوں سے ، ان سے اپیل ہے کہ خدا را! پاکستان کے ساتھ اتنا ظلم مت کرو اور اتنی دھوکے بازی اور فراڈ مت کرو ۔ یہ جب ان کے پاس جاتے ہیں تو کسی اور انداز سے آتے ہیں اور جب یہاں آتے ہیں تو کچھ اور کرتے ہیں، وہاں جاتے ہیں تو کچھ اور کرتے ہیں۔ وہاں اسلام کے علمبردار بنتے ہو ، غریب عوام کے علمبردار بنتے ہو لیکن یہاں آ کے انہی غریب عوام کے حقوق پر ڈاکہ ڈالتے ہو۔ یہ بہت افسوس کی بات ہے ۔ اللہ ہم سب کو اس ناسور سے ، اس لعنت سے بچائے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب صوبیدار خان مندوخیل : جناب میرا ایک point ہے۔ میں ایک چھوٹی سی بات کروں گا۔ حافظ صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ---

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: صوبیدار صاحب! آپ نے point of order ہی اٹھانا ہے تو میرے خیال میں اگر آپ کا نام لسٹ میں ہے تو you can make a speech later.

جناب صوبیدار خان مندوخیل: جناب یہ بڑا ضروری ہے۔ میں سمجھتا ہوں میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ کا نام اگر لسٹ میں ہے تو آپ اس وقت یہ point raise کر سکتے ہیں۔

جناب صوبیدار خان مندوخیل: سر یہ اس وقت تقریر کر رہے تھے، میں مناسب نہیں سمجھتا تھا کہ ٹوکوں۔ جناب بات یہ ہے کہ ہمارے والد صاحب نے 1942 میں مسلم لیگ join کی۔ آج ۷ اکتوبر، ۱۹۹۸ ہے۔ آج تک کوئی ثابت کر دے کہ ہماری فیملی، ظریف خان میرا کزن ہے، میرا بھتیجا ہے، وزیر ہے ----

حافظ فضل محمد: میں نے نام نہیں لیا۔

جناب صوبیدار خان مندوخیل: نہیں نام نہیں لیا لیکن آپ نے سب کو بتایا۔ یہاں پر بھی بہت سے لوگ ہیں جو مسلم لیگ میں ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: صوبیدار صاحب! آپ ایسے کریں کہ جب آپ کی باری آئیگی، آپ personal explanation پر ہیں، تو آپ اپنی تقریر کے دوران کر لیں۔ میرے خیال میں اس سلسلے کو interrupt نہ کریں۔

جناب صوبیدار خان مندوخیل: جناب یہ جھگڑا نہیں ہے۔ صرف چونکہ ہم بلوچستان کے رہنے والے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ہو گیا جی۔ Thank you very much, please take your seat. invite Khawaja Qutabuddin Sahib to take the floor now. You have only ten minutes.

خواجہ قطب الدین: بہت شکریہ چیئرمین صاحب۔ پچھلی sitting میں لیڈر آف دی اپوزیشن نے بڑی لمبی تقریر کی جس کو ہمارے Law Minister خالد انور صاحب نے بہت ہی

effectively reply کیا۔ میرے خیال میں Leader of the Opposition mere rhetorics پر اپنی arguments base کئے ہوئے تھے اور ان کی investigation بھی one-sided تھی۔ تو میں پہلے ان کی تقریر کے تین چار points جو کہ basic nature کے ہیں ان کے بارے میں کچھ کہنا چاہوں گا تاکہ ریکارڈ درست ہو سکے۔ مجھے حیرانی ہے کہ یہ speech کرتے وقت یا speech prepare کرتے وقت انہوں نے اپنے ارکان سے consult کیوں نہیں کیا۔

صفدر عباسی صاحب ہماری Standing Committee on Finance کے چیئرمین ہیں اور ابھی حال ہی میں یہ گاڑیوں کا معاملہ اس کمیٹی میں thread bare discuss ہوا۔ وہاں یہ الزام لگایا گیا تھا کہ بڑی گاڑیوں پر ڈیوٹیاں reduce کی گئیں تاکہ نواز شریف کے کسی خاص دوست کو فائدہ پہنچایا جائے۔ اور اس دوران کتنی گاڑیاں آئیں یہ information CBR سے مانگی گئی۔ CBR کے لوگ سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے تو نام نہیں لیا لیکن میں نے اس وقت کہا کہ آپ انہیں صاف صاف بتائیے کہ سیف الرحمٰن صاحب نے کوئی گاڑیاں import کیں during this time.

جناب، میں یہ عرض کروں کہ اس وقت جو information ملی، اس کے باوجود میں CBR گیا اور وہاں سے further reconfirm کر کے آیا ہوں کہ بجٹ یعنی on 12-6-1998 duties were reduced to 125% and on 23-7-1998 duty was revised vide SRO No.838-I/98, dated 23-7-1998, 100 % regulatory duty was imposed. During this period, it was alleged and all the political leaders also thought that during this period Mr. Saifur Rehman must have imported a lot of cars. But during this intervening period , Mr. Chairman, only 30 cars of 800 CC and above were imported, only 30 cars. Out of that, 23 were used and 7 were new cars. There was not a single BMW improted during this period and perhaps you must have heard when the honourable Law Minister Khalid Anwar was making a point of explanation here on behalf of Saifur Rehman that Hadi Hussain Ahmed also made this allegation that a case has been filed against him in the court. So, I think the Leader of the Opposition owes an apology to Senator Mr. Saifur Rehman.

The second point which I would like to mention here is about the wealth and wealth tax and income tax of the Prime Minister.

جناب اس میں وہ قانونی aspects دکھائے گئے جن میں دکھایا گیا کہ Prime Minister انکم ٹیکس ادا نہیں کرتے جبکہ honourable Leader of the Opposition کو یہ معلوم ہے کہ wealth tax and income tax جب اگر

you are allowed a straight line deductions but nevertheless I would like to put on record certain figures which will clearly prove that Prime Minister has not been evading income tax. 1992-93 Assessment Year i.e. 1993-94 total wealth assessed of Mian Muhammad Nawaz Sharif, the Prime Minister of Paksitan was six crores, fifty one lacs, eighty thousand four hundred and twenty one. Then in 1996-97, total wealth was assessed as 3 crores, 14 lacs , 86 thousand , 4 hundred and ten.

جناب یہاں Subsequently, in 1997-98, it was assessed as 1 crore 66 lacs and 206.

ایک اور بات بتا تا چلوں کہ

the Prime Minister has resigned from all the directorships of the companies and he only has some shareholdings and a very small agricultural income. He is not a big land holder.

یہ جو assets میں question آتا ہے کہ آخر یہ expenses کہاں سے چلائے ہوں گے۔

These reductions in the wealth tax clearly shows that some of his expenses were met by reducing the assets that he had and further more , Mr.Chairman, it is a joint family. In the joint family system , some expenses are shared by some members of the family and some expenses are shared by the other members of the family.

اور shareholdings کے اوپر جو income ہے وہ withholding tax کے سلسلے میں at source کٹ جاتی ہے اور وہیں جمع ہو جاتی ہے۔' agriculture income جو انہوں نے بتائی تھی وہ بڑی meagre about 90,000 or so.

So, I would like to state here that by misrepresenting the facts , by quoting only a

few figures the Leader of the Opposition tried to put before this House and before the entire nation that the Prime Minister is trying to evade tax. But the figures that I have quoted now , can clearly show that he has not been evading tax or he has not been filing any wrong returns and this already the Law Minister has pointed out that criminal cases were instituted against him and they have been quashed by the High Court.

The third improtant deviation which the Leader of the Opposition made in his speech was about the import of scrap. He said that during the Budget the duties were lowered and then after that the Ittefaq Group was given a chance to import scrap and thereafter, after having imported the scrap the duty was raised and in this process, by this raising and lowering of duty, the Ittefaq Group benefitted to the tune of 350 crores.

جناب یہ figures جو انہوں نے دیئے ' یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ یہ figures کہاں سے لے کر آتے ہیں جو کہ rate of duty انہوں نے mention کیا تھا کہ 45% سے 25% کی گئی وہ تو غلط ہے - لیکن اگر اس حساب سے بھی لے لوں 25% basis پر تو ڈیڑھ ہزار سے اوپر کی LC ہو گی - I don't think anybody must have imported scrap of that much amount اور ان کی اطلاع کے لئے عرض یہ ہے کہ آج میں نے مزید CBR سے reconfirm کیا that this Ittefaq Foundary is inoperational since June 6th and since then it has now been handed over to the courts کہ بھئی وہ اپنے debt settle کریں-

These facts should also be corrected and the Leader of Opposition if he gets time later on then he should at least be frank to commit that he made a mistake and he should correct himself on this account.

چوتھا پوائنٹ جو میں آپ کے سامنے کہنا چاہتا ہوں جو بڑے emphasis کے ساتھ کیا گیا کہ dcfaulter ' جناب یہ بڑی old story ہے - لیڈر آف دی اپوزیشن نے کہا کہ یہ پاکستان کے سب سے بڑے defaulters ہیں - اور پھر لاء منسٹر نے اس کو بڑا carefully explain کیا -

میں تھوڑا سا اس کے اوپر اور جتانا چاہتا ہوں کہ یہ سٹوری 89ء سے چلتی ہے ۔ 89-90ء سے ۔ جوناتھن کا قصہ سب کو معلوم ہے ۔ لوگ کہتے ہیں public memory is short میں یہ سمجھتا تھا کہ public memory is short, کہ public memory is not short, that now I also feel that they don't remember what the People's Party did in that time in that tenure.

1989-90 دنیا نے دیکھا کہ ایک جوناتھن جہاز سکریپ کا جو اتفاق گروپ نے منگوایا ۔ اس کو سال بھر باہر کھڑا رکھا ۔ for no rhym or reason فاؤنڈری کو بند کرادیا گیا ۔ ہزاروں آدمی بیروزگار ہوئے ۔ کوشش یہ کی گئی کہ اس گروپ کو اقتصادی طور پر مار دیا جائے ۔ لیکن ہوا کیا کہ وہ counter productive ہوا ۔ اور ان کو اس سے کوئی political mileage نہیں ملا ۔ ان کے لیڈران کے اوپر سب لوگوں نے بہت criticism کیا ۔ یہ چیز انہوں نے جو کی وہ بہت غلط تھی ۔ جب next time یہ power میں آئے ، تو ان کو advise کیا گیا کہ آپ جوناتھن جیسے طریقے اختیار نہ کریں ۔ اگر جوناتھن جیسے طریقے اختیار کریں گے تو شاید ان کو سیاسی فائدہ مل جائے ۔ اور اب جبکہ آپکے سامنے بیان کیا گیا تھا کہ 1994ء تک اتفاق گروپ defaulter نہیں تھا they were repaying the loans properly, the interest properly, suddenly ان کا working capital requirement روک دیا گیا سارے بنکس کو خاموشی سے instructions دیئے گئے کہ روک دیا جائے اور اس طریقے سے اس پورے گروپ کو default کی situation میں لے گئے ۔ لیکن یہ بات بھی چھپی نہیں رہی ۔ اور یہ بات بھی سامنے آئی ۔ لیکن جو important چیز ہے جو کہ لاء منسٹر نے بڑی تفصیل سے بیان کیا ۔ Sir, important چیز یہ ہے کہ یہ Prime Minister ہوتے ہوئے اپنے demurrages claim کرسکتے تھے ، اور جو ان کو law allow کرتا ان کے تحت اپنے آپ کو بچا سکتے تھے ۔ لیکن انہوں نے یہ کام نہیں کیا ۔ انہوں نے پاکستان کی تاریخ میں ایک مثال قائم کی ۔ چونکہ اس ملک میں ایک مہم جاری ہے کہ loan defaulters یا جو بھی defaulters ہیں ان سے loan collect کیا جائے ۔ so he as a matter of example انہوں نے اپنے پورے assets حوالے کئے ۔ اور یہ کہا کہ اگر یہ کم ہوئے liabilities سے تو Directors ان کو report کریں گے ۔ Sir, very quickly on the Observer's report اگر آپ اس کو carefully دیکھیں تو اس آبزرور نے خود لکھا ہے that it is a police report as seen by 'The Observer' and you can see the weakness, the weaknesses are there which

لیکن میں آپ کو اسی motives and linkages کے بارے have been already pointed out میں بتانا چاہتا ہوں ۔ انہی کے ایک ممبر نے جو ہمارے دوست ہیں کہا کہ دیکھا ہم نے کیسے آپ کی attention divert کی ہے ۔ بے نظیر اور آصف زرداری کے گناہوں کی گٹھڑی کی طرف سے آپ کی توجہ ہم نے ہٹائی ہے ۔ آپ اب لگے ہوئے ہیں اپنی صفائی پیش کرنے میں ۔ میں نے کہا ہم ڈرتے نہیں ہیں ، ہم اپنی صفائی بھی پیش کریں گے ، ہم debate بھی کریں گے۔ چونکہ یہ ایک healthy چیز ہے آپ نے الزام لگایا ۔ and let the people know, what is right and what is wrong یہ جو سارے الزام انہوں نے لگائے ہیں جناب چیئرمین' یہ بہت پرانے ہیں ۔ 1994ء میں اور پھر 1996ء میں ایک بڑے ڈرامائی انداز میں بے نظیر بھٹو نے اس کو vax کیا ۔ اور جولائی میں پرنٹ ہوا next again it was contradicted next day and the same things are being repeated again and again. جناب اس کے اندر میں آپ کو فائل بتانا چاہتا ہوں کہ یہ جتنی بھی جو چیزیں کی جا رہی ہیں یہ پاکستان کو اس وقت destabilize کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور پیپلز پارٹی is becoming and the other people are becoming a part of this conspiracy to destabilize Pakistan at a time when we need unity and when we need more cooperation from every corner.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ اچھا thank you very much Khawaja sahib جی ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ صاحب ۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ۔ جناب چیئرمین صاحب! میں آپ کا مشکور ہوں آپ کا شکر گزار ہوں ۔ میں ایک ادنیٰ سیاسی کارکن ہوں اور ویسے بھی عوامی طبقے سے تعلق رکھتا ہوں ۔ تو کوشش کرتا ہوں لوگوں کی بات کریں ۔ کرپشن تو اس ملک میں rampant ہے ۔ وہ ایسی ہے کہ اب اس کا جتنا بھی ذکر کیا جائے کم ہے ۔ میرا خیال ہے کہ ابھی تو اس بحث کا اثر بھی نہیں پڑ رہا ہے اب تو عادی ہو چکے ہیں بحیثیت قوم کے ۔ کرپشن ہمارے ہاں کوئی گناہ نہیں ہے ۔اب جھوٹ ہے' plunder ہے ' ڈاکہ ہے یعنی چودہ کروڑ عوام کو فاقہ کشی پر مجبور کرنے کی پالیسیاں ہیں ۔ یعنی اب عجیب صورتحال ہے جس کے بارے میں' میں تو یہ کہوں گا کہ یہ جو دو بڑی پارٹیاں ہیں ، کم و بیش کچھ باہر ہیں ممکن ہے ، اس ملک کے سارے سرمایہ دار ، جاگیردار'

اور big بیوروکریٹس یہ سب کسی نہ کسی حوالے سے ان میں جمع ہیں ۔ پہلے سنتے تھے جی کہ بائیس خاندان، مجھے یاد پڑتا ہے مرحوم ایوب خان کے زمانے میں بائیس خاندان مشہور ہوئے، پھر پینتیس پھر پچاس ابھی کہتے ہیں پانچ ہزار خاندان تو یہ ایک عجیب و غریب سلسلہ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کا علاج بھی اس ملک کے چودہ کروڑ عوام کے پاس ہے اور یہ جو ہم اسمبلیوں میں آتے ہیں تو ہم ان کے جذبات کی ترجمانی نہیں کرتے ہیں ۔ کرنا تو چاہیے اور اس کے لیے ہم آتے ہیں ۔ مگر چونکہ ہمیں اپنا طبقہ عزیز ہے ۔ میرے جیسے ایک آدھ کارکن آتے ہیں تو ان بیچاروں کی آواز کی کوئی اہمیت نہیں ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ جناب چیئرمین صاحب ! یہ جو ہم نمائندگی کرنے یہاں آتے ہیں یہ بہت بڑا اعزاز ہے ۔ چودہ کروڑ عوام کی طرف سے یہ بہت بڑا اعزاز ہے کہ دو سو سترہ قومی اسمبلی کے ممبر اور ستاسی سینٹ کے ممبر ہیں آپ اس پر غور کریں کہ یہ بہت بڑا اعزاز ہے پورے چودہ کروڑ میں سے ہم یہ چند سو آدمی جو ہیں وہ اس اعزاز کے مالک بنتے ہیں ۔ میری نظر میں چاہے گورنمنٹ کی طرف سے ہوں یا اپوزیشن کی طرف سے سب کے لیے بڑا اعزاز ہے لیکن ہم اس کی قدر نہیں کرتے ۔ ہم یہاں آتے ہیں کاروبار کے لیے، بزنس کے لیے تجارت کرتے ہیں پیسا بناتے ہیں ۔

اب یہ عام بات ہے ہمارے جیسے کارکنوں کو بھی کہا جاتا ہے کہ آپ کیسے سیاست کریں گے بغیر دولت کے بغیر پیسہ کے۔ یعنی سرمایہ دولت جو ہے وہ سیاست کے لیے ضروری ہے کردار moral values اس کی کوئی اہمیت نہیں ۔ ہمارا سسٹم جو ہے وہ rotten ہے کرپٹ ہے اور inefficient ہے کسی کام کا نہیں، کوئی اس میں چیک اینڈ بیلنس نہیں ہے ۔ جمہوریت کے نام پر آتے ہیں اور جمہوریت کا مذاق اڑاتے ہیں ۔ چودہ کروڑ عوام کے نمائندے بن کر آتے ہیں ۔ ان کو دونوں ہاتھوں سے لوٹتے ہیں ۔ ان کا خون پی جاتے ہیں تو یہ سوائے دکھاوے کے اور کچھ نہیں ہے اور پارلیمنٹ کی بات کرتے ہیں اور sovereignty کی بات کرتے ہیں ۔ پارلیمنٹ sovereign ہے اور اس کی دھجیاں اڑاتے ہیں پندرہویں ترمیم لا کر ۔ یا اور دوسری اس طرح کی ترامیم لا کر تو سمجھ میں بات اس طرح سے آتی ہے کہ یہ ایک گورکھ دھندہ ہے ۔ کچھ یہاں آتے ہیں بیٹھ جاتے ہیں کچھ پھر ادھر جا کر بیٹھ جاتے ہیں ۔ حقیقت یہ ہے کہ اپوزیشن کی سائیڈ ہو یا گورنمنٹ کا سائیڈ ہو کرپشن میں یہ سب ملوث ہیں ۔ اور کرپشن سے یہ باہر نہیں ہیں ۔ جس طرح اگر آپ مچھلی کو پانی سے نکال دیں تو وہ تڑپتی ہے ۔ تو اگر ان کو آپ

کرپشن سے ہٹائیں گے ناں تو یہ بھی بالکل تڑپ کر سیاست بھی نہیں کریں گے کیونکہ خدمت کے جذبے سے تو یہ آتے نہیں ہیں ۔ یہ جاہ و جلال ، شان و شوکت اور لوٹ مار کی غرض سے آتے ہیں اور یہ جو ایک خاص حکمران طبقہ ہے میں اس کو کہتا ہوں کہ سرمایہ دار ، جاگیر دار big بیوروکریٹس اور drug barons ہیں یہ ایک اور بھی آ گیا ہے عذاب ڈرگ کے حوالے سے اور گن بیرن ۔

اب یہ سارا ایک گورکھ دھندہ ہے چل رہا ہے ۔ کچھ اس بینچ پہ آ جاتے ہیں کچھ اس بینچ پر آ جاتے ہیں اور ہمارے جیسے چھوٹے موٹے intellectuals جو ہیں ناں ہم بھی خانہ پری کے لیے ان کے پیچھے لگ جاتے ہیں ۔ کوئی معتبری مل جائے کوئی Senatorship مل جائے کوئی قومی اسمبلی کی نمائندگی مل جائے ۔ یہ جو دانشور مڈل کلاس لوئر کلاس ہے ہم ان کی خوشامد کے لیے تیار ہو جاتے ہیں ۔ اور اس طرف توجہ نہیں دیتے کہ اب تو اس ملک میں سچی بات تو یہ ہے جناب چیئرمین صاحب! کہ کچھ باقی نہیں رہا اب تو ہم آ کے انتہائی تباہ کن حالات میں پہنچ چکے ہیں ۔ لیکن رحم نہیں آتا ، ابھی بھی ہمیں رحم نہیں آتا اور جتنے بھی سکینڈلز ہیں ، دیکھیں جناب یہ اسکینڈلز ایسے ہی نہیں ہوتے ہیں ، چاہے وہ پاک لینڈ کا سکینڈل ہو ، سرے محل کا سکینڈل ہو یا اور بے شمار ہیں مجھے نام بھی نہیں آتے ہیں ، اتنے زیادہ ہیں ، پنجاب کوآپریٹو بنک کا سکینڈل ہو یا scrap کا جو مشہور ہے ، scrap تو ایسا ہاتھی ہے کہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا ۔ ہمارے بلوچستان میں جناب ایک بڑی ship breaking industry تھی ، آپ یقین کریں اس scrap کے کاروبار نے اس کو ہڑپ کر لیا۔ وہ سارے ہزاروں کارکن بے روز گار ہیں ۔ ہزاروں کارکن ، آپ یقین کریں جناب ، اور جو چھوٹے موٹے ہمارے جیسے غریب لوگ تھے وہ تفتان سے کوئی کام کرتے تھے scraps کا ایران کے ذریعے سنٹرل ایشیاء سے۔ تفتان بلوچستان کا بارڈر ہے ، وہ بھی ختم ہو گیا۔ یہ تو مشہور ہے آپ بھی دیکھتے ہیں ۔

دیکھیں ناں صاحب یہ جو over night راتوں رات لوگ کروڑ پتی ، ارب پتی بن گئے ہیں ، یہ کیسے بنے یا spoon fed industry میں جسے کہتا ہوں ، یہ کیسے ارب پتی بنے ، یہ تو عام باتیں ہیں ۔ ان کو تو سب سمجھتے ہیں ۔ اب جناب والا! یہ کس کی سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ اگر ایک آدمی کی تنخواہ دس ہزار ہے اور وہ کئی محلات کا مالک ہو ، کئی بنگلوں کا مالک ہو یا ایک آدمی جس کے پاس پہلے کچھ نہیں تھا وہ سرمایہ دار بھی بن گیا ، جاگیر دار بھی بن گیا ۔ ہمارے

ملک میں یہ مثالیں ملتی ہیں کہ لوگ ایک ہی وقت میں سرمایہ دار بھی ہیں اور جاگیر دار بھی ہیں ۔ نئے جاگیر دار اسے کہتے ہیں new entrants in feudal set up. جاگیرداری کو کم کرنے کی بجائے ، ختم کرنے کی بجائے اب ہمارے ہاں یہ ٹرینڈ چل پڑا ہے کہ اگر آپ سرمایہ دار ہیں تو جاگیر بھی رکھ لیں تاکہ بڑے بڑے فارم ہوں ' یہ ہوں ' وہ ہوں ۔ تو یہ ایک عجیب سلسلہ ہے سرمایہ دار یہاں جاگیر دار بننے کی کوشش کر رہا ہے ' جاگیر دار سرمایہ داری کی طرف آ رہا ہے ۔

تو مطلب یہ ہے کہ یہ ایک ملی بھگت ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ملی بھگت کی وجہ سے ملک کا وقار مجروح ہو رہا ہے ' ملک کی آزادی مجروح ہو رہی ہے اور اگر یہ ملی بھگت نہیں ہے حکمران طبقے کی تو میں یقین سے کہتا ہوں کہ پاکستان کوئی غریب ملک نہیں ہے ۔ اس کے پاس بے شمار وسائل ہیں ۔ مگر ان ظالموں نے ہمارے ہاتھ پاؤں باندھ کر یعنی چودہ کروڑ عوام کے ہاتھ پاؤں باندھ کر ، زنجیروں میں جکڑ کر ہمیں ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف کے حوالے کر دیا ہے۔ آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک جیسا چاہے ہمارے ساتھ سلوک کرے۔ تمام دنیا کے سرمایہ دار ممالک کے ہم محتاج ہیں ۔ کبھی جی سیون کی طرف دیکھتے ہیں ، کبھی جی-ایٹ کی طرف دیکھتے ہیں اور ان کی طرف ہماری نظریں لگی ہوئی ہیں ۔وہ اپنی شرائط پر ہمیں قرضے دیتے ہیں اور اس پر ہم وقت گزارتے ہیں ۔ ہمارے ملک میں کسی بھی چیز کی کمی نہیں ہے' نہ یہاں پٹرول کی کمی ہے' نہ یہاں گیس کی کمی ہے' نہ معدنی وسائل کی' نہ زرعی وسائل کی اور لوگ بھی محنتی ہیں ' چودہ کروڑ لوگ محنت کرتے ہیں' ہمارے پاکستانی باہر جاتے ہیں ' لاکھوں کروڑوں روپے کماتے ہیں' دن رات محنت کرتے ہیں ' پاکستانی لوگ بھی محنتی ہیں مگر یہ حکمران جو ہمارے ہیں یہ سبحان اللہ ہیں۔ ان کو اللہ معاف کرے ۔ ان کو تو یہ بھی احساس نہیں ہے کہ خدا کے بندو ! جس ملک کے بل بوتے پر ، جس ملک کی وجہ سے آپ کروڑ پتی' ارب پتی بنے ہیں اس کا تو خیال رکھو ۔ اس کا جو احترام ہے ' وہ کرو اور اس سے محبت کرو ' اس سے پیار کرو ، جس کی وجہ سے آپ ارب پتی بن گئے ہیں ۔ آپ کے لندن کے فلیٹ اور امریکہ میں جو بنک بیلنس ہیں یا آپ کے وہاں پر بڑے بڑے فارم ہیں یا آپ کے ڈالرز ہیں یا پاؤنڈز ہیں ' وہ بھی بابا اس ملک کی برکت سے ہیں ۔ اس کی تو آپ خیر مانگیں ۔ یہ ایسے ظالم ہیں ' یہ کہتے ہیں کہ ہمیں اس کے خیر کی ضرورت نہیں ہے اور جب کوئی مسئلہ ہو گیا تو ہم شفٹ ہو جائیں گے ۔ بڑے بڑے ان سب نے خاندانی کارڈ رکھے ہوئے ہیں ' ویزہ ' پتا نہیں کیا بلا ہے ' وہ سب کا سب پہلے سے ہے ۔ ویزہ ہے '

کارڈ ہے اور جب ضرورت ہوئی وہ چلے جائیں گے ۔ اور وہ گئے ہوئے ہیں بچوں کے ساتھ ، سب فیملی کے ساتھ ۔ تو بابا آپ تو چلے جائیں گے ، ہم کہاں جائیں گے جو غریب لوگ ہیں ۔ ہمارے جیسے غریب لوگ ، چودہ کروڑ عوام جو میں نے پہلے عرض کیا ، مہنگائی ، بے روزگاری کی وجہ سے تڑپ رہے ہیں اور وہ یہ مہنگے بل ، بجلی کا ہو یا گیس کا ، ان کے لئے عذاب بنا ہوا ہے ، نہیں دے سکتے ہیں ۔ جس کی تنخواہ پندرہ سو ہے ، دو ہزار ہے ، وہ کیا کرے گا یا ایک آدمی جس کی بیس ہزار آمدنی ہے ، پندرہ ہزار ہے ، وہ کس طرح سے زندگی گزارے گا ، یہ احساس نہیں ہے ۔ یہ آپس کی ملی بھگت ہے ۔ یہ کیوں نہیں کہتے ہیں کہ ایک آزاد احتساب کا ادارہ ہو ، ایک فل احتساب کمیشن ہو ، تمام ججز پر مشتمل ہو ، چاہے اپوزیشن ہو ، گورنمنٹ ہو ، سب کا احتساب کرے ۔ یہ اس کے لئے قطعاً تیار نہیں ہیں حالانکہ اقتدار میں بھی آتے ہیں ۔ ۸۸ میں فرض کرو پیپلز پارٹی اقتدار میں تھی تو اس کا فرض تھا کہ وہ اس طرح کا ایک احتساب کرتی ۔ چاہے گورنمنٹ ہے ، چاہے اپوزیشن۔ یہ عجیب منطق ہے ہمارے ملک کے اندر اگر آپ سرکاری کرسی پر بیٹھ گئے ہیں تو آپ ولی اللہ بن گئے۔ وہ جیسے ہوتا ہے ناں بلی نو سو چوہے کھا کر حج پر چلی گئی ۔ بس سرکاری بچ پر آگئے ، بس ختم ۔ گولڈ اور گن کی پالیسی ابھی تک جاری ہے ۔

جناب پیسہ سے سیاستدان کو براہ راست کرپٹ کیا جاتا ہے ، سیاست دانوں کو خریدا جاتا ہے اور کوئی حکومتی مشینری ٹھیک ہو تو ہم اس کو بھی کہتے ہیں کہ اس کو جلدی خراب کرو ۔ اس کو کوئی موٹر کا لالچ دو ، گاڑی کا لالچ دو ، پلاٹ کی الاٹمنٹ کا لالچ دو تاکہ اس کو بھی پکڑ لو ۔ تاکہ یہ بھی ہمارا خادم ہو جائے ۔ اب تو بڑے طبقے کے لوگ آپس میں شادیاں اور رشتہ داریاں کرتے ہیں ۔ ایک عجیب و غریب صورتحال ہے ، جس سے سارا ملک پریشان ہے اور مشکلات سے دو چار ہے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کا علاج صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ ایک آزاد اور غیر جانبدار ، خود مختار احتساب کمیشن ہو ، مستقل ایک ادارہ ہو ۔ یہاں تو اداروں کو نہیں چھوڑتے ۔ اداروں کے بغیر کیسے نظام ٹھیک ہوگا ۔ پارلیمنٹ ایک ادارہ ہے ۔ ہم اس کا احترام نہیں کرتے ۔ اس کو ہم نے ربڑسٹیمپ بنایا ہوا ہے۔ عدلیہ ایک مقدس ادارہ ہے ۔ ہم اس کا بھی احترام نہیں کرتے ہیں ۔ عدلیہ پر حملے کر دیتے ہیں۔ اپوزیشن میں ہوتے ہیں تو عدلیہ کی تعریف اور حکومت میں ہوتے ہیں تو وہی عدلیہ ہمارے لئے نا قابل برداشت ہو جاتی ہے ۔ پریس کی آزادی ، اپوزیشن میں ہوتے ہیں تو کہتے ہیں ٹھیک ہے ، اگر حکومت میں ہوں تو اس پریس کے لئے وبال جان بن جاتے ہیں ۔ اس

کی آزادی کو کچلنے کی کوشش کرتے ہیں - مالیاتی اداروں کو ہم نے تباہ کر دیا ہے - بنک ہم نے لوٹ لیے ہیں -بنکوں میں اربوں روپیہ غریب عوام کا ہے اور اس کا کوئی حساب و کتاب نہیں ہے - پنجاب کواپریٹو بنک سکینڈل ہے ، خدا جانتا ہے دکھ ہوتا ہے - اس میں بیواؤں اور ریٹائرڈ چھوٹے سول و فوجی ملازمین کے پیسے تھے - سب دنیا کو معلوم ہے - آپ سڑک پر جائیں، لوگ کہتے ہیں موجودہ حکمران پنجاب کواپریٹو بنک سیکنڈل میں مشہور ہیں - یہ کوئی ڈھکی چھپی باتیں تو نہیں ہیں -

جناب والا! اس طرح کی صورتحال سے ہم ملک کو دو چار کر رہے ہیں - یہ اس لئے نہیں کرتے ہیں کہ ایک دوسرے پر پردہ ڈالتے ہیں - یہ بڑی پارٹیاں ، بڑی جماعتیں احتساب کے لئے بالکل تیار نہیں ہیں - اگر احتساب ہو گا تو یہ اس سلسلے سے چلے جائیں گے - یہ لوگ سیاست میں رہ نہیں سکیں گے - لوگوں سے بھی حقائق چھپاتے ہیں ، عوام سے بھی چھپاتے ہیں ، پارلیمنٹ سے بھی چھپاتے ہیں - کوئی اس کے لئے تیار نہیں ہے - ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں - ملی بھگت ہے ، نورا کشتی ہے اور کچھ نہیں ہے - جب یہ سیکنڈلز آ جاتے ہیں تو ایک قسم کی حکومت کی خصتی کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور مجھے یاد پڑتا ہے کہ پچھلی دفعہ سرے محل کا سیکنڈل تھا اور ابھی پارک لین کا سیکنڈل آ گیا ہے تو ابھی آپ دیکھیں گے کہ اب یہ اس حکومت کا بوریا بستر بھی آہستہ آہستہ گول ہونے کی طرف جا رہا ہے - یہ سارے عجیب لوگ ہیں - میری سمجھ میں نہیں آتا - ان کی عوام سے کوئی commitment نہیں ہے ،ملک اور عوام کو تو ایسا سمجھتے ہیں کہ یہ ان کے لئے بالکل کسی اہمیت کے حامل ہی نہیں ہیں- جب اس سرزمین کے لوگوں کا ، عوام کا ، جس کے بل بوتے پر یہ لوگ منتخب ہو کر آتے ہیں ، وزیراعظم بنتے ہیں ، پارلیمنٹیرین بنتے ہیں ، صدر بنتے ہیں - آپ کو یہ اعزاز ملتا ہے - جب آپ ان کا احترام نہیں کریں گے ، اگر آپ ان سے وفا نہیں کریں گے تو آپ کس سے وفا کریں گے -

یہ ایک حقیقت ہے، بڑے دکھ کی بات ہے ، درد کی بات ہے کہ جناب چیئرمین صاحب !یہاں اس کا کوئی احساس نظر نہیں آ رہا ہے اوز اس طرح کے سیکنڈلز جو ہیں وہ پورے ملک کی بدنامی کا باعث بن رہے ہیں - اس میں ہم سب کی عزت اور وقار شامل ہے اور یہ جو کرپشن کے سیکنڈلز ہیں ہم تمام 14 کروڑ عوام اس کی وجہ سے بدنام ہو رہے ہیں - ہم یہ جانتے ہیں کہ کسی ملک کے اندر کرپشن کو مکمل ختم نہیں کیا جا سکتا -امریکہ ، انڈیا ، ، برٹن ،فرانس ، جاپان جیسے

ترقی یافتہ ممالک میں بھی کرپشن ہے مگر جتنی لوٹ مار ، ڈاکہ زنی یہاں ہو رہی ہے ۔ آپ کو دنیا کے کسی خطے میں نظر نہیں آئے گی اور پھر کمال کی بات یہ ہے ۔ جو اقتدار اور حکومت میں ہیں ، حکمرانوں کی سرپرستی میں یہ سب کچھ ہو رہا ہے ۔ کمال کی بات یہ ہے ۔ Rule of Law نام کی کوئی چیز نہیں ہے ۔ حکمران سب کو پروٹیکشن دیتے ہیں ۔ حکمران طبقہ ایک گینگ بنا ہوا ہے یعنی ایک gang of looters, gang of usurpers انہوں نے یہ سارا ایک جال پھیلایا ہوا ہے ۔ یہاں تک کہ یہ جو الیکشن کمیشن ہے اس کو یہ کیوں بااختیار نہیں بناتے ہیں ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر الیکشن کمیشن با اختیار ہو گا تو حساب و کتاب ہو گا ۔ آپ کو تو کوئی مالیاتی اختیار نہیں ۔ برائے نام ہیں ۔ جناب چیئرمین صاحب! یہ سب کے علم میں ہے کہ یہ جو قومی اسمبلی یا صوبائی ممبر کے لئے 5 یا 10 لاکھ خرچہ ہوتا ہے ۔ لوگ دو دو یا تین تین کروڑ خرچ کرکے آ جاتے ہیں ۔ میں نے کبھی نہیں سنا کہ کسی کی اس بات پر باز پرس ہو ۔ disqualify ہوا ہو ۔ کوئی بھی نہیں پوچھتا ۔ کہتے ہیں جیسے بھی آیا ہے ٹھیک آیا ہے ۔ یہاں تو لوگ اسمبلی میں کروڑوں روپے خرچ کرکے آ جاتے ہیں ۔ وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ جناب ہم اسمبلی میں پیسہ خرچ کر کے آئے ہیں تو ہمیں پیسہ بنانا ہے ، مال بنانا ہے ، دولت بنانی ہے ۔ اس طرح سے اخلاقی قدریں ختم ، انسانی قدریں ختم تو یہ جب انسانی قدریں ختم ہو جائیں گی ،قومی قدریں ختم ہو جائیں گی تو پھر ہم عوام کو کیا منہ دکھائیں گے ۔

یہاں تو صورتحال ایسی ہے کہ یہاں سب آتے ہیں ۔ بہتی گنگا میں ہاتھ دھو لو یعنی یہاں آؤ اور ملک کو لوٹو ، آؤ ملک کو لوٹو۔ جو گینگ آتا ہے وہ لوٹ کر چلا جاتا ہے، پھر دوسرا گینگ آتا ہے اور عوام بے حد پریشان ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ عوام میں سیاسی شعور نہیں ہے۔ ہمارے جو working people ہیں ، محنت کش عوام ہیں ، دانشور ہیں ، جو اس ملک کو قیادت دے سکتا ہے وہ آگے نہیں آ رہا، دانشور طبقہ اپنا رول ادا نہیں کر رہا ہے ۔ اس لئے ہم ان سرمایہ داروں اور جاگیر داروں کے محتاج ہیں ، جو ہمیں انگلیوں پر نچاتے ہیں۔ تو جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت کچھ ہو چکا ہے میں بڑے درد سے یہ کہتا ہوں کہ اب یہ ملک جو ہے اتنے بڑے لوٹ اور plunder کا متحمل نہیں ہو سکتا، یہ بند کرو، جو بھی حکمران طبقہ ہے اس پر سوچو، اس ملک کو مزید بربادی اور تباہی کی طرف نہ لیجاؤ، آپ اس حد تک لیجا رہے ہیں کہ شاید اس گھڑے سے ہم نکل نہ سکیں۔ ایسا ظالمانہ اور لوٹ plunder کا جو سلسلہ ہے اس کو اب یہ ملک برداشت نہیں

کرسکتا، کوئی بھی، جو زی شعور شہری ہے وہ اس کا ساتھ نہیں دے سکتا۔ خدا کا علم ہے کہ واپڈا جیسا ایک منافع بخش ادارہ سخت خسارے میں ہے، جناب اندازہ کریں 52 ارب روپے کا مقروض ہے، ریلوے جیسا منافع بخش ادارہ خسارے میں ہے جبکہ کھچا کھچ trains بھری ہوئی ہوتی ہیں، یہ حکمران بتائیں کہ اس ریلوے میں یہ خسارہ کہاں سے آیا، وہاں پر جگہ نہیں ملتی، سٹیں بھری ہوئی ہیں، مسافروں کے compartment میں دوسو کے قریب لوگ بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ یہ حکمران بتائیں کہ یہ پیسہ کہاں جاتا ہے۔ سٹیل مل جیسا منافع بخش ادارہ اس ملک میں بغیر منافع کے ہے۔ جناب والا! نیشنل شپنگ کارپوریشن جیسا۔ مجھے ایک بھی بتائیں کہ اس ملک میں کوئی صحتمند ادارہ رہ گیا ہے۔ کوئی autonomous ادارہ، PIA جیسا ادارہ، غضب خدا کا PIA کا بھٹہ بیٹھ گیا ہے، PIA جیسا ادارہ جو پاکستان میں sole authority ہے جس کے ساتھ کوئی مقابلہ نہیں ہے، اکیلا ادارہ ہے وہ بھی خسارے میں ہے۔ یہ میری سمجھ سے بالا تر ہے کہ تمام مالیاتی ادارے خسارے میں ہیں، جتنی investement ہے خسارے میں ہے، آخر یہ کیا ہے، یہ کس طرف لیجا رہے ہیں، یہ کیا بتانا چاہتے ہیں۔ دیکھیں یہ کوئی بات نہیں ہے کہ آپ ایک دوسرے پر ذمہ داری ڈال دیں، وہ اس پر ڈال دیتا ہے، وہ دوسرے پر ڈال دیتا ہے۔ یہ جو وکالتی بحث ہے اس کی ضرورت نہیں ہے، حقائق کی طرف آؤ، وکلاء والی بحث ختم کرو، اصول کی بات کرو، اس ملک کی sovereignty کی بات کرو، اس کی آزادی اور خودمختاری کی بات کرو، انسانوں کی طرح اس ملک کو چلاؤ۔ کم از کم آپ کی کوئی commitment ہو، وفاق کے نام پر وحدانی طرز حکومت، جمہوریت کے نام پر غیر جمہوری حربے، عوام کے ساتھ احتساب اور عوام کی لوٹی ہوئی دولت۔ کب تک ہم یہ نغمے سنتے رہیں گے کہ پاکستان کے عوام کی لوٹی ہوئی دولت کو آپ بیرون ممالک سے واپس لائیں گے، آپ صرف قصے سناتے ہیں، آپ نے کہا اس ملک میں بنکوں کا دوسو ارب روپیہ بڑے بڑے لوگوں پر ہے، ایک کا نام نہیں سنا۔ جناب والا! عجیب نظام ہے، یہ بنکوں کا پیسہ آپ کب وصول کریں گے۔ ملک کی جو بند industries ہیں ان کو آپ کب چلائیں گے۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ یہ جو سارے ادارے مفلوج ہو کر رہ گئے ہیں آپ ان کو تباہ کر رہے ہیں۔ مجھے بتائیں کہ دنیا کا کوئی ملک بغیر اداروں کے چل سکتا ہے۔ پارلیمنٹ ختم، عدلیہ ختم، انتظامیہ ختم تو پھر کس طرح سے آپ ملک کو چلائیں گے۔ پریس پر آپ کی پابندیاں ہیں، آپ ان پر ڈنڈے برسا رہے ہیں یا دھمکیاں دے رہے ہیں۔ کس طرح سے یہ ملک چلے گا۔

جناب والا! یہ ایک ایسی نازک صورتحال ہے جو بدترین، معاشی اور قومی بحران سے دوچار ہے جس کا حل صرف اور صرف یہاں کے چودہ کروڑ عوام کے پاس ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس ملک کے حکمران طبقے میں یہ صلاحیت ہے کہ وہ اس ملک کو اس دلدل سے نکالیں گے، یہ انارکی کی طرف بڑھ رہے ہیں، sami انارکی تقریباً تقریباً ہو چکی ہے۔ لوگ فاقہ کشی کر رہے ہیں، لوگ مر رہے ہیں، لوگ بے روزگار ہیں، لوگ مہنگائی کے تلے دبے جا رہے ہیں۔ جو بڑے لوگ ہیں، جو سرمایہ دار لوگ ہیں ان کے 20,20 ائرکنڈیشن ہیں، ان کے کارخانے چلتے ہیں، ان کے لئے کوئی بجلی اور ٹیلیفون کا بل نہیں ہے اور غریب چھوٹا ملازم یا غریب کاشتکار یا عام شہری مزدور جو ہے اس کا بل پندرہ سو آ جاتا ہے، جن کے دس دس لاکھ بیس بیس لاکھ بل ہیں ان کو کوئی نہیں پوچھتا۔ چھوٹے قرضدار 40 ہزار روپیہ والے کو جیل میں ڈالو اور جس پر 4 کروڑ، 10 کروڑ ہے، 20 کروڑ ہے اس کا نام مت لو۔ آپ اس طرح کا یہ دقیانوسی نظام چلائیں گے، کب تک آپ اس ملک کو اس طرح سے یرغمال رکھیں گے۔ چیئرمین صاحب جیسے میں نے عرض کیا آج دنیا ہمارے اوپر ہنس رہی ہے، آج ہمارے ملک پر اس حکمران طبقہ کی وجہ سے جگ ہنسائی ہو رہی ہے۔ خدا کے لئے رحم کرو اس ملک کے اوپر تاکہ جگ ہنسائی ہمارے اوپر ختم ہو۔ آج دیکھیں انڈیا نے بھی دھماکے کئے ہیں مگر ان کے پاس کشکول نہیں ہے۔ آپ کشکول لئے پھرتے ہیں۔ آپ دروازے تلاش کرتے رہتے ہیں۔ جناب آپ حیران ہوں گے لوگوں نے لطیفے بنائے ہوئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ کلنٹن کے ساتھ جاکر بات ہوئی۔ وہاں بھی ۲۵ فیصد اس کیس پر بات ہوئی ہے۔ قصے اور لطیفے، چاہے ان میں حقائق نہ ہوں۔ لوگوں نے حکمرانوں کی بے شمار لوٹ اور plunder کے بارے میں واقعات، قصے اور لطیفے بنائے ہوئے ہیں۔ تو جناب یہاں پر سب کچھ ہو رہا ہے۔ صرف عوام کے لئے کچھ نہیں ہو رہا ہے۔ ملک کے لئے کچھ نہیں ہو رہا ہے۔ ملک کی اقتصادی حالت کو بہتر بنانے کے لئے کچھ نہیں ہو رہا ہے۔ باقی سب کچھ ہو رہا ہے۔ سوائے ۱۴ کروڑ عوام کے جو نظر انداز ہیں، جن کو گھٹاٹوپ اندھیرے میں رکھا ہے، جو ظلم، استحصال اور تشدد کا شکار ہیں، خوشحالی کے راستے صرف امیر لوگوں پر کھلے ہیں۔ سب کچھ چند خاندان ہڑپ کر جائیں اور ان سے کوئی پوچھنے والا ہی نہ ہو۔ چیک اینڈ بیلنس ہی نہ ہو۔ ایک چلا جاتا ہے تو دوسرا آ جاتا ہے۔

جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک کے عوام کے لئے یہ حالات تباہ کن ہیں۔ اس

سارے خطے کے لئے تباہ کن ہیں۔ ہمیں تمام داخلی پالیسی کو بدلنا ہوگا۔ خارجہ پالیسی کو بدلنا ہوگا۔ ایک واضح اور بااختیار الیکشن کمیشن اور بااختیار احتساب کمیشن چاہیئے جو غیر جانبدار ججوں پر مشتمل ہو ، جو سب کا احتساب کرے چھوٹے سے لیکر بڑے تک۔ جو عام شہری سے لے کر وزیراعظم تک، صدر تک سب کا احتساب کرے۔ تب تو چیک اینڈ بیلنس ہوگا۔ آپ اداروں کو مضبوط بنائیں۔ موجودہ حکومت سے مجھے یہ بڑا گلہ ہے کہ اس نے آتے ہی اداروں کو تباہ کرنے کی کوشش کی۔ بیوروکریسی کو ہتھکڑیاں لگائیں۔ اس سے وہ لوگ ناراض ہو گئے۔ عدلیہ کے اوپر حملے کرائے تو وہ بھی ناراض ہو گئے اور پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ اب پارلیمنٹ پر وار کر رہے ہیں ۱۵ ویں ترمیم کے ذریعے۔ پارلیمنٹ زندہ ہے، سینٹ والے اس کی روک تھام کریں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ڈاکٹر صاحب ، آپ wind up کریں۔ میرے خیال میں آپ نے ۲۰ منٹ لے لئے۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ: جناب چیئرمین! ابھی میرے ۵ منٹ باقی ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ کو میں نے ۱۲ بجکر ۴۰ منٹ پر فلور دیا تھا اور اس وقت ایک بج رہا ہے۔ تو میرے خیال میں آپ کے ۲۰ منٹ ہو چکے ہیں۔ اس کے بعد ایک بجکر ۱۵ منٹ پر اذان ہوگی تو اس طرف سے ہم ایک سپیکر لے سکیں گے۔ آپ ایک بات کرسکیں گے لیکن زیادہ ٹائم اس لئے نہ لیں کہ اس طرف کے لئے ہمارے پاس کم از کم ۱۰ منٹ باقی ہوں۔ If you both agree because the 'Azaan' probably will be at 1.15. تو ادھر سے بھی we have to take up a speaker from this side or we have to adjourn it.

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ: جناب چیئرمین! اگر آپ مجھے ۵ منٹ دیں گے تو میں ختم کرتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ان کو ختم کرنے دیں۔ Let him finish. ان کے ۲ منٹ باقی ہیں۔ میں نے ویسے ہی ان کو مطلع کر دیا ہے۔ تو پلیز ڈاکٹر صاحب وائینڈ اپ کریں۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ: جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں۔ جیسے آپ کا حکم ہو ، میں اس کو وائینڈ اپ کرتا ہوں۔ میں عرض کر رہا تھا کہ ملک کے اندر have اور have not کے درمیان جو گیپ ہے یہ گیپ روز بروز بڑھتا جا رہا ہے۔ اس کا حل ہمیں تلاش کرنا ہوگا۔ ان

تمام مشکلات کا سدباب میں اس میں سمجھتا ہوں کہ ملک کے اندر اداروں کو مضبوط کیا جائے۔ پارلیمانی ادارے ہیں۔ عدلیہ یا انتظامیہ ہے یا پریس جو چوتھے ستون کے طور پر ہے، یہ ادارے مضبوط ہوں۔ مالیاتی اداروں کو اپنا کام کرنے دیا جائے۔ کوئی مداخلت ان میں نہ ہو۔ بغیر اداروں کے جو سلسلہ چل رہا ہے یہ تباہی اور بربادی کے سوا کچھ نہیں۔ یہ شخصی طرز کی جو حکومتیں ہیں ان کو ختم ہو جانا چاہیئے۔ شخصی انداز سے حکمرانی نہیں کرنی چاہیئے۔ بلکہ حکمرانی کا انداز اجتماعی ہو۔ جب پارٹیوں کے اندر جمہوریت نہیں ہوگی، پارٹی سسٹم نہیں ہوگا، پارلیمانی سسٹم اداروں جیسے کام نہیں کرے گا، جب ہماری اجتماعی قیادت نہیں ہوگی، اجتماعی سوچ نہیں ہوگی، اجتماعی طور پر ہم اپنے مسائل حل نہیں کریں گے اور اجتماعی سوچ نہیں اپنائیں گے، ہم اس ملک کو اس دلدل سے نہیں نکال سکتے۔ یہ ممکن نہیں ہے کسی ایک جماعت کے لئے کہ وہ اکیلے اس ملک کو اس دلدل سے نکال سکے۔ حزب اقتدار ہو یا حزب اختلاف، دونوں کو ملک کے مفاد میں اجتماعی طور پر مل جل کر پالیسی بنانی ہوگی۔ وہ پالیسی ٹھیک نہیں ہوگی جو صرف یک طرفہ ہو۔ اگر پالیسی دو طرفہ ہو۔ دونوں مل کر قومی مفاد میں پالیسی بنائیں گے۔ بے شک ہر ایک کا حق ہے کہ وہ اپنی ترجیحات پر عمل کرے لیکن اگر وہ قومی معاملات میں اور سیاسی معاملات میں اور معاشی معاملات میں، امن و امان کے مسئلے میں، روز گار کے مسئلے میں، مہنگائی کے مسئلے میں اور رولز آف لاء کے مسئلے میں، اداروں کو مضبوط کرنے کے مسئلے میں اگر وہ اپوزیشن کو اعتماد میں لیں تو اس سے حکومت کا وقار بڑھے گا تو گزارش یہ ہے کہ سارے گناہ بند کرو۔ پہلے بہت کئے ہیں، اتنے گناہ ہیں کہ ہم اس کا وزن نہیں اٹھا سکتے۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : شکریہ جناب ڈاکٹر صاحب۔ آپ تشریف رکھیں۔

(مداخلت)

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ : ان کو چھپنے کی جگہ بھی نہیں ملے گی۔ حکمرانوں سن لو!

(مداخلت)

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : بس اب آپ ختم کریں۔ Please take your seat.

Raja Sahib, just a moment, let us take a decision first. We are only left with, I think, ten minutes and probably then we have to adjourn the House.

تو یہاں سے لون صاحب کی باری ہوگی، تو آپ ابھی speech کرنا چاہیں گے یا پچھلے وقت پر، اور آپ یہ بھی فیصلہ کر لیں کہ شام کو پانچ بجے تک ایڈجرن کر لیں۔

راجہ محمد ظفر الحق : شام کو کر لیں۔ ایک تقریر کروالیں اس کے بعد ختم کر دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : ایک تقریر مشکل سے ہوگی اور پھر انہیں اذان کے درمیان interrupt کرنا ہوگا۔

راجہ محمد ظفر الحق : کوئی بات نہیں ایک تقریر اگر ہو جائے تو اچھا ہے۔

(مداخلت)

جناب پریذائڈنگ آفیسر : خواجہ صاحب ایک سیکنڈ - Masood Kausar Sahib.

Yes, Masood Kausar Sahib.

Syed Masood Kausar : Thank you very much. I did not want to ....

Mr. Presiding Officer : Is it a Point of Order or ..

Syed Masood Kausar : Sir, I just want to bring to your notice a very urgent, very serious and important matter. A month ago, about 15 or 20 political workers belonging to Pakistan Peoples Party, who were outside the gate of the Ehtesab Bench of Lahore High Court, Rawalpindi, they were raising slogans against the government and they were arrested by the police. The police has registered the case against them. They have been charged with so many sections, but what is really regrettable is that they have also charged them under the Anti-terrorist Act and the only reason for charging them under Anti-terrorist Act was that they can not be bailed out. Sir, today they were being produced before the Trial Court and they were brought in shackles.

میں سمجھتا ہوں جناب والا! اس ملک میں جبکہ سینٹ کا اجلاس چل رہا ہے، نیشنل اسمبلی کا اجلاس چل رہا ہے، ہم شریعت اور قانون کی بالادستی کی بات کر رہے ہیں، سیاسی کارکنوں کو

بیڑیوں میں لانا عدالت میں اور ان پر اس قسم کا ظلم کرنا میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ انسانیت کی بھی توہین ہے اور اس جمہوری نظام کی بھی توہین ہے جس نظام میں ہم آج یہ تقاریر کر رہے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر آئندہ بیڑیاں پہنائی گئیں تو کم از کم میں اس وقت تک اس ہاؤس میں نہیں آؤں گا جب تک کہ ان کو fair trial نہ دیا جائے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : شکریہ مسعود کوثر صاحب۔

We hold your point of view, and the government at an appropriate time will respond. I will ask Khawaja Sahib.

Mian Raza Rabbani : Sir, this is related to this.

Mr. Presiding Officer: Raza Rabbani Sahib, let me ask you one thing . We are deviating from the Agenda. In fact, you see, we were requested to make speeches.

Mian Raza Rabbani: Sir, we are making those speeches.

لیکن یہاں پر سیاسی کارکنوں کو بیڑیوں میں لایا جا رہا ہے - یہ کوئی ایسا آسان مسئلہ نہیں ہے۔ اگر آپ مجھے ایک منٹ دیں تو میں آپ سے عرض کروں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : جی۔

میاں رضا ربانی : یہ مسئلہ پچھلے سیشن میں اٹھا تھا ، اور یہ سینیٹر مسعود کوثر صاحب نے بھی اٹھایا تھا ، میں نے بھی اٹھایا تھا - میں آپ کے توسط سے یہ گزارش کروں گا کہ سیشن شام کو ہے ، وہ انٹیریئر منسٹر سے بات کر لیں - انٹیریئر منسٹر نے اس وقت کہا اس ہاؤس میں کہ میں نے پنجاب کے ہوم سیکرٹری کو طلب کیا ہے اور یہ بات ہم برداشت نہیں کریں گے کہ ان پر Anti-terrorist Act لگے کیونکہ انہوں نے جو رپورٹ منگوائی تھی اس رپورٹ میں یہ بات بالکل واضح تھی کہ ان demonstrators کے پاس نہ تو کوئی بندوق تھی ، نہ کوئی پستول تھا ، نہ کوئی ڈنڈا تھا - وہ صرف نعرے بازی کر رہے تھے انہوں نے کہا تھا کہ یہ بات غلط ہے - یہ ہاؤس میں انہوں نے جمعہ کو سٹیٹمنٹ دی تھی - اور انہوں نے مجھے یہ کہا تھا کہ اگر ہاؤس آج ختم ہوگیا تو میں آپ کو Monday کو بتا دوں گا اور Anti-Terrorist Act کی جو دفعہ ہے اس کو ختم کر

دیا جائے گا ۔ Anti-Terrorist Act کی دفعہ کو ختم کیا جائے ۔ اگر حکومت یہ سمجھتی ہے کہ وہ کارکنوں کو بیڑیاں پہنا کر اس ریلے کو دبا سکتے ہیں جو ان کے خلاف عوامی ریلا اٹھ رہا ہے ، تو ہم انہیں بتانا چاہتے ہیں کہ اپوزیشن کی سیاسی پارٹیوں کی یہ تاریخ رہی ہے کہ انہوں نے بیڑیاں تو کجا ، انہوں نے پھانسی کے پھندوں کو بھی چوما ہے۔ گورنمنٹ اگر یہ سمجھتی ہے -----

(مداخلت)

Mr. Presiding Officer: I think, the government has heard your point of view.

Mian Raza Rabbani: Sir, this is an outrage. This is a total violation of all fundamental rights provided for under the Constitution. When our people put in fetters, you kindly look at the Jail Manuals.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ کی بات اور ان کی بات ہم نے سن لی ہے۔

Mian Raza Rabbani: Sir, under the Jail Manuals, only a dangerous criminal, a man who is under trial for more than one murder cases is to be put under fetters and here political workers are put under fetters.

Mr. Presiding Officer: Thank you very much Raza Rabbani Sahib.

Mian Raza Rabbani: Sir, I would kindly request you to ask Raja Sahib to talk to the Interior Minister and in the evening make his statement on this issue.

Mr. Presiding Officer: Certainly I will. Exactly if you permit me.

راجہ صاحب چونکہ ان دونوں نے یہ شکایت کی ہے تو if you could kindly... یا ابھی آپ ان کو جواب دے سکتے ہیں

or if you could just reply them in the evening session. Let the Minister reply. Please take your seat.

Raja Mohammad Zafarul Haq: Sir, I will contact the Interior Minister or the authorities and then I will be able to reply.

Mr. Presiding Officer: Is the Minister in Islamabad or would he be coming in the evening session.

Raja Muhammad Zafarul Haq: I do not know.

Mr. Presiding Officer: Right.

تو آپ ایسا کریں کہ کل تک اگر ان کو بلوالیں۔

(Interruption)

راجہ محمد ظفر الحق: اگر شام تک مجھے اطلاع مل جاتی ہے تو میں شام کو بتا دوں گا ورنہ کل۔

Mr. Presiding Officer: Thank you very much. The House adjourned till 5.00 P.M.

(The House then adjourned to meet again today at 5 O'clock in the evening, the 7th October, 1998)

(The House reassembled at 6.15 P.M. with Mr. Presiding Officer (Mr. Anwar Kamal Khan Marwat)

Mr. Presiding Officer: Thank you very much, I am grateful. I think we start the debate now and I give the floor to Mr. Afzal Lone.

خواجہ قطب الدین: جناب میرے خیال میں پہلے تلاوت کرادیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میرے خیال میں دوسرے حصے میں تلاوت normally

نہیں ہوتی ہے۔ This is exactly what I asked them. اور میں نے ان سے پوچھا تھا۔

خواجہ قطب الدین: جناب آپ نے جب سیشن ختم ہو رہا تھا تو مجھے recognize کیا تھا لیکن اس وقت اذان ہوگئی تھی۔ اگر اجازت دیں تو میں ایک منٹ میں عرض کردوں۔

ایک معزز رکن: جناب کورم پورا نہیں ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ٹھیک ہے جی، پھر آپ ذرا بیل دیں۔

(اس موقع پر کورم پورا نہ ہونے کی وجہ سے ہاؤس میں گھنٹی بجائی گئی)

Mr. Presiding Officer: Is the quorum complete now? Yes, Khawaja Qutubuddin Sahib.

Khawaja Qutubuddin: Sir, I just want to complete the figures on the wealth tax that I had stated earlier in my speech. I just want to state that from 1993 to 1997 Mian Nawaz Sharif paid 40 lacs as wealth tax, and No.2, in only one year, that is, 1993, his family paid a wealth tax of approximately one crore fifty lac and till 1993, Mr. Chairman, when the Ittefaq group was very viable, they were contributing approximately five million rupees in various taxes to the national exchequer, whereas the national exchequer was contributing perhaps a bigger amountto the, it offers Peoples Party and their leader. This is what I wanted to complete. Thank you, sir.

Mr. Presiding Officer: Now, I give the floor to Afzal Lone Sahib.

Mr. Justice (Retd.) Muhammad Afzal Lone: *Bismillah-ir-Rehman-ir-Rahim.* Mr. Chairman, I shall try to confine to myself.

Mr. Presiding Officer: You have only ten minutes.

Mr. Justice (Retd.) Muhammad Afzal Lone: I shall try to confine myself only to the allegations appearing in the weekly "Observer". It has

been widely debated that these allegations are rested on a report prepared by Rehman Malik. The paper itself has not made any investigation into the veracity of these allegations. It appears to be that these allegations are part of a campaign of vilification launched against the Prime Minister and to destablize the present Government. This campaign is lending a helping hand to a broader conspiracy to destabilize Pakistan. While I refer to a campaign of vilification, I am pursuaded to refer to another report, false report, which originated from Bilawal House. It was eluded to and published in the daily "DAWN" of 12th September, 1997. According to this report, there was a firm by the name of Chaudhrian Trading Company in New York in which allegedly the kick backs and the commissions were deposited in an account in Citibank. Now, the "DAWN" made an investigation and all these allegations were proved untrue and false. There was no firm by the name of Chaudhrian Trading Company and there was no such account as particularised in the report. These were all mere allegations.

My submission is, has the weekly Observer made some investigations? The allegations against the Prime Minister and his family members would have been unearthed undoubtedly as untrue. Now in the Press appeared another report by way of Press statement made by General Naseerullah Babar. The allegations were against me that I was instrumental in the declaration that the banking tribunal in which the cases of Ittefaq family were pending, were illegal. So, this is wholly untrue. I retired from the Judiciary on 3rd of July, 1993 and thereafter I had no concern with it. In fact the declaration referred to by him was rendered by a full bench of Lahore High Court in a consolidated judgement which disposed of almost 100 writ petitions and this judgement was authored even by the Supreme Court.

Mr. Chairman, for weighing the veracity and trustworthiness of a document, it is not inapt to look into the character , the antecedents and the trustworthiness of the author of that document. The author of the report which is the basis of the publication is Rehman Malik and it has already been discussed in the House that he is involved in a number of criminal cases. Departmental enquiries of corruption are also pending against him and these disciplinary proceedings were commenced against him during the period of the interim Government. While he was in office with the blessings of the high ups in the Peoples Party , he managed to involve Mian Nawaz Sharif and his family members, in almost 200 civil and criminal cases. Two of such cases were registered vide FIR No.12 and 13 both of 1994 and the allegations levelled against the family in those FIRs are exactly the same as form part of the allegation embodied in the report of Rehman Malik, these were that, they indulged in money laundering through Defence Dollar Bearing Certificates and transaction with the bank of Oman. That fake accounts in foreign exchange were opened in the name of Suleman Zia and other persons which were transferred to the account of Kashif Masood Qazi and others and on the basis of these accounts loan was advanced to the Hudabia Paper Mills and Hudabia Engineering Company. Now these allegations were investigated by the FIA and during investigation just to harass the family members of the Prime Minister , his father was arrested, his brother Shahbaz was arrested, his younger brother Mian Abbas was arrested, Humza Shahbaz was arrested and they were lodged in the jails for a period of about five / six months. They challenged the registeration of the criminal cases through writ petitions in the High Court which were accepted somewhere in May, 1997 and the registration of the criminal cases against them was declared by the High Court as sheer misuse of

power and a *mala fide* exercise of the powers vesting in the FIA, these criminal cases were quashed.

My submission is that in every judicial system , in every civilized society there is a principle , the basic principle is that when a matter has undergone some exercise and reaches a particular stage finally is attached to these proceedings. Perhaps this principle is not acceptable to the other side. Allegations were levelled which were proved untrue. These are again levelled and these are proved again untrue and they keep on repeating those allegations again and again. Similar is the case with the flats said to be owned by Mian Nawaz Sharif in London. The Senator Aitzaz Ahsan, the Leader of the Opposition has raised a certain enquiry regarding those flats, I will say and I will say emphatically the answer is to be found in the debate and the speech delivered by a person no less than Mian Rabbani. I will refer to the report, just two lines, to refresh their memory, so that these allegations are again not repeated. Although this is a very faint hope. He says on the contrary sir, the back ground of this speech is that there were certain allegations of accusation of property abroad against Senator Zardari. He was trying to defend himself and unprove those allegations and to dilute the same. While making a speech in his favour he came to the point, on the contrary sir, I would like to bring to your notice that through you, I would like to bring to the notice of the House that there are two properties in London in which, and I am stating that this is a fact, that there are two properties in London, there are two flats in London which are under and have been under the occupation of Hussain Sharif who happens to be the son of the Leader of the Opposition. Now these properties are, then he particularizes the same. He further proceeds, these properties were purchased again in a similar manner, I don't say that they are in the name of the Leader of the

Opposition. I don't know why they are reacted? May be they are guilty conscious. Then he further says, now what is the nexus? None. Apart from the fact that the occupation is by the son of the Leader of the Opposition. But again, I am not saying that he has purchased the property. I emphasize, I repeat again that he has not purchased the property. Here is a crystal clear answer to the queries made by the Leader of the Opposition that the properties were not purchased by him, meaning thereby that he is not owner of the property.

Mr. Chairman, it was quite idle on his part to refer to the definition of the property as given in the Constitution or refer to the connotation of the term lease, as given in some of the judgements of the Supreme Court. The answer is to be found here and they need not repeat it again and again that the flats are owned by him. Now Mr. Chairman, I will come to the question of the default. The fact of the matter is that uptill June/July, 1993, their accounts were up-to-date. There was no default. What happens thereafter was that Mr. Chairman, you know well that in present economic system no financial institution or industry can survive without a bank help, without financing by the bank, instructions were given to the banks to stop the credit line to these industries. The credit was stopped and the opening of the letters of credit were refused. The result was that the generation of cash and flow of cash was adversely affected and that pose a difficulty for these companies to clear their liability towards the bank. Now they had filed suits against the banks for demages in which the question of default is subjudice. These suits Mr. Chairman, were filed not after taking over by Mian Nawaz Sharif but were filed when the Bibi was in power. Some of the suits were filed when there was interim government. Now these matters are subjudice and the question of default cannot be raised at this stage. Mr. Chairman, Section 284, sub-section (2) permits a debter

company to enter into a compromise, a sort of arrangement with the credit of bank and with the permission of the court formulate a scheme for clearance of the liabilities.

Now in this case an arrangement has been arrived at between the banks and the debter companies of Ittefaq Group. That arrangement has been reduced into writing and filed in the court and with the sanction of the court, with the permission of the court, the possession of the industries has been given to a committee formulated by the court. The assets of the companies virtually, technically and legally are in possession of the court and are beingmanaged. These properties shall be sold with the permission of the court. The liabilities of the company shall be determined by the court and the same properties shall be adjusted against those liabilities. If there is any shortfall that shall be fixed by the court and the shortfall shall be made by the Directors of the company whom securities are intact. If there is any shortfall and securities are adjusted, the shortall shall be met by the Directors.

Mr. Presiding Officer : Mr. Lone would you kindly wind up?

Mr. Justice (Retd.) Muhammad Afzal Lone : Just two minutes sir. Now I come to the question of the tax. The Leader of the Opposition has dubbed stately enough the Prime Minister as a tax evader. On what basis. They involved him in 200 cases. They remained in power for about 3 years, after the dissolution of their government under 58(2) B, they could have instituted another 12. The cases might have a figure 201 or 202 under the Tax Laws which were really in return. What happened in this case. The assessments of Ittefaq Group were closed. These assessments were made by the Income Tax Officer. He

raised certain liabilities . They filed appeal before the Apellet Commission of the Income Tax. He gave some relief.. Then after the period of 2 and half year in between there was an interim government and the Mohtarama has also been in power for about one and a half year and after two and a half year these cases were reopened. Now the matter is subjudice. How they can be considered to be a tax evader.

Mr. Presiding Officer : Please, I think.....

Mr. Justice (Retd.) Muhammad Afzal Lone: Just one minute. They have also criticised the President on the ground that he has not made an enquiry into, while the allegation was contained in the report of Mr. Rehman Malik. When the question of default, if subjudice in the court why should he make an enquiry? The question of taxes is subjudice in the court why should he make an enquiry, the question of money laundering has been adjudicated upon by the High Court Lahore, why do you think the President has to sit on judgement, on the orders of the High Court?

Mr. Presiding Officer: I am sorry, Please take your seat, I think we have little time. Thank you very much.

Syed Masood Kausar : Sir, I want to ...

(Interruption)

Mr. Presiding Officer : I think I gave you one minute earlier also. Let us stick to our agenda.

Syed Masood Kausar: Since I have not finished it. Since Interior Minister is in the House and earlier I raised a point of order to which.......

(Interruption)

Mr. Presiding Officer: Right, right, let me ask the Minister Sahib but you have still your agenda and I will certainly ask the Minister, but we are running short of time, you see, Interior Minister Sahib

انہوں نے کچھ فرمایا تھا ۔ If you could kindly just repeat your point which you said earlier.

سید مسعود کوثر : جناب یہ میں ابھی ان کو بات بتا دیتا ہوں کہ -----

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : آپ ذرا nutshell میں ان کو بتائیں جو آپ کی مدعا ہے ۔

سید مسعود کوثر : میں یہ بتانا چاہتا ہوں ۔ آپ ذرا مجھے بولنے دیں تو ٹائم save ہو جائے گا۔ جناب منسٹر صاحب کی اطلاع کے لئے ایک مہینہ پہلے جب محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ اور آصف علی زرداری کا کیس احتساب بنچ میں چل رہا تھا تو مین گیٹ کے باہر political workers نے اس حکومت کے خلاف نعرے لگائے۔ جس کے بعد ان کو arrest کیا گیا ۔ اور ان پر دیگر دفعات جو لگائی گئیں اس کے علاوہ ان پر دہشت گردی کی دفعہ بھی لگائی گئی۔ ایک مہینہ ہوگیا ہے وہ جیل میں ہیں اور آج ان کی تاریخ تھی ۔ آج ان کو جب پیش کیا گیا-----

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : آپ کا کہنے کا مطلب ہے کہ ان کو بیڑیاں پہنائی گئیں۔ This is actually what you want to say.

سید مسعود کوثر : جناب یہ بڑی important بات ہے اور آج ان گیارہ workers کو بیڑیوں میں لایا گیا۔ ایک تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر اپنے ضمیر سے بھی وزیر موصوف پوچھیں تو وہ کسی قسم کی دہشت گردی میں ملوث نہیں تھے۔ نہ ان کے خلاف FIR میں ایسی allegations ہیں، نہ ان میں ایسی کوئی بات ہے، نہ ہی ان سے کوئی recovery ہوئی ہے لیکن صرف ان پر دہشت گردی کی دفعہ اس لئے لگائی گئی ہے کہ اگر -----

Mr. Presiding Officer: I think the Minister has got your point and now Minister will respond.

چوہدری شجاعت حسین: جناب والا! اس سلسلہ میں، میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ کسی سیاسی worker کو اس طرح بیڑیاں نہیں لگانی چاہئیں، بہرحال اس سلسلہ میں، میں نے آج چیف منسٹر پنجاب سے بھی بات کی ہے یہاں آنے سے پہلے کیونکہ راجہ ظفر الحق صاحب نے مجھے فرمایا تھا کہ آپ ان سے بات کر کے آئیں۔ بیڑیوں کے سلسلہ میں انہیں بھی علم نہیں تھا کہ کس بناء پر انہیں بیڑیاں لگائی گئی ہیں۔ بہرحال اس کا پتا بھی کر لیں گے، لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر اس طرح کا کوئی واقعہ پیش آیا ہے یا کسی قانون کے تحت ان کو بیڑیاں لگائی گئی ہیں تو اس کو دیکھنا پڑے گا لیکن میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ یہ نہیں لگانی چاہئیے تھیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اگر آپ سمجھتے ہیں کہ یہ غیرضروری ہے so, you can always issue instructions to the provincial government.

چوہدری شجاعت حسین: جہاں تک ایکٹ کا تعلق ہے، اس سلسلہ میں بھی میں نے ان سے کہا ہے کہ یہ دیکھیں کہ اس جرم میں یہ ایکٹ لگتا تھا یا نہیں۔ تو ظاہر ہے کہ صوبائی حکومت اس سلسلہ میں ایک دو دن میں جواب دے گی اور میں کوشش کروں گا کہ اس کا کوئی نہ کوئی حل نکالا جائے۔

Mr. Presiding Officer: Thank you very much. Now we come back to the agenda. I give the floor to Mr. Shafqat Mehmood.

جناب شفقت محمود: جناب چیئرمین! شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب والا! پاکستان کے وزیراعظم کے خلاف انگلستان کے ایک انتہائی معتبر weekly میں اتنے شدید الزامات کا چھپنا کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے۔ یہ خاص طور پر اس لئے بھی معمولی واقعہ نہیں ہے کہ اگر آپ اس کو اس تناظر میں دیکھیں کہ پاکستانی عوام، پاکستان کے سیاستدانوں کو کافی دیر سے ایسی نظر سے دیکھ رہے ہیں کہ نہ صرف یہ کہ سیاستدان اپنا حق یا جو مینڈیٹ ان کو ملا ہے، اس کو پورا کرنے میں ناکام رہے ہیں، بلکہ سیاستدانوں پر یہ الزامات بھی ہیں کہ انہوں نے اس غریب، لاچار، اس تقریباً bankrupt ملک کو اس حد تک لوٹا ہے کہ اس میں کچھ چھوڑا نہیں ہے۔ تو اس تناظر

میں اتنے معتبر اخبار کا وزیراعظم پاکستان کے اوپر اس قسم کے شدید الزامات لگانا کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے۔ یہ بہت بڑا واقعہ ہے، یہ صرف سوچنے کی بات ہے۔ کچھ لوگوں کو چھینٹوں کی اتنی عادت پڑ گئی ہے، ان کو شاید کالک کی اتنی عادت پڑ گئی ہے کہ چند دھبے، چند چھینٹے، بلکہ آج صبح میرے دوست نے کہا کہ چند بالٹیاں، اگر ان پر اور بھی انڈیل دی جائیں تو ان کو اس چیز کی پرواہ نہیں ہو گی، لیکن یہ ایک بہت بڑا واقعہ ہے۔ اور حکومت کا جواب کیا ہے، حکومت کا جواب یہ ہے کہ دو طریقے سے اس کو rebut کرنے کی کوشش کی گئی، ایک طریقہ rebut کرنے کا یہ بنایا گیاہے کہ جی جس آدمی نے یہ رپورٹ دی ہے وہ آدمی اچھا نہیں ہے۔میں اس بحث میں نہیں جانا چاہتا کہ وہ اچھا آدمی ہے یا نہیں؟ وہ ایک علیحدہ بحث ہے، بات یہ ہے کہ ایک آدمی یا ایک ادارے نے ایک رپورٹ تیار کی اور اس رپورٹ میں وزیراعظم پاکستان کے اوپر شدید الزامات لگائے گئے ۔ وہ الزامات اس نوعیت کے تھے کہ ایک ایسے اخبار نے جس کو معلوم ہے کہ ضرورت پڑی تو ہمیں عدالتوں میں اس کا دفاع کرنا پڑے گا، انہوں نے اس کو چھاپا اور یہ کہتے ہیں کہ جی کیونکہ رحمٰن ملک اچھا آدمی نہیں ہے، اس لئے رپورٹ غلط ہے۔ بھئی رپورٹ غلط ہونے یا نہ ہونے کی بات نہیں ہے۔ بات یہ ہےکہ ایک بہت بڑے اخبار نے آپ پر الزام لگایا، آپ نے اس کو rebut کرنے کے لئے کیا کیا؟ آپ ملک میں سیاست کر رہے ہیں، آپ ملک کے اخبارات کے منہ بند کرنے کی کوشش کررہے ہیں، آپ خبروں پرسنسر لگانے کی کوشش کر رہے ہیں، آپ اس قسم کی چیزیں کروا رہے ہیں، اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ الزامات غلط ہیں۔ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ ان الزامات میں کوئی صداقت نہیں ہے، اگر آپ سمجھتے ہیں کہ یہ جائیدادیں، یہ bank account یہ لوٹ مار کا پیسہ باہر ہمارا نہیں ہے تو آپ اس اخبار کو برطانوی عدالتوں میں pursue کریں۔ ہم برطانوی عدالتوں کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں اور ہماری عدالتوں میں تو کئی دفعہ سالہا سال فیصلے نہیں ہوتے وہاں پر یہ صورتحال نہیں ہے ۔ اگر یہ اتنے innocent ہیں چیئرمین صاحب! اگر ان کے اتنے دامن صاف ہیں، اصل بات یہ ہے کہ دامن صاف نہیں ہیں، دل میں چور ہے، گھبراہٹ ہے اس لئے سیاست کے طور پر الزامات، بیانات کا سلسلہ تو جاری ہے۔ میں چیلنج کرتا ہوں، برطانوی عدالت میں جائیں اور وہاں برطانوی عدالت کا دروازہ کھٹکھٹائیں اور کہیں کہ "Sunday Observer" نے جھوٹ بولا ہے اور پھر برطانوی موقع دیں کہ وہ دودھ کا دودھ، پانی کا پانی کریں۔ پھر پتا لگ جائے گا، ہم کو بھی پتا لگے گا، پاکستانی عوام کو بھی پتا لگے

گے کہ پیسہ ہے یا نہیں ہے' یہ لوٹ مار ہے یا نہیں ہے' یہ مکان کس کے ہیں ' کیسے ہیں یہ سب کچھ پتا لگ جائے گا۔ اصل بات یہ ہے کہ میں اب کیا کہوں کہ عادتیں کچھ ایسی پڑ گئی ہیں کہ یہاں پر تو اگلے دن اتفاق کمپنی کے جو ڈائریکٹر صاحب تھے ان کا اخبار میں لمبا چوڑا بیان آیا اور اس میں بار بار انہوں نے یہ کہا اور مجھ سے پہلے جو معزز سینیٹرز صاحبان آئے وہ بھی یہ کہہ رہے تھے کہ جی پاکستان کی فلاں عدالت میں FIR No.52 چالان نمبر 53 کے اندر ایسے کر دیا' وہ کر دیا۔ اگر آپ کو اتنا ہی عدالتوں کا شوق ہے تو آپ برطانوی عدالت میں کیوں نہیں جاتے۔

اصل بات یہ ہے کہ یہاں تو اور حالات ہیں۔ یہاں تو کوآپریٹیو اداروں نے لوٹ مار کی۔ میں چیئرمین صاحب! آپ سے کہتا ہوں کہ چیف منسٹر پنجاب کے طور پر میاں نواز شریف ان کوآپریٹیو اداروں کا واحد حصہ تھے اور محافظ کی حیثیت سے ان کو زیب نہیں دیتا تھا کہ ان کوآپریٹیو اداروں سے تیس کروڑ یا چالیس کروڑ روپے قرضہ لے جائے ' 76 کروڑ جتنا بھی ہے اور اس کے بعد کیا ہوا جب غریب لوگوں ' بیواؤں اور بچوں کے پیسے لٹ گئے۔ ہمارے پاس یہ چیک موجود ہیں کہ ' راتوں رات مسلم کمرشل بینک سے تیس کروڑ روپیہ لے گئے۔ ایک دن loan application دی ہے' اسی دن loan sanction ہوا اور وہ تیس کروڑ روپیہ جمع کرا کے اور دامن جھاڑ دیا کہ اس سے ہمارا کیا تعلق ہے۔ اس کے بعد ایک کمیشن بنا دیا گیا اور اس کمیشن کو کہا گیا کہ اس کی آپ تحقیقات کریں اور ماشاء اللہ اس کمیشن نے کیا رپورٹ دی۔ یعنی کہ کوآپریٹیو اداروں کا نگہبان میاں نواز شریف ان سے قرضہ لینے والا میاں نواز شریف' ان کے قرضے ادا نہ کرنے والا نواز شریف اور کمیشن کیا کہتا ہے' کمیشن کہتا ہے کہ اصل میں یہ ادارے پیپلز پارٹی کی وجہ سے collapse ہوئے۔ خدا کا کوئی خوف نہ ان کو' نہ اس کمیشن کو خدا کا کوئی خوف تھا۔

کیا کہوں یہ عادتیں اس طرح خراب ہوئی ہیں اور پھر اس کمیشن کے جو چیئرمین تھے وہ یہاں پر بیٹھے ہیں میں اپنے معزز سینیٹر ساتھی کو کچھ زیادہ نہیں کہنا چاہتا لیکن اس کے بعد عادتیں ایسی پڑ گئی ہیں کہ کچھ جج جو ہیں ان کو صدر بنا دیا جاتا ہے' کچھ جج جو ہیں ان کو خدمات کے عوض اور بہت کچھ دے دیا جاتا ہے تو یہاں تو یہ عادتیں پڑی ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہم tax defaulter نہیں ہیں حالانکہ حقیقت ہے کہ اس وقت پاکستان کا سب سے بڑا tax defaulter جناب مولانا محمد نواز شریف ہیں لیکن عدالتوں کے stay order آئے ہیں' کیا ہے جی' stay order ہے۔ مولانا' اچھی بات ہے کوئی بری بات نہیں ہے کہ جی مولانا کہنا بری بات ہے' آپ

کے خیال میں مولانا کہنا بری بات ہے۔

Mr. Presiding Officer: No cross talk please. Please continue.

جناب شفقت محمود۔ کہ جناب والا! سب سے بڑے tax defaulter وہ کرتے کیا ہیں کہ عدالتوں سے stay order لے آئے ہیں۔ جناب یہ ملی بھگت ہے کہ عدالتوں کا stay order آئے ۔ تقریباً تین چار سو کروڑ روپیہ tax ادا کرنا ہے اور جناب stay order ہے۔ اس کے بعد کہتے ہیں ہم defaulter نہیں۔ ماشاء اللہ لگتا تھا کہ ہم ایک جج کے کورٹ روم میں بیٹھے فرمان سن رہے ہیں، بڑی لمبی چوڑی بات آج کی گئی کہ جی اصل میں tax defaulter نہیں تھے، اصل میں ایسا نہیں تھا، وہ ایسے تھا، دفعہ 53 اور شق فلاں اور چالان نمبر فلاں۔ جناب والا! میں آپ سے یہ پوچھتا ہوں کہ 1981ء میں جب میاں نواز شریف پنجاب کا وزیر خزانہ بنا، اتفاق فاؤنڈری ایک یونٹ تھا۔ اس کے بعد کیا ہوا ، اس کے بعد دیکھیں کس طرح بینکوں سے ایک کے بعد دوسرا، ایک بعد دوسرا ، ان کو لوٹا گیا۔ ان سے قرضے لئے گئے ۔ اس حد تک چیئرمین صاحب ! کہ جب 1990 میں میاں محمد نواز شریف صاحب وزیراعظم پاکستان بنے تو 1990 سے لے کر 1993 کے عرصے میں چودہ نئی فیکٹریاں لگائی گئیں ۔ چودہ نئی ملیں لگائی گئیں بنکوں سے قرضہ لے کر اور جب کسی نے کہا میاں صاحب کے والد کو ، اور جس نے کہا وہ بہت بڑا ایڈیٹر ہے اخبار کا اور مجھے اس نے خود بتایا کہ جب میں نے بڑے میاں صاحب کو کہا کہ ماشاء اللہ آپ کا بیٹا وزیراعظم پاکستان ہو گیا ہے ، آپ پر اور بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے تو آپ کیوں فیکٹریوں پر فیکٹریاں لگائے جا رہے ہیں کیونکہ خود آپ نگہبان ہیں ، آپ کے اپنے بنک ہیں ، ان سے پیسے لے کر آپ فیکٹریاں لگائے جا رہے ہیں تو میاں صاحب کا جواب یہ تھا کہ میرا پتر وزیراعظم ہو گیا تے میں کاروبار کرنا چھڈ دیاں ۔

میں آپ سے پوچھتا ہوں جناب ! کہ جب سات آٹھ سو کروڑ روپیہ آپ بنکوں سے قرضہ لیں گے تو اس کے بعد آپ کو ادا کرنے کے لئے 18% میں کتنا کمانا پڑے گا ۔ اصل بات یہ ہے کہ ڈیفالٹ اب نہیں ہوا ، ڈیفالٹ پہلے شروع ہو گیا تھا ۔ یہ غلط بتا رہے ہیں کہ ڈیفالٹ 1993 کے بعد شروع ہوا۔ اس کو کبھی engineered ڈیفالٹ کہتے ہیں ، کبھی کوئی ڈیفالٹ کہتے ہیں ۔ سب سے بڑے ٹیکس ڈیفالٹر ، سب سے بڑے قرضہ ڈیفالٹر تو خود ہیں ۔ اس کے بعد اس

ملک کو بے دردی کے ساتھ جس طرح لوٹا گیا ، صرف یلو کیب سکیم میں چیئرمین صاحب ، آج ہم ایک ایک پائی کو ترس رہے ہیں ، ایک ایک ڈالر کو ترس رہے ہیں ، صرف یلو کیب سکیم میں اس غریب ملک کا ایک ارب ڈالر ضائع ہوا ۔ ریکارڈ دیکھ لیں اور اس کے بعد یہ بھی ریکارڈ پر ہے کہ over invoicing کرکے وہی کار جس کی قیمت بنگلہ دیش اور باقی جگہوں پر 4ہزار ڈالر تھی اس کو ڈیڑھ ڈیڑھ ، دو دو ہزار ڈالر زائد کرکے منگوایا گیا ۔ اور اس میں سے ملائی اتار کر اپنی جیب میں ڈالی گئی ۔ تو نہ صرف یہ کہ اس غریب قوم کا ایک ارب روپیہ ڈوب گیا یلو کیب میں بلکہ اس میں سے ملائی اتار کے جیب میں ڈالی گئی ۔ اور اب اگلے دن کیا کیا ۔ کوئی دس دن پہلے کی بات ہے کہ یلو کیب والوں کو بلایا ، اچھا جناب آپ ٹیکس بھی نہ دیں ، آپ مارک اپ بھی نہ دیں ، ملتے ہی کہاں ہیں ، لوگوں نے رنگ کروا کر ٹیکسیوں کو کیا کچھ بنا دیا ہے ۔ اس ملک کا ایک ارب روپیہ گیا۔ نہ کوئی ٹیکسی نظر آتی ہے ، نہ کچھ نظر آتا ہے ۔

اسی طرح جناب موٹر وے بڑی خوبصورت ہے ۔ ایک ارب ڈالر اس غریب ملک کا اس پر ضائع کیا گیا اور اس کے بعد خبریں آئیں کہ جناب ڈائیو کمپنی کے ساتھ ماشاء اللہ کیا deals ہوئیں ، اس میں سے کیا کچھ کمایا گیا ۔ میں یہ چیلنج کرتا ہوں کہ یہاں ایسا بھی ہوا ہے ۔ مجھے ان لوگوں نے خود بتایا ہے جنہوں نے میاں نواز شریف کو ذاتی طور پر لاہور میں بلڈنگوں کے پرمٹ لینے کے لئے کیش پیسے دئیے ۔ کنٹریکٹرز نے ، ٹھیکیداروں نے میاں نواز شریف کے ہاتھ میں پیسے دئیے ۔(شیم شیم کی آوازیں) جناب یہ حال ہے کہ ہرقسم کی کرپشن کی ہے ، کیش لی ہے ، بنکوں کو لوٹا ہے ، ٹیکس نہیں دئیے اور اس کے بعد پیسہ لے کر باہر چلے گئے ہیں ۔ اب مجھے بتائیے یہ تو ان کا حال ہے اور ساتھ کہتے ہیں کہ ہم نے سو کروڑ روپیہ لگا دیا ہے رائے ونڈ میں ۔ خود کہتے ہیں کہ ہم نے اپنی جیب سے سو کروڑ روپیہ لگایا ہے رائے ونڈ میں ۔جناب والا ! یہ سو کروڑ کہاں سے آیا ۔ آپ نے تو بنکوں کا دینا ہے چودہ سو کروڑ روپیہ اور آپ کہتے ہیں کہ ہماری فیکٹری نہیں چل رہی ۔ اس کے بعد سرکار کا ستر کروڑ روپیہ آپ نے سڑکیں بنانے میں اور بجلی لیجانے میں اورگیس لے جانے میں خرچ کیا ۔

جناب والا ! آج ہم اس مقام تک پہنچے ہیں جہاں ہمارے پاس کچھ نہیں بچا ۔ میں کہتا ہوں کہ ہم ایسے نازک موڑ پر کھڑے ہیں کہ یہ وقت آپ کو یاد آئے گا ۔ یہ جو یہاں سارے بیٹھے ہیں ان سب کو بتا رہا ہوں ، آپ کو بھی یاد آئے گا یہ وقت، کیونکہ وقت آ رہا

ہے ، آپ لوگوں نے اس ملک کو وہاں پہنچا دیا ہے کہ عوام کے ہاتھ ہوں گے اور آپ کے گریبان ہوں گے کیونکہ آپ کے گریبانوں کے اندر لوٹی ہوئی دولت ٹھسی ہوئی ہے ۔ عوام آئیں گے اور آپ کے گریبان پکڑیں گے اور ان کے ساتھ اور بھی کئی لوگ ہوں گے ۔ اور پھر دیکھیں گے کہ آپ کے ساتھ کیا ہو رہا ہے ، وہ وقت آ رہا ہے ۔ اس لئے کہ یہ ملک مزید متحمل نہیں ہوسکتا ، جو اس ملک کے ساتھ ہو چکا ہے ۔ اب مزید ہم سانس لینے کے قابل بھی نہیں رہے ۔

اور یہ ہیں ان کے حالات اور یہ ہیں ان کے واقعات اور پھر کہتے ہیں کہ جناب رحمان ملک گندہ آدمی ہے ۔ کہتے ہیں کہ جو رپورٹ ہے Observer کی ، اس کے اندر کہا گیا ہے کہ میاں نواز شریف کے چھ بھائی ہیں حالانکہ میاں نواز شریف کے دو بھائی ہیں ۔ چھ بھائی ہیں یا دو بھائی ہیں ، انہوں نے آپ کو کہا ہے کہ آپ نے لوٹ مار کی ہے ، آپ اس کا جواب دیں ۔ آپ جائیں کورٹس کو بتائیں کہ یہ غلط ہے ۔ آپ نے جن کو وکیل کیا ہوا ہے ان کو بتائیں۔

جناب والا! ملک بہت مشکل حالات سے گزر رہا ہے صوبوں کا حال آپ کو پتا ہے، معیشت کی جو حالت ہے وہ آپ کو معلوم ہے جو بیرونی طور پر ہماری سلامتی کو خطرے ہیں وہ بھی آپ کو معلوم ہیں، ایسے حالات میں ہمیں ایسی لیڈر شپ چاہیئے تھی جس کو انگریزی میں کہتے ہیں Cezar's wife should be above suspicion میں تو کہتا ہوں کہ Cezar is not above suspicion, so when Cezar is not above suspicion تو ہم کس طرح آگے بڑھیں گے۔ عوام کہتے ہیں ہمارا وزیر اعظم +*** ہے، عوام کہتے ہیں ہماری لیڈرشپ +*** ہے ۔ جب یہ عوام کو کہتے ہیں کہ یہ فلاں فنڈ ہے اس میں قرضے دو تو وہ کیا کہتے ہیں، میں آپ کو بتا نہیں سکتا۔

(مداخلت)

جناب شفقت محمود۔ چوہدری صاحب، آپ کی حیثیت کا بھی ہمیں پتا ہے، ہم آپ کے ضلع سے ہیں ہمیں پتا ہے آپ کی کیا حیثیت ہے ، آپ کے پاس پہلے کیا تھا اور اب کیا ہے۔ اس لئے مجھے بات کرنے دیں ۔

(مداخلت)

+ (بحکم جناب پریذائیڈنگ آفیسر الفاظ (****) کاروائی سے حذف کئے گئے)

چوہدری شجاعت حسین۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے جب انہیں پیپلز پارٹی سے فارغ کیا گیا تھا تو نواز شریف کے چکر لگاتے تھے۔

جناب شفقت محمود۔ میں چکروں کے اوپر لعنت بھیجتا ہوں اور میں لعنت بھیجتا ہوں ان سب چیزوں کے اوپر اور جس نے اس ملک کا مال لوٹا ہے میں اس کے اوپر لعنت بھیجتا ہوں۔

(مداخلت)

Mr. Presiding Officer: Mr. Shafqat Mahmood please wind up. I gave you 15 minutes.

جناب شفقت محمود۔ میں کہتا ہوں کہ آپ سنیں کیونکہ پتا نہیں پھر آپ کو سننے کا موقع بھی ملے گا کہ نہیں ملے گا۔ اب یہ ملک اس قسم کی لیڈرشپ کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے وقت آ گیا ہے کہ ان کا بوریا بستر گول کیا جائے اور ایک ہی طریقہ ہو سکتا ہے چیئرمین صاحب! میری تجویز ہے کہ بیرون ملک کورٹس میں جائیں اور وہاں sue کریں اور اندرون ملک ایسا کمیشن بنائیں جس کے اوپر سب کو اعتماد ہو تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے ۔ شکریہ۔

Mr. Presiding Officer: Lone Sahib on a point of personal explanation.

Mr. Justice (Retd.) Muhammad Afzal Lone: Mr. Chairman, before joining the interim government the honourable Senator was a very very active member of Pakistan Peoples Party. He was a Senator. The report was submitted somewhere six years ago and after that the Peoples Party remained in power for a period of two and a half year. If the report was untrue, if it was not correct, it was open to them to reopen the case but instead of reopening it they acted upon the same. They implemented the report....

Mr. Presiding Officer: Alright, we got your point. Thank you very much.

(interruption).

Mr. Presiding Officer: Rabbani Sahib, Lone Sahib, please take your seats. Thank you very much. We are running short of time. Now I give the floor to Mr. Majid Sultan.

جناب ماجد سلطان خواجہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ پاکستان اس وقت بہت ہی مشکل حالات سے گزر رہا ہے۔ اسلام دشمن قوتیں اور پاکستان دشمن قوتیں پورے زور و شور سے لگی ہوئی ہیں کہ کسی طرح بھی اس ملک کو کمزور کیا جائے اور ایک منتخب حکومت جس کے پاس خدا کی مہربانی سے آج بہت بڑا مینڈیٹ ہے اس کو کسی طرح بھی destabilize کیا جائے۔

بات کی جا رہی ہے London "Observer" کی جو ایک ایسا اخبار ہے which is considered to be a very big lier. جناب اس کے بہت سارے جھوٹ ہیں، لیکن میں صرف ایک ہی جھوٹ یہاں بیان کروں گا جو کہ شاید ابھی ان سب کو یاد ہو اور وہ یہ ہے کہ ان کی accusation تھی کہ ہمارا ایک scientist اس ملک سے بھاگ گیا۔ ہمارے ایک Nuclear Scientist نے ملک سے بھاگ کر پناہ لی ہے۔ جناب وہ بعد میں prove ہوگیا کہ totally غلط تھا۔

جناب یہ جو سلسلہ انہوں نے الزامات کا شروع کیا ہے، یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ یہ معاملہ سب سے پہلے نصیر اللہ بابر نے پچھلے سال جولائی میں ایک پریس کانفرنس کے ذریعے اٹھایا تھا۔ اس کے اوپر کافی discussion ہوئی، کافی لے دے ہوئی اور پھر ultimately it died, because most of the issues جو انہوں نے اس وقت اٹھائے تھے وہ already ہماری courts of law نے ہی dismiss کردیئے تھے۔ اب جناب حیرانگی کی بات یہ ہے کہ یہی مسئلہ ایک بار پھر دہرایا گیا۔ فرق اس میں صرف اتنا ہے جناب چیئرمین! کہ اس بار بجائے اندرون ملک، بیرون ملک اس کو اچھالا گیا۔ جناب let us compare the difference between the two periods پچھلے سال اور اس سال میں۔ سب سے پہلے تو ہماری حکومت کی کوششوں سے اور ہمارے احتساب سیل

کی کوششوں سے evidences دیئے جانے کے بعد Swiss Authorities نے بینظیر بھٹو اور آصف علی زرداری پر money laundering charges اور corruption charges پر ان کے اوپر فرد جرم عائد کردی۔

دوسری چیز جناب! خدا کی مہربانی سے آج ہم ایک nuclear power ہیں اور یہ nuclear power بننا پاکستان کے لئے ایک بہت بڑا اعزاز ہے ۔ اس کو پاکستان دشمن اور اسلام دشمن قوتیں کسی طرح بھی برداشت نہیں کرسکتی ہیں اور ان کی پوری کوشش ہے کہ کسی طرح میاں نواز شریف جو اس ملک کے بہت صحیح رہنما ہیں اور صحیح طریقے سے ملک کو چلا رہے ہیں، ان کو کمزور کیا جائے اور ان پر الزامات لگائے جائیں۔

جناب ہم سب کو سمجھنا چاہیئے کہ یہ ایک conspiracy ہے۔ اس کا واحد مقصد نواز شریف کی ذات کو نقصان پہنچانا ہے۔ نواز شریف وہ انسان ہیں جو بہت محنتی ہیں۔ ان کے والد صاحب، ان کا پورا خاندان محنتی لوگ ہیں۔ جو کچھ بھی ان کے پاس ہے وہ اپنے زور اور اپنی محنت سے انہوں نے بنایا ہے۔ مجھے یہاں پر اس بات کا ضرور ذکر کرنا چاہیئے کہ جب 1971 میں ان کی مل کو nationalize کیا گیا تو they had totally no money, sir مجھے personally پتا ہے کہ باہر سے یعنی foreign banks ان کے پاس آئے اور ان کو کہا کہ آپ کی خدا کی مہربانی سے اتنی اچھی credibility ہے بتایئے آپ کو کیا چاہیئے، بتایئے آپ کو کتنا پیسہ چاہیے and it was only and only because of their market credibility that they were financed for a new Textile mill which was set up in Lahore on Shaikhupura Road اور وہ Textile Mill آج بھی بڑی کامیاب چل رہی ہے ۔

جناب ہم اس وقت corruption charges کی بات کر رہے ہیں، اس وقت ملک کو کس طرح کے نقصانات پہنچائے جا رہے ہیں، سب سے پہلے پورے پاکستان میں کوشش کی جا رہی ہے کہ یہاں پر law and order کی situation خراب ہو۔ کراچی میں killings کروائی جا رہی ہیں۔ باہر کے لوگ آ کر یہ کروا رہے ہیں۔

جناب recently ایک بہت بڑے افسر کو مارا گیا جو کہ Pakistan Steel Mill کا Managing Director تھا، جس کا نام سجاد حسین تھا۔ اس کو قتل کرنے والے لوگوں کو پکڑ لیا گیا اور جناب چیئرمین! would you believe it کہ انہوں نے خود بتایا کہ جناب ہم نے مارا

ہے اور کہا کہ میر مرتضیٰ بھٹو مرحوم نے کسی کا ذکر کیا تھا یعنی دو بندوں کا حاکو اور ڈاکو and sir it has been reported that the weapon to kill Mr. Sajjad Hussain was provided by one of these two and from a very very well known place. جناب والا ! آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ یہ "Observer" کی رپورٹ اور دوسری ، تیسری یہ کروانے والے کون لوگ ہیں، پاکستان دشمن ، ملک دشمن اور مفاد پرست لوگ۔

جناب والا! یہاں پر ابھی ایک ہمارے دوست نے میاں نواز شریف کے بنگلوں کے بارے میں ذکر کیا ۔ میں اس کا ضرور جواب دینا چاہوں گا کہ یہ ان کے ابھی نہیں بنے ہیں یہ 60s کے ہیں اور ان کی پہلے سے کالونی موجود ہے۔ جب 1971 میں nationalization ہوئی تھی اس کے بعد ذوالفقار علی بھٹو اس بنگلے میں خود بھی صلح کرنے اور معافیاں مانگنے کے لئے جا چکے ہیں as a Prime Minister of Pakistan تو once again I will say کہ Observer کی رپورٹ صرف اور صرف پاکستان دشمن لوگوں نے یہاں سے بھیجی ہیں اور رحمان ملک ، جس نے یہ رپورٹ بھیجی ہے وہ تو خود ایک بھاگے ہوئے آفیسر ہیں who is reported to be a very junior officer and within no time اس کو Additional Director General بنایا گیا ۔ اس کی رپورٹ کے لئے میرے پاس کاغذوں کا پلندا ہے اگر میں اس پر بولوں تو پھر میں آپ کا ٹائم زیادہ لے لوں گا۔ شکریہ۔

Mr. Presiding Offider: Thank you very much. Now I give the floor to Mr. Hussain Shah Rashdi.

جناب حسین شاہ راشدی۔ جناب چیئرمین! بات وزیر اعظم کی corruption کی ہو رہی تھی ، ان کے خاندان نے جو ملک کو لوٹا ہے اور نادہندہ ہیں ، افسوس کی بات یہ ہے کہ وہاں سے جو جوابات آ رہے ہیں وہ اس کرپشن کے جواب میں نہیں آ رہے ۔ مگر رحمان ملک صاحب کو ہدف تنقید بنایا جا رہا ہے۔ ایک تاثر یہ قائم کیا جا رہا ہے کہ رحمان ملک پیپلز پارٹی کا لایا ہوا تھا ۔ اور پیپلز پارٹی کا پروردہ تھا ۔ اس لئے ہمارے نوازشریف جیسے فرشتہ صفت انسان پہ انہوں نے انگشت نمائی کی ہے۔ آج وہ بوجھ ہم سے اتر گیا ۔ آج میر ظفر اللہ جمالی صاحب نے خود اقرار کیا کہ رحمان ملک کا حسن انتخاب ان کا اپنا تھا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اس انکشاف کو سننے کے بعد

ہمارے محترم وزیر قانون صاحب اس شعر کا ورد کرتے ہونگے کہ

دیکھا جو تیر کھا کے کمین گاہ کی طرف

اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہو گئی

کیونکہ میر ظفر اللہ جمالی آج کل ان کے پہلو میں ہی بیٹھے ہوئے ہیں۔ جناب کل میں قائد حزب اختلاف کی تقریر سن رہا تھا ۔ اور خاص طور پر جب انہوں نے (پرائم منسٹر صاحب) نے اپنے nomination paper میں جو اپنے اساسے اور جو Income Tax کا انکشاف کیا تھا تو سچ پوچھیے کہ وزیر اعظم صاحب کی کسمپرسی پہ میں آبدیدہ ہو رہا تھا۔ ایسا شخص جس کو دو تین برس تو کوئی آمدنی نہیں رہی۔ معلوم یہ ہوتا تھا کہ پرانے بادشاہوں کی طرح یا تو قرآن شریف کی کتابت فرما رہے تھے ۔ یا ٹوپیاں بنا رہے تھے ۔ ۴۷۷ روپے کی خطیر رقم اس نے قومی خزانے میں جمع کرا کے ملکی معیشت کو سنبھالا دیا ہے۔ مجھے معلوم نہیں اس بچارے نے ۴۷۷ روپے جس دن دیئے ہونگے اس دن ان کے گھر میں چولھا بھی جلا ہو گا یا نہیں۔یعنی جہاں اس حد تک دیدہ دلیری کے ساتھ غلط بیانی کی جارہی ہو۔ اور ہمارے وہاں کے دوست اس شخص کو اس طرح defend کر رہے ہیں جیسے خدا نخواستہ کسی کنواری کنیا کی عصمت کے اوپر حملہ کیا گیا۔ سوال آپ یہ نہ دیکھیں کہ الزامات کس نے عائد کئے ہیں۔ رحمان ملک صاحب اگر چور ہیں تو قبلہ سیف الرحمان مدظلہ کیا ان کو فرشتے اپنے کندھوں پہ لے کر آسمان سے اترے ہیں ۔ اگر آپ کردار پہ جائیں گے پھر آپ کہیں کسی نتیجے پر پہنچ پائیں گے۔ بات یہ ہے کہ دیکھنا یہ ہے کہ انہوں نے الزامات کیا لگائے ہیں۔ انہوں نے کیا کہا ہے ۔ اور اس کا ردعمل جناب وزیر اعظم صاحب کی طرف سے یا اس حکومت کی طرف سے کیا آیا ہے۔ جناب وزیر قانون نے کل بڑی طویل تقریر جناب نواز شریف اور اس کی حکومت کے حق میں فرمائی ۔ یہ ان کا فرض بھی تھا ۔ نمک خوار بھی ہیں ۔ انہوں نے اپنا فرض ادا کیا۔

جناب چیئرمین ! میں آپ سے پوچھوں گا اور میں اس ہاؤس سے بھی معلوم کروں گا کہ جناب وزیر قانون کی پوری تقریر سے کیا یہ ثابت ہوا کہ جناب وزیراعظم صاحب نے کچھ نہیں کیا ۔ وہ بالکل گنگا میں نہائے ہوئے ہیں ۔ ان کا دامن کوئی داغدار نہیں ہے۔ ان کی تقریر تو نہ انکار تھی نہ اقرار تھی۔ ہم نے کہا کہ صاحب رپورٹ میں آیا ہے کہ وزیراعظم صاحب کے چار فلیٹس ہیں۔ انہوں نے دو پہ اکتفا فرمایا۔ مگر یہ نہیں بتایا کہ وہ rented premises ہیں ۔ وہ ان کی اپنی

جائداد ہے۔ کسی کے ساتھ اشتراک میں انہوں نے خریدی ہوئی ہے ۔ اس کی قانونی پوزیشن کیا ہے۔ اس کے جواب میں انہوں نے جناب رضا ربانی کی ۱۹۹۶ء کی تقریر کا حوالہ دیا۔ اس بات کو قطعی گول کر گئے۔ اور جناب وزیر قانون نے "Observer" میں جو غلطیاں تھیں ۔ وہ جس طرح ایک سگھڑ عورت بچوں کے سر سے جوئیں نکالتی ہے۔ انہوں نے جوئیں نکالی ہیں ۔ کہ صاحب رحمان ملک وہ Director General نہیں ہے وہ تو Additional تھا ۔ لہذا Observer نے اس کو Director General لکھا۔ جناب معین احمد قریشی وزیراعظم تھے ۔ انہوں نے احمد قریشی لکھا۔ جناب وہ مسلم لیگ کے وزیراعظم ہیں انہوں نے اسلامی اتحاد لکھا ۔ لہذا وہ پوری رپورٹ پر کالک پھیری گئی اور نوازشریف صاحب بالکل صاف اور بری الذمہ ہو گئے۔ جناب رحمان ملک کا کردار کچھ بھی ہو مگر سوال یہ ہے انہوں نے الزامات لگائے ہیں ، بڑے واضح الزامات لگائے ہیں۔ بڑی specific allegations انہوں نے لگائی ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ تمام allegations ایک ایک لے کر پورے ہاؤس کو اعتماد میں لیں اور بتائیں کہ انہوں نے یہ کیا ہے کہ نہیں۔ جناب آبزرور نے یہ رپورٹ اپنی ذمہ داری پہ شائع کی ہے ۔ جس طرح شفقت محمود نے کہا اور ہم سب جانتے ہیں کہ آبزرور بین الاقوامی ساکھ کا حامل اخبار ہے۔ ایک معتبر اخبار ہے اور ان کا یہ کہنا کہ رحمان ملک صاحب نے ان کے خلاف سازش کرکے یہ رپورٹ شائع کروائی ہے ۔ بے شک سازش کی ہو مگر لندن کا اخبارکبھی غیر ذمہ داری کی حد تک نہیں جا سکتا ۔ کیونکہ وہاں ہتک کے قانون بڑے سخت ہیں ۔ وہاں اگر آپ کسی کی پگڑی اچھالیں تو لاکھوں ڈالر کے ہرجانے ہوتے ہیں۔ اور جب انہون نے رحمان ملک کے حوالے سے رپورٹ شائع کی ہے تو انہوں نے خود کو ذمہ دار بھی ٹھہرایا ہے۔ لہذا آپ یہ کہہ رہے ہیں رحمان ملک صاحب نے اس طرح کیا ، رحمان ملک صاحب نے اس طرح کیا لہذا آپ ان کے الزامات پر کوئی توجہ نہ دیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ بالکل بالکل غلط ہے۔

ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ جب آبزرور نے یہ واضح الزامات لگائے تو آپ بے شک لندن کی کورٹوں میں نہ جائیں کیونکہ وہاں اخراجات زیادہ ہوتے ہیں آپ 477 روپے کل جمع کرواتے ہیں ۔ آپ کے اخراجات کہاں پورے ہونگے۔ مگر آپ کو یہ تو اللہ نے ہمت دی ہے ، منہ میں زبان رکھتے ہیں کہ جو انہوں نے allegations لگائے ہیں آپ اس کے متعلق واضح بتائیں کہ ہمارے چارٹلیٹس نہیں ہیں دو ہیں۔ اس کی پوزیشن یہ ہے۔ ہمارح خلاف جو loans کی بات ہے ہم اتنے کے defaulter ہیں۔ ہم سے جو غلطیاں ہوئی ہیں یا جو ہمارے پاس اثاثے ہیں ان کا source یہ

ہے

آخر وزیر اعظم صاحب کو کس نے منع کیا ہے کہ وہ کھل کر ان الزامات کا جواب نہ دیں۔ جب یہ رپورٹ آبزرور میں شائع ہوئی تو آبزرور کے رپورٹر نے جا کے ان سے پوچھا کہ صاحب آپ کی رائے اس کے متعلق کیا ہے؟ تو اس معاملے کو گول کر گئے اور کہا رحمان ملک کون ہیں اس کو ذرا بلا کے لائیں۔ کیا چیز مانع تھی وزیر اعظم کے سامنے کہ ان الزامات کا جواب واضح طور پر نہیں دیا یہ حکومت یا ان کے وزیر اس وقت بتائیں۔ ابھی ایک سپیکر ماجد سلطان نے کہا کہ یہ اسلام دشمنوں کی سازش ہے۔ یعنی پیسے نواز شریف نے کھائے اور سازش اسلام دشمنوں کی ہے۔ وہ قرض نہیں دیا یہ ہنود و یہود کی سازش ہے۔ Co-operatives کو لوٹ کے ڈکار تک نہیں لی، یہ ہندوؤں کی سازش ہے۔

جناب اس طرح سے آپ اپنی بدنامی کو دھو نہیں سکتے، نیک نامی حاصل نہیں کر سکتے ۔ اور پھر وہ یہ نہیں کہتے کہ ہم نے کیا کیا ہے یا کیا نہیں کیا ہے۔ وہ پیپلز پارٹی کا حوالہ دیتے ہیں کہ آپ کے لیڈروں نے یہ کیا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ آپ کا جو بس چلتا تھا وہ تحقیق اور تفتیش کرلی ۔ معاملات عدالتوں کے سامنے ہیں اب عدالتیں جو فیصلہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ یا آصف علی زرداری کے متعلق کریں وہ ہمیں قبول ہے۔ ہم عدالتوں میں گئے ہیں۔ ہم ڈرے نہیں ہیں۔ اور نہ ہم نے گومگو کی کیفیت اختیار کی ہے جو یہ حکومت کر رہی ہے۔ آپ نے یہ تقاریر سنی ہیں اور آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ الزامات ہیں ان کے بارے میں وہ ادھر ادھر پڑھ رہے ہیں ۔ ایک شاعر نے کہا تھا

کچھ تشویش بڑھ رہی ہے عجب ہیں چارہ گر کی باتیں
جواب دینے سے بچ رہا ہے ادھر کی باتیں ادھر کی باتیں

یہ آپ نہ سمجھیں کہ یہ نواز شریف صاحب کی ذات پہ حملہ ہے، یہ نواز شریف کی ذات پہ الزامات ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ایک بین الاقوامی پائے کے اخبار میں ، ملک کے وزیر اعظم کے کردار اور ان کی سیاست کے ذریعے انہوں نے جو پیسے کمائے ہیں۔اس کے متعلق الزامات لگے ہیں۔ آپ اس طرف سے پہلوتہی نہیں کر سکتے ، آپ اس پر اپنا دامن نہیں بچا سکتے کہ آبزرور کی چند ایک typographical errors یا کچھ اور غلطیاں ہوئی ہوں۔اس کی وجہ سے آپ سمجھیں کہ آپ پورے ملک کی ساکھ بچائیں گے۔اس وقت جن حالات سے ملک گزر رہا ہے ۔معیشت کی حالت

دگرگوں ہیں۔ ہمارے جو وزیر خزانہ ہیں میں ان کو کہتا ہوں کہ وہ پاکستان کے وزیر خالی خزانہ ہیں اور ہمارا ملک isolate ہو گیا ہے۔ طرح طرح کی مصیبتوں میں ہم گھرے ہوئے ہیں۔ اس میں تو آپ کے اوپر زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ آپ پوری دنیا کو بتائیں کہ آپ کے وزیر اعظم صاحب یا آپ کی حکومت کے جو سربراہ ہیں اور آپ کی حکومت واقعی دیانت دار ہیں----

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ راشدی صاحب آپ وائنڈ اپ کریں۔

جناب حسین شاہ راشدی۔ بالکل میں سمجھ گیا تھا۔ جناب میں عرض کروں گا کہ وزیر قانون نے indirectly یہ تسلیم کر لیا ہے کہ جناب وزیر اعظم صاحب نادہندہ ہیں۔ اس میں انہوں نے فقط جواز یہ پیدا کیا کہ وہ نادہندگی انجنیئرڈ تھی۔ مگر حقیقت اپنے طور پر یہ ہے کہ نادہندہ ہیں۔ وزیر اعظم صاحب کو یہ چاہیے کہ وہ اس ہاؤس میں آئیں اور پبلک representatives کو face کریں اور کہیں کہ یہ جو آبزرور نے کہا ہے نمبر ۱۔ اس پر میری پوزیشن یہ ہے۔ نمبر ۲۔ جو الزام ہے اس پر میری پوزیشن یہ ہے۔ تیسرا الزام جو ہے اس پر میری پوزیشن یہ ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پوری بحث سے یہ جو ہم ہاؤس کا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ وہ پورا بچ سکتا ہے وہ پیسے بچ سکتے ہیں۔ وہ وقت بچ سکتا ہے جو ہم وزیر اعظم صاحب کے غلط کرتوتوں پر صرف کر رہے ہیں۔ جناب وزیر اعظم صاحب کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ وہ مہربانی کرکے اپنی پاکدامنی کو زیادہ نہ بڑھائیں اور آخر میں میں ایک شعر پڑھوں گا کہ

قمر تم کو ہم ہی کچھ جانتے ہیں
نظر آتے ہو کیسے معتبر سے

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ شکریہ، مسٹر پرویز رشید صاحب۔

جناب پرویز رشید۔ جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں اپنے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے آپ کو اس نشست پر بیٹھے ہوئے دیکھ کر جو خوشی محسوس کرتا ہوں اس کا اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کے والد محترم سینٹ کے قیام کے وقت پہلے چیئرمین تھے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ شکریہ، شکریہ۔

جناب پرویز رشید۔ جناب والا! اس بات کا ذکر کرنا ضروری تھا کہ اشارے کنائیوں میں مجھ سے پہلے ایک آدھ مقرر نے کچھ شکوک کا اظہار کیا تو میں چاہتا ہوں کہ میں اس یقین کا

اظہار کروں کہ ان اداروں نے قائم رہنا ہے ۔ان اداروں کی بالادستی نے قائم رہنا ہے اور اگر اس میں رخنہ اندازی کا کسی کے دل میں کوئی خیال ہے تو وہ خام خیال ہے ۔میرے ایک محترم دوست نے ساتھی نے کچھ سیاستدانوں کی بدنامی کے بارے میں اور سیاستدانوں کی عزت و توقیر کے بارے میں بھی کہا ۔ میرے دوست سول بیوروکریسی سے استعفیٰ دیکر سیاستدانوں کی صف میں شامل ہوئے ہیں۔ اگر ہم اتنے ہی برے ہیں اور مجھے یوں محسوس ہوا جب وہ بات کررہے تھے کہ غالباً وٹیکن سٹی کی کوئی نن بھول کر ہم گناہگاروں میں آ گئی ہے ۔تو انہیں واپسی کا راستہ حاصل ہے وہ واپس جا سکتے ہیں۔اپنی بیوروکریسی کی وردی پہن لیں کوئی دوسری وردی پہن لیں۔ہم ان کے لئے دعا گو ہیں ۔ اللہ ان کو جہاں رکھے خوش رکھے۔

جناب والا ! صبح کے سیشن میں ہمارے کچھ سابقہ دوستوں نے بھی اظہار خیال کیا تھا ۔ وہ یہ باتیں کرتے ہوئے بھول گئے کہ آج جب وہ ان ایوانوں میں موجود ہیں تو یہ صرف ان کی اپنی کارکردگی نہیں بلکہ انہیں یہاں تک لانے میں ہمارے کندھوں کا استعمال ہوا ہے ۔ اور اگر یہ کندھے مجرم ہیں تو ان سے درخواست ہے کہ وہ ان کندھوں سے اتر جائیں ۔ اگر ان مجرم کندھوں پر بیٹھ کر وہ ان ایوانوں میں پہنچے ہیں تو انہیں ان کندھوں سے اترنے کی پوری اجازت ہے ۔ کسی نے ان کا راستہ نہیں روکا۔ تین سیٹیں لینے والے دس سیٹیں لے کر بیٹھے ہیں۔ کم سے کم تین اپنے پاس رکھ لیں ۔ہماری سات ہمیں واپس کر دیں۔

جناب والا ! میں موضوع کی طرف آنا چاہتا ہوں ۔ جس موضوع پر آج ہم گفتگو کر رہے ہیں ، اس سے قبل اس پر کئی دفعہ اظہار خیال ہو چکا ہے ۔ عدالت میں debate ہو چکی ہے ، اس ایوان میں debate ہو چکی ہے اور عوامی اجتماعات میں بھی debate ہو چکی ہے ۔ اور جو منطق سرے محل کے وقت ہم نے تراشی تھی اسی منطق کا سہارا آج لیا اور لینے کی کوشش کی ۔ حزب اختلاف سے تعلق رکھنے والے میرے انتہائی قابل احترام اور سمجھ بوجھ سے بھرپور قائد حزب اختلاف نے منطق کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھا اور ایک فلیٹ، دو فلیٹ، تین فلیٹ، چار فلیٹ کا اسی طرح ذکر کیا جس طریقے سے ان کے تضادات کا ذکر ہم کیا کرتے تھے ۔ ہمیں خوشی ہے کہ ہماری تعمیر شدہ منطق کی سیڑھی پر قدم رکھا ۔ لیکن جب اس سے اگلی سیڑھی پر انہوں نے قدم رکھا جو ہم نے تعمیر کر دی ہے اور انہوں نے تعمیر نہیں کی تو یہ دھڑام سے ایسے گرے کہ دو دن کے بعد آج یہ نظر آئے ہیں ۔ اور دیکھیئے جناب والا ! ان میں سے کسی کو بھی یہ جرأت

نہیں ہوئی کہ وہ برطانیہ کی پریس کونسل کے پاس جو کہ آزاد اور خودمختار ادارہ ہے ' جہاں ساری مہذب دنیا اپنی شکایات لے کر جاتی ہے ' اس ادارے کے پاس یہ بھی اپنی شکایت لے کر جاتے ۔

اورجناب والا ' شکایت لے کر ہم اسی لئے گئے کہ ہمیں اس چیز کا یقین ہے کہ یہ رپورٹ غلط ہے ۔ اگر ہم یہ یقین نہ رکھتے تو ہم یہ شکایت لے کر نہ جاتے ۔ اور یہ شکایت لے کر جانے کا مقصد صرف یہی تھا کہ اس کے بعد منطقی انجام تک بھی اس رپورٹ کو پہنچایا جائے ۔ اور یقیناً اس سفر کو طے کرتے ہوئے ہمارے حزب اختلاف سے تعلق رکھنے والے لوگ دیکھیں گے 'پاکستان کے عوام دیکھیں گے کہ ہم اپنے اس الزام کو ختم کرنے کے لئے جو بھی وسائل دستیاب ہیں ' جو بھی قانونی راستے استعمال کئے جا سکتے ہیں ' سب کو ضرور استعمال کریں گے ۔ اس رپورٹ کو غلط ثابت ہوئے بھی چھ سال سے زیادہ کا عرصہ گزر چکا ہے ۔ یہ دستاویزات ہیں جناب والا ! جو ان کی طرف سے تیار کی گئیں ۔ جن کی بنیاد پر یہ دعویٰ کیا گیا تھا کہ فارن کرنسی پاکستان میں آئی ۔ اس کو حدیبیہ پیپر ملز کے استعمال میں لایا گیا ۔ جس کی بنیاد پر میاں شریف صاحب کو گرفتار کیا گیا ،حمزہ شہباز شریف صاحب کو گرفتار کیا گیا ' اور پھر بعد میں شہباز شریف صاحب کو بھی گرفتار کیا گیا ۔ آج اسی دولت کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس سے وہ فلیٹس خریدے گئے ۔

جناب والا ' یہ جو چیک ان کی طرف سے تقسیم کئے گئے ' ان چیکوں کے بارے میں ان پر الزام ہے کہ چیک انہوں نے issue کئے ہیں ۔ یعنی ڈائیو کی طرف سے اور ہنڈائی کمپنی کی طرف سے ' ان کی دستاویزات بھی یہاں موجود ہیں ۔ انہوں نے انکار کیا کہ اس قسم کا کوئی چیک جاری نہیں کیا۔ جناب والا! یہ میرے پاس اخبار کی cuttings موجود ہیں جس میں نصیر اللہ صاحب نے کہا کہ یہ دستاویزات میں نے جاری کی ہیں۔"پاکستان" اخبار کا پورا یہ رنگین صفحہ ایک موجود ہے جس میں یہ تفصیلات چھاپی گئیں اور نصیر اللہ بابر نے ان کو own کیا۔

جناب والا! یہ پندرہ نومبر 1994 کی میرے پاس ایک کٹنگ موجود ہے" فرنٹیئر پوسٹ" کی جس میں Baber seeks US British help in Sharif case چونکہ وقت کی پابندی ہے میں اس کو پورا پڑھنے سے قاصر ہوں کہ میرا وقت ختم ہو جائے گا ۔ میں دوسری باتیں آپ سے کرنا چاہتا ہوں ۔اس میں بابر صاحب نے برٹش ایمبیسڈر کو لکھا ' بابر صاحب نے امریکن ایمبیسڈر کو لکھا

کہ ان دستاویزات کی سچائی کو معلوم کیا جائے ۔ جناب والا ! 1994 اور یہ 1998 ہے چار سال گزرنے کے بعد بھی یہ اپنی ان دستاویزات کو ثابت نہیں کر سکے ۔ جبکہ چھ مہینے میں سوئس بینکوں نے ، سوئس عدالتوں نے ان کے بارے میں جو فیصلے کیے ہیں وہ آپ کے سامنے ہیں ۔ میں اس بات کی طوالت میں نہیں جانا چاہتا ۔ میں جناب والا ! اس بات کو اس حد تک رکھنا چاہتا ہوں ، رحمان ملک بیچارا کیا بیچتا تھا ، دو دن سے غلط ذکر کرتے رہے ہم اس کا ۔ اصل شخص جس نے یہ کام سارا کیا ، جو پس پشت تھا اس کا نام جنرل نصیر اللہ بابر تھا ۔ بابر صاحب جو ان کے وزیر داخلہ تھے اور جن کو وزارت داخلہ غالباً اس وعدے کے مطابق ان کو ملی تھی کہ وہ نواز شریف کی سیاست کو ختم کریں گے ۔ نواز شریف کی سیاست کو ختم کرنے کے شوق سے یہ جعلی دستاویزات بنائی گئیں جو اس وقت غلط ثابت ہوئیں جن کو " ڈان" اخبار کی investigations نے غلط ثابت کیا۔ جنہیں" نیوز " اخبار کی investigation نے غلط ثابت کیا ۔ جن کے بارے میں ان اخبارات کے نمائندوں نے یہ کہا کہ اس نام کا کوئی اکاؤنٹ دنیا میں کہیں موجود نہیں ۔ نہ صرف یہ کہ اس نام کا اکاؤنٹ کہیں موجود نہیں بلکہ جو نمبر دیئے گئے ہیں یہ اکاونٹ نمبر برطانیہ اور امریکہ میں استعمال نہیں ہوتے۔ یہ آزاد اخبارات کی رپورٹ تھی ۔ یہ" ڈان" کی رپورٹ تھی اور یہ" نیوز" کی رپورٹ تھی۔ پھر بابر صاحب کی یہ کوشش بھی رائیگاں گئی کہ وہ باہر کی عدالتوں سے اس کے بارے میں کوئی فیصلہ لے کر آتے ۔

جناب والا ! بابر صاحب کا اپنا ریکارڈ میں آپ کو پڑھ کر سنانا چاہتا ہوں۔ جو باپ بابائے الزامات ہیں۔ جھوٹے الزامات کے بابائے الزامات ، نصیر اللہ بابر شہباز شریف پر الزامات ثابت نہیں کر سکے ۔ سیاست چھوڑنے کا اعلان ۔ مائن ہنٹر کی خریداری میں فرانسیسی فرم سے رشوت لینے کا الزام عائد کیا تھا ۔" وزیر اعلیٰ پنجاب اور سابق وزیر داخلہ کی پبلک اکاؤنٹس سب کمیٹی میں حاضری" ۔ صرف تین لائنیں پڑھوں گا جناب والا ! جنرل بابر نے الزام لگایا ہے تو اب ثبوت بھی فراہم کرے یہ ان سے کمیٹی نے کہا ۔ بابر صاحب نے جواب دیا "۔اس پر جنرل بابر نے کہا کہ وہ سیاست چھوڑ رہے ہیں اور مزید کچھ کہنا نہیں چاہتے " ۔اس موقع پر شہباز شریف نے کہا کہ کمیٹی کو بے بنیاد اور جھوٹے الزامات لگانے والوں کے خلاف بھی کارروائی کرنی چاہیئے ۔

جناب والا ! یہ لوگ جو اپنے الزامات کو کبھی ثابت نہیں کر سکے ، جو لوگ اپنے الزامات کو ثابت نہ کرنے کے بعد سیاست کو چھوڑنے کا اعلان کرتے ہیں اور پھر اس کوچے میں

واپس آتے ہیں یہ لوگ بھول جاتے ہیں کہ ایک " آبزرور " کی رپورٹ کو ڈسکس کر رہے ہیں ۔ جناب والا ! یہ میرے پاس 95 رپورٹس ہیں دنیا کے ہر بڑے اخبار کی، 95 رپورٹس جو دنیا کے 39 اخباروں میں چھپی ہیں ۔ جی پیش ہوں میں نے کہا تعداد بتانی بھی ضروری ہے ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ پرویز صاحب میرے خیال سے آپ ذرا کوشش کریں کہ وائنڈ اپ کریں ۔

جناب پرویز رشید ۔ جی میں بالکل اس کو وائنڈ اپ کر رہا ہوں جی ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ دیکھیں I have to take the other speaker also ۔

جناب پرویز رشید ۔ جی بالکل درست ہے ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ let him continue ۔ پرویز صاحب وائنڈ اپ کریں جی ۔

جناب پرویز رشید ۔ یہاں پر ٹیکسوں کے معاملے کو بھی زیر بحث لایا جاتا ہے ۔ مجھے اس پر حیرت نہیں ہوتی۔ حیرت اس لیے نہیں ہوتی جناب والا ، کہ میرے یہ دوست ساتھی ہیں ۔ یہ پاکستان میں صنعتوں کے ساتھ جو وابستہ ٹیکسوں کا نظام ہے اس سے ناواقف ہیں، اس لیے کہ انھوں نے نہ کبھی ٹیکس دیا ہے نہ اس ملک میں روزگار قائم کرنے کے لیے کبھی کوئی ادارے قائم کیے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ رحمان ملک واپس نہیں آئے گا اس لیے، لیکن یہ بھول جاتے ہیں۔ یہی الزامات ہم پر لگے تھے تو شہباز شریف وہاں سے واپس آئے تھے اور شہباز شریف نے واپس آکر آپ کی جیل میں جانا قبول کیا تھا اور تمام investigations کا سامنا کرنا چاہا تھا چونکہ وہ سچے تھے ۔

اسی طریقے سے ہماری جماعت کے چھوٹے سے چھوٹے کارکن نے ہر قسم کی تحقیق کو ، ہر قسم کی تفتیش کو برداشت کیا اور اپنی سچائی کو آپ کے تین سالوں میں ہم نے ثابت کیا۔ اس سچائی کو ہم نے ثابت کیا آپ کی عدالتوں میں۔ اس سچائی کو ہم نے ثابت کیا تین فروری کے انتخابات میں۔ اور وہ سچائی ،سچائی ہے۔ وہ آپ کے الزامات سےکسی طریقے سے بھی کم نہیں کی جاسکتی۔ اور اب بھی انشاء اللہ تعالیٰ آنے والے دنوں میں جو عدالتوں کے فیصلے آنے والے ہیں وہ بتائیں گے کہ اس ملک کے مجرم کون ہیں ، کس نے اس ملک کو لوٹا ہے، کس نے اس ملک

کی دولت کو باہر کے خزانوں میں جمع کیا ہے، اور کون اس ملک کا اصل مجرم ہے ؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر - Thank you very much. جی Now I give the floor to Mr. Khudai Noor. خدائے نور صاحب - He is not here جی then the next speaker is Mr. Rafique Ahmed Shaikh. - جی آپ کی باری بھی آ رہی ہے جی -

شیخ رفیق احمد - جناب چیئرمین ! میں بہت مختصر بات کروں گا اور شاید اس بارے میں کچھ کہنے کی آج ضرورت نہیں ہے - اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ مسئلہ زیر بحث کچھ الجھ گیا ہے - جہاں تک محترمہ بے نظیر بھٹو اور جناب آصف زرداری کا مسئلہ ہے ' وہ تو عدالتوں میں پیش ہو رہے ہیں - آپ کی پچھلی حکومت میں بھی آصف زرداری پر 18 مقدمے بنے - 17 مقدموں میں وہ آپ ہی کی حکومت میں بری ہو گیا - پانچ قتل کے مقدمے آپ نے بنائے اور پھر وہ آدمی پکڑا گیا - وہ گروہ پکڑا گیا جنہوں نے وہ قتل کیے تھے - وہ اس سے پہلے کی بات ہے - آپ کو تو اپنی پارٹی کی تاریخ کا علم نہیں ہوتا - کتنی ناواقفیت اور جہالت کا آپ مظاہرہ کرتے ہیں -

جناب پریذائیڈنگ آفیسر - شیخ صاحب ! آپ چیئر کو اڈریس کریں پلیز-

شیخ رفیق احمد - ہاں جی ' میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ میں کسی کو interrupt نہیں کرتا تو ...I really feel

Mr. Presiding Officer: Nobody will interrupt you.

جناب رفیق احمد شیخ - یہ 95-95 کرتے ہیں - ان 95 کو دیکھو تو سہی ' صرف تین اس میں مضمون ہیں محترمہ بے نظیر بھٹو کے بارے میں - یہ جھوٹے الزامات ہیں کرپشن کے- باقی تو یہ ہے کہ کرپشن کی بنیاد پر discuss کر لیا - وہ تو ایک act ہوا ہے ' اس میں کرپشن کا ذکر نہیں ہے کہ اس وجہ سے بے نظیر بھٹو کو حکومت سے نکال دیا گیا - وہ صدر نے تقریر کی ' ٹھیک ہے ' جھوٹی ہے ' سچی ہے ' وہ خبر اس میں رپورٹ ہوئی ہے- اس کتاب میں کیا اتنا بڑا رول ہے اس بات کا- اس کو ٹیلی ویژن پر دکھائیے وہ اختیار میں ہے- یہاں سینٹ کے ممبروں کا اس میں وقت ضائع نہ کیجئے - لیکن مجھے جو عرض کرنا ہے وہ یہ ہے کہ صاحب اقتدار حکمران پارٹی ڈبل سٹینڈرڈ کا مظاہرہ کر رہی ہے- اگر بے نظیر بھٹو کے خلاف کوئی الزامات ہوں تو

مشاہد حسین صاحب ، پرویز رشید صاحب یوں اخباروں کو لہراتے ہیں کہ اخباروں میں یہ لکھا ہوا ہے ، یہ انگلستان کے اخبار میں لکھا ہوا ہے ۔ اور اگر انگلستان کے اخبار واقعی اتنے معتبر ہیں تو پھر آج اس بات کو قبول کیوں نہیں کرتے ۔

اسی طرح میرے ایک فاضل دوست نے تقریر کی کہ یہ یہود ، ہنود ، پتا نہیں کون کون سے ، مجھے تو اس قسم کی اردو فارسی آتی نہیں ہے ، وہ صاحب علم اور صاحب قلم ہوں گے ۔ جب کوئی کام خراب ہو جائے تو ہنود کو گالی دے دو ۔جب اپنے ہاتھ سے ملک تباہ ہو تو اس پر یہودیوں کو گالیاں دے دیں۔ کوئی اور گڑ بڑ ان کی طرف سے ہو جائے تو پھر کسی کو کہیں کہ امریکہ کو گالی دے دے ۔ ان کا بس چلے تو، یہ تو ان کا طریقہ کار ہے ۔باقی آج جو ملک کی حالت انہوں نے کر دی ہے ، لاء اینڈ آرڈر کو لیں ، بار بار جاتے ہیں کہ کراچی میں فیصلہ ہو گیا ، کراچی میں امن ہو جائے گا ۔ اور جو تشویشناک خبریں آ رہی ہیں ایک پاکستانی ہونے کے ناتے سے بھی اور اس ناتے سے بھی کہ کراچی شہر میں my parents are burried there, my grand parents are burried there, my brother is burried there . لاہور سے زیادہ کراچی میرا شہر ہے تو مجھے صبح مجبوراً ٹیلی فون کرنا پڑتا ہے اپنی بہن کو ، اپنے بھائی کو ، اپنے بیٹے کو ، اپنے brother in law دوسرے بھائی کو کہ آج کراچی کی کیا کیفیت ہے۔ تو وہ کہہ رہے ہیں کہ کلفٹن جو ایک بڑا محفوظ علاقہ تھا وہ اب کلفٹن میں بھی شروع ہو گیا ہے ۔ ڈیفنس کے ارد گرد جو ایک بڑا محفوظ علاقہ تھا ۔یہ فسادات اور قتل و غارت اس کی طرف بھی بڑھ رہے ہیں اور پھر گلشن اقبال جہاں کبھی کوئی کسی قسم کا لوگ خطرہ محسوس نہیں کرتے تھے ۔ تمام فرقوں کے ، تمام نسلوں کے ، تمام گروپس وہاں پیار ومحبت سے رہتے تھے ۔ وہاں بھی یہ سلسلہ شروع ہو گیا ہے ۔

معیشت کا انہوں نے برا حال کر دیا ہے ۔بنکوں کو خود لوٹ لیا ہے اور ساتھیوں کے ڈالر رکوا دیئے ہیں ۔ نہ ڈالر ملتے ہیں نہ بنکوں سے روپے ملتے ہیں ۔ خارجہ پالیسی جس طرح ناکام ہوئی ہے وہ تو ظاہر ہے کہ بڑے دعوے سے امریکہ سے واپس آئے تھے اور واپس آنے کے بعد پھر اسی مایوسی کا اظہار کرنا شروع کر دیا ہے۔میری یہ گزارش ہے اور پھر یہ تو آجکل کی بات ہے ۔ جنرل کرامت کی چند تجاویز آئی ہیں ۔ یہ تجاویز کسی back ground کے بغیر نہیں آئی ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ" آبزرور" میں جو رپورٹ چھپی ہے اس کا ان تجاویز کے آنے میں ایک

اہم رول ہے ۔ دوسری بات یہ کہ میرے دوست "آبزرور" کی رپورٹ پر بحث کرنے کی بجائے عجیب و غریب قسم کی اور طرح طرح کی باتیں کرتے ہیں لیکن انہیں ایک موقع مل گیا ہے ، اگر وہ واقعی اپنے موقف میں سچے ہیں تو ایک senior تاجر کی طرح ، ایک کامیاب صنعتکار کی طرح میاں نواز شریف کو آمدنی میں اضافے کا ، کروڑوں کمانے کا ایک اور ذریعہ مل گیا ہے کہ وہ "آبزرور" کے خلاف مقدمہ کریں ۔ اس مقدمے میں کامیاب ہوں اور اپنی دولت میں کروڑوں روپے کا اضافہ کریں ۔ اگر وہ یہ نہیں کرتے تو پھر مجھے یہ یقین کرنے میں کوئی تامل نہیں ہو گا کہ میاں صاحب بہت کمزور وکٹ پر ہیں ۔ ورنہ وہ تو کبھی آمدنی کا ذریعہ ہاتھ سے چھوڑ نہیں سکتے ۔ اتنا بڑا موقع آئے کہ ایک وکیل کو تھوڑی سی ،لاکھوں روپے فیس دے کر کروڑوں روپے کی آمدنی ہو جائے ۔ یہ تو دنیا کے کسی کاروبار میں ہوتا نہیں ۔ اتنا بڑا موقع انہیں ملا ہے ۔ ہم تو عدالتوں میں کھڑے ہیں ۔ اس لئے یہاں کہنے کی بات نہیں ہے ۔ یہ منی لانڈرنگ کس طرح ہوئی ۔ یہ بنکوں کے جہاں تک انکم ٹیکس کے ڈیفالٹر ہیں ۔ یہ خود مانتے ہیں کہ ہم نے ادا نہیں کیا ۔ عدالتوں میں چلے گئے ہیں ۔ ان کو چیلنج کیا ہے ۔ وہ فیصلہ ہو گا تو پھر دیکھا جائے گا ۔

جہاں تک قرضوں کے ڈیفالٹر ہونے کی بات ہے وہ تو مان ہی گئے ہیں کہ ہم ڈیفالٹر تھے اور اب settlement ہو رہا ہے ۔ ڈیفالٹر نہ ہوتے تو settlement کیوں ہوتا ۔ باقی بات کو مختصر کرتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ ایک باعزت صاحب کردار رہنما کا ، ملک کے وزیراعظم کا ، پارٹی کے صدر کا ایک ہی راستہ ہے کہ وہ وزارت عظمیٰ سے مستعفی ہو جائیں ۔ لیڈر آف دی اپوزیشن کو یہ کہیں کہ آپ ایک احتساب سیل بنائیں ۔ میں اس کے سامنے پیش ہونے کے لئے تیار ہوں کیونکہ میں ایماندار ہوں ۔ میں نے کسی کا کچھ دینا نہیں ہے ۔ میں نے کوئی ٹیکس نہیں چرایا ہے ۔ میں نادھندہ نہیں ہوں ۔ میں نے منی laundering نہیں کی ہے ۔ میں نے بے ایمانی سے دولت نہیں کمائی ۔ اس لئے آپ ایک احتساب سیل nominate کیجئیے ۔ میں مستعفی ہو کر ایک عام شہری کی طرح اس کے سامنے پیش ہوتا ہوں اور اگر وہ یہ نہیں کرتے تو یقینی طور پر جو ان کے خلاف "آبزرور" میں الزامات لگائے گئے ہیں اور "آبزرور" کے علاوہ ہر راہ چلتا آدمی ان کے خلاف اور ان کے اتفاق گروپ کے خلاف اسی قسم کے الزامات لگاتا ہے تو اس میں

کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا

سن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا ۔

یہ ایک صورتحال ہے ۔ میں ان الفاظ کے ساتھ آپ کا ایک مرتبہ پھر شکریہ ادا کرتا ہوں اور حزب اقتدار کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے میری یہ بے ربط سی باتیں لیکن کڑوی اور صاف باتیں بڑے صبر اور تحمل سے سنی ہیں ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی جناب حاجی جاوید اقبال عباسی صاحب۔

حاجی جاوید اقبال عباسی ۔ بہت بہت شکریہ جناب چیئرمین ! سب سے پہلے میں آپ سے یہ استدعا کروں گا کہ شفقت محمود صاحب نے جو ایک دو الفاظ استعمال کئے *** وزیر اعظم ان کو expunge کیا جائے کیونکہ یہ ان کے منہ سے اور خاص طور پر اس ایوان بالا میں ہم کسی لیڈر کے لئے یہ الفاظ استعمال نہیں کرتے لہذا ان الفاظ کو expunge کیا جائے۔

Mr. Presiding Officer: These words are expunged.

حاجی جاوید اقبال عباسی۔ جناب محترم جس issue پر یہ debate ہو رہی ہے ابھی ہمارے محترم راشدی صاحب نے کہا کہ یہ ایوان کا وقت ضائع ہو رہا ہے ۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ جس دن انہوں نے یہ adjournment motion پیش کی تھی اس وقت ایوان کی کیا position تھی اور آج یہ کہتے ہیں کہ اس ایوان کا وقت ضائع کیا جا رہا ہے۔ یہ ہمارے وزیر اعظم کی نیک نیتی پر مبنی حقیقت ہے کہ انہوں نے کہا کہ اس معاملے کو ایوان بالا میں discuss کیا جائے' اس سے بڑی دیانتداری اور ایمانداری کا اور کیا یہ ثبوت مانگتے ہیں۔ جب ہمارے وزیر قانون نے قائد حزب اختلاف اعتزاز احسن صاحب کے جواب میں جواب دیا تو اس کے بعد ان کے غبارے سے ہوا نکل گئی اور اب ان کے پاس اور کوئی تانا بانا نہیں رہ گیا اور یہ کہتے ہیں کہ وقت ضائع ہو رہا ہے۔ آپ خود یہ demand کر رہے تھے کہ وزیر اعظم کے بارے میں یہ جو آبزرور کی خبر ہے اس پر بحث کی جائے۔ اخباروں میں خبریں چھپتی ہیں اور چھپتی رہیں گی۔ یہ ذرا اپنے گریبانوں میں جھانکیں' یہ نہیں ہے کہ مسلم لیگ ہے یا پیپلز پارٹی ہے۔ صبح ایک مولانا صاحب کہہ رہے تھے کہ یہ دونوں جماعتیں چور ہیں ' وہ ایماندار ہیں ' ان کے جو قائد اور لیڈر تھے پیپلزپارٹی کی حکومت میں ان کو ڈیزل کا پرمٹ دیا گیا اور ان کو مولانا ڈیزل کہا جاتا رہا تھا اُس وقت یہ کہاں سوئے ہوئے تھے۔ جناب چیئرمین ! میں ان سے یہ پوچھتا ہوں کہ کیا وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف کے پاس کوئی ایسے گھوڑے ہیں کہ جن کو آم یا سیبوں کے مربے کھلائے جاتے

ہیں یا ان کے گھوڑوں کو ائیرکنڈیشنڈ میں رکھا جا رہا ہے ۔ یہ وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف واحد شخصیت ہیں کہ جنہوں نے اپنے آپ کو اس ایوان میں پیش کیا۔

(ڈیسک بجائے گئے)

ان کے کتوں کے لئے سوئٹزر لینڈ سے ڈبل روٹی آتی تھی ، آج یہ اپنے بچوں کو دودھ باہر سے منگوا کر دیتے ہیں۔ گھوڑوں کو چھوڑو بچوں کو بھی باہر کا دودھ پلاتے ہیں۔ہمارے میاں نواز شریف نے یہ کہا کہ میں اس پاکستان کی سرزمین پر پیدا ہوا ، یہیں پر میں مروں گا۔ یہیں پر انہوں نے اپنے کارخانے بھی لگائے ہیں اگر ان بنکوں سے انہوں نے قرضے لئے ہیں تو کوئی ڈاکہ نہیں ڈالا ہے ۔ یہاں کل یہ بات چلی تھی کہ میاں نواز شریف صاحب ہر اتوار کو لاہور کیوں جاتے ہیں۔ یہ ان کی روایات ہیں کہ فیلڈمارشل ایوب خان کے دور میں جب ہمارے انتہائی قابل قدر اور بڑے ذہین وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو ایوب خان کو ڈیڈی کہا کرتے تھے، یہ سب کو معلوم ہے لیکن جب وہ مرے تو وہ ان کے جنازے پرنہیں گئے۔جو بیٹا باپ کے جنازے پر نہ جائے اس کا تجزیہ آپ خود کرلیں۔ یہ میاں محمد نواز شریف کی شرافت اور انسانیت ہے کہ وہ اپنے باپ اور ماں کے قدموں کو چومنے کے لئے ہر اتوار کو اگر چھٹی ہوتی ہے، تو وہاں جاتے ہیں تو اس میں کیا حرج ہے ، اس سے بڑی وفا داری اور کیا ہو سکتی ہے۔ آج وہ بھی وہ اپنے باپ کے ساتھ زمین پر بیٹھ کر سنت رسول صلعم کے مطابق کھانا کھاتے ہیں اور یہاں ایسے محترم کہ جب وہ قصور میں مجسٹریٹ تھے یا سکھر میں تو ان کی اپنی سٹوری اور داستانیں ہیں۔ ہم الزام تراشی نہیں کرنا چاہتے کیونکہ وقت کم ہے لیکن اگر میں ان کی وہ داستانیں بیان کروں تو خدا کی قسم اس پورے ایوان کا سر شرم سے جھک جائے گا۔اس بیوروکریٹ کو آپ سب جانتے ہیں لیکن آج وہ کہتے ہیں وزیر اعظم *** ، کون سی عوام کہتی ہے وزیر اعظم *** ۔ یہ ہمارا واحد وزیر اعظم ہے کہ جس نے ایٹم بم کا دھماکہ کیا، یہ وہ وزیر اعظم ہے جس نے نفاذ اسلام کا پہلا step اٹھایا اور مسلم لیگ کی قیادت نے جب یہ ملک حاصل کیا تھا تو اس کا یہ مقصد تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ ، ایک آزاد مملکت میں اپنے اسلامی اصولوں ، قرآن و سنت کی بالا دستی کے مطابق مسلمان اپنی زندگی بسر کریں گے۔اس لئے اس ملک کو علیحدہ کیا گیا تھا اور آج یہ کہتے ہیں کہ اس

(**** بحکم جناب پریذائیڈنگ آفیسر اجلاس کی کاروائی سے حذف کیا گیا۔

نے شریعت بل پیش کر کے اپنی ذمہ داری پوری کر دی۔ آج کوئی شخص قرآن و سنت کی بالا دستی سے منحرف بھی ہوتا ہے اور دوسری طرف وہ کلمہ بھی پڑھتا ہے ۔ وہ یہ کہے کہ یہ شریعت بل نافذ کرنے کے ذریعے اس نے اپنے اقتدار کو طوالت دی ہے یا بہت سے اختیارات حاصل کرنے کے لئے ہے ۔ یہ بات باعثِ شرم ہے اور کم از کم یہ سوچنا چاہیئے کہ 1988ء سے لے کر 1990ء تک میاں محمد نواز شریف کے ہر کارخانے کی سیکورٹی کی گئی ، ان کے انکم ٹیکس ، بجلی کے بل، سوئی گیس بل کی سیکورٹی کی گئی۔ پھر 93ء سے لے کر 96ء تک ان کے معصوم بھتیجے اور ماؤں بہنوں اور even کہ ان کے بزرگ باپ کو بھی پکڑا گیا۔ لیکن یہ کوئی بھی prove نہیں کر سکے اور آج جب ان کی باری آئی ، 1971ء میں ان کے لیڈر کہہ رہے تھے کہ ہم ایک ہزار سال تک جنگ لڑتے رہیں گے لیکن دوسرے دن ٹھس، یہ کیا ہوا آدھا ملک دے دیا۔ آج یہ آ کر کہتے ہیں میاں محمد نواز شریف نے پیسے کھائے، اگر اس نے پیسے کھائے ہوتے تو کم از کم وہ اس ایوان میں اس پر debate کے لئے ہمیں اجازت نہ دیتا۔

جناب چیئرمین ! آپ بھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ کون شاہد ہے اور کون چور ہے ۔ ہمارے راشدی صاحب بڑے محترم ہیں انہوں نے پچھلے دنوں کہا کہ یہاں کوئی imported چوہے آ گئے ہیں۔ انہیں کے لائے ہوئے imported چوہے یہاں پر ہیں جو آج کل بھاگ کر باہر ملکوں میں اپنا ٹھکانا بنا رہے ہیں۔ اس ملک کا آٹا ، گندم وہ ان کے imported چوہے کھا گئے ہیں۔ ان کے گھوڑوں کو آٹا ہضم نہیں ہو رہا تھا۔ تو گھوڑوں کو آم کے مربے اور سیب کے مربے کھلاکر ائرکنڈیشنوں میں رکھا جا رہا تھا۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ قوم کے ساتھ زیادتی کرنے والے آپ ہیں یا ہم ہیں۔ یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ پاکستان مسلم لیگ وہ واحد جماعت ہے جس نے اللہ کی مدد سے ملک حاصل کیا تھا اور اس کو کامیابی کے ساتھ اس کا لیڈر، قائد اعظم ثانی اور انشاء اللہ مجاہد اسلام میاں محمد نواز شریف ہی ترقی کی راہ پر گامزن کرے گا۔ ان پر جھوٹے الزامات لگا کر یہ ہمیں منزل کی طرف سے نہیں ہٹا سکتے اور نہ ہی ہم ہٹیں گے اور نہ ہی ان کے بہکاوے میں آئیں گے۔ انشاء اللہ ہم مسلمان ہیں ، ہمارے مصمم ارادے ہیں اور انشاء اللہ ، اللہ تبارک و تعالیٰ ہماری مدد فرمائیں گے اور ہم اپنی کشتی کو کنارے پر لگائیں گے۔ بہت بہت شکریہ۔

Mr. Presiding Officer: Thank you very much, there would be no

point of order now. Mr. Taj Haider now, I give him the floor.

Mr. Hussain Shah Rashdi: Sir, point of personal explanation.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میجر مختار صاحب، آپ پہلے تقریر کرنا چاہتے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) مختار احمد خان: جی ہاں۔

Mr. Presiding Officer: O.K. Major Mukhtar Sahib.

Mr. Hussain Shah Rashdi: Mr. Chairman, would I be permitted to a point of personal explanation because Mr. Abbasi has said certain things.

Mr. Presiding Officer: I hope you won't take long.

Mr. Hussain Shah Rashdi: No sir, I just want to say one sentence.

جناب پریذائیڈنگ آفسیر: ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ یہ چھوٹی موئی باتیں ہوتی رہتی ہیں۔ ہم نے یہاں پر بھی کسی کو پوائنٹ آف explanation پر اجازت دے دی تھی۔

جناب حسین شاہ راشدی: جناب، گزارش یہ ہے کہ انہوں نے چوہوں کا ذکر کیا۔ تو میں نے اس تقریر میں چوہوں کا ذکر قطعاً نہیں کیا تھا۔ باقی ان کو اعتراض ہے کہ گھوڑوں نے مربے وغیرہ کھائے ہیں۔ میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ آئندہ جب گھوڑوں کے لئے مربے اور مکھن آئیں گے تو گھوڑوں کے ساتھ ان کو بھی کھلایا جائے گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ جی۔ اب میجر مختار صاحب۔

Maj. (R) Mukhtar Ahmad Khan: Thank you Mr. Chairman. Sir, the subject for debate is the report of the 'Observer' and I think, that all that I have heard, most of it at least I think, has been restricted mainly to allegations and counter allegations which I think, should not have been the case. Because if you look at it fairly and when I say fairly, I don't intend to say it, whether lean towards the Peoples Party's point of view or the Muslim League's point of view. Sir, as far

as the previous government was concerned that issue has been debated everywhere. As far as their performance was concerned, as far as allegations on them were concerned, it has been done on the media, whether the TV. It has been done in the newspapers, it has been done at every level. So that as a case by itself is going on. There is no need, I think, to refer to that. The point is the Observer's report. So we must restrict ourselves to this report only. To my mind sir, while we are debating this, there are two questions here. No.1, the allegations are with regard to the Prime Minister of Pakistan. You take him as a person that is one and the Prime Minister, that is the important issue.

Sir, after the elections when he was given this great mandate, as everybody says, we also agree to that, now this was an indication of the trust that was reposed in him. At least that you would agree with me. Now that trust meant that he should carry on in his office with actions which should be prestigeous and honourable as far that office but I think that there the question rises that the people, after the" Observer" report, have got a lot of observations on this. The observations are that it is the sanctity of the Prime Minister's Office that has been abused. So we must take this in that context because as far as the previous allegations are concerned, since I think the inception of Pakistan, we have been at the mercy of all these, what I would say the rapacious rulers but at the same time also , this question has arisen. The time when the country's existence is at a stake sir, when there is an eminent melt down, economic down, when there is law and order problem, when there is unemployment problem, when there is unchecked corruption.

So, in this case , I do not intend to sermonise but the point that comes to mind is that having said everything from both the sides, we did not come up with

the core question sir, the question was , has the Prime Minister bought these flats or not? Does he own them or not? Nobody has replied us on this . The question is, is he involved in money laundering? The question is, is he involved in the tax evasion? But I think non of these questions have been answered. Instead, we heard the leader of the opposition and the honourable Law Minister, they spoke on very intricate technical law points. I do not have a legal mind sir and I would not go for some of the things as far as I am concerned, I am not concerned whether the Observer Report did not call Gen. Jehangir Karamat, a General or Lt. General, I am not concerned whether the name was spelt this way or that way , we make these mistakes out here. But the main thing was the allegations. That is what we are concerned with and sir, when the honourable Law Minister was clearing his position, that is the Prime Minister's position, I noticed another thing, I caught that the elusive Senator Saifur Rehman, I think carried a lot of weight because even he was washing his dirty lenin and after that one of our honourable Senator came up and he was also washing his dirty lenin. Though the gentleman was present here yesterday, he should have done it himself. Why did they take it upon themselves to wash his dirty lenin? And thats what a big stick he carries, so how can we expect " INSAAF" from him. What should have happened is days that as they put up the allegations of Peoples Party against the Peoples Party and they formed a cell and a full time Senator, a Senator whom we hardly see in the House. I think except for yesterday and another time I do not know, I can not make out the colour of his face whether it is white or yellow. I just can not because you do not see enough of him and he has got a full time job of looking after this. So, likewise, I think, this should have been the case on this side also. Now when these allegations are there, at least there should be a cell to try out this case also. An opposition Senator, a

cell should be put up and I would recommend that you and I think Dr.Safdar Abbasi would be the right man for that and let him come up before him and let him clarify his position. That onus lies on him as a Head of the State to come as the Prime Minister, to come and clear himself.

Sir, the Law Minister talked of verity and he used it a number of times. But sir, what to talk of verity, what is their verity? They have no credibility. What is their credibility. They challenge Rehman Malik's report. You see the point is that they dare for clearing their own names. They went alleging and making remarks on Rehman Malik but what is their own? Ask them, we were with them what is their verity. Ask my friend from the JWP, what was their verity? Ask the BNM what was their verity? I think even Mr.Rizvi he might not here today but ask them what is his verity? Leave him aside, we are all in the Parliament but there are people outside. You know people who matter ask them what is their varity, they have been given a clear message. We have been given a clear message. So, what is their verity? When they don't have credibility themselves how can they question the crdibility of someone else?

Sir, Mr. Zafarullah Khan Jamali came up and Rashdi Sahib has said, he said that he had given an appointment to Mr. Rehman Malik. I think seriously, Sir, if it is not a matter of Mr. Jamali's pride. I think he should apologise if not to the country, at least to the Prime Minister. Then I think if Mr. Rehman is such a person, such a bad person as they portray him then I think he owes apology to the Prime Minister for having put him in place to do this. He owes him this much and Sir, Mr. Jamali talks of and I thought he admonish everybody out here and he talked of democracy. But there are again allegations against the change of Government in Balochistan. I do not know because we read them in the

newspapers and the allegations it was changed. There are some serious doubts about that. So, I think it would be better for Mr. Jamali not to talk on these matters. Sir, I don't have any grudge against Mr. Nawaz Sharif, if someone wants to say that he has got the Palace of Warsail, honestly, I would not have grudge for him. I do not have any grudge for Mr. Rehman Malik, his 46 square *Murabas* as Mr. Jamali says, I don't have any grudge for them.

اگر how can I say, no. But the point is یہ تو سر اللہ کا دین ہے بس جن کو دیا ہوا ہے حلال کی ہو تو ٹھیک ہے

but if it is with syphering of money, if it is with tax evasion and if it is with money belonging to the people then I definitely and everybody has a reservation and objection to that. We do not, in any case, say why did Mr. Nawaz Sharif, Mr. Nawaz Sharif should come up and clarify his position.

Sir, Mr. Pervaiz Rashid well he is not around here but he mentioned and I must get this record straight, he said that he had given us one of CSPs but you know that is a matter of goodwill, a gesture of goodwill, being allies of the Muslim League. I think we give them one of the technocrats. I don't know which one of it is but we give them one of the technocrats. He is very wrong on that score. He has given us nothing, Sir, and they have given us nothing. Sir, at this time, when, as I said , the existence of the nation is at stake. Mr. Nawaz Sharif has acted very brashly and that is the reason and I think the more they talk about it that side, they will come up with more negative points. The more they talk about it, the more they will come up with.

Sir, after becoming the Prime Minister, I told you his experiences, our experiences with him and with the nation. The case of Pakhtoon Khwa, the case of the Kalabagh Dam and the Foreign Currency Account, the latest is the pressure

tactics on the parliamentarians.

Mr. Presiding Officer: Major Sahib would you kindly conclude?

Maj. (Retd.) Mukhtar Ahmad Khan: And he made famous remarks of his that should they not cooperate in the 15th Amendment, you will use the government's machinery. Now this is added to all this thing, Sir, and I think that Mr. Nawaz Sharif would be wise either to face the Commission, to face an Ehtesab Cell or to come and clarify his position personally. That would be in the interst of him, himself plus since the damage is done not to himself but to the prestige of the country, the honour of the country. So, I think it is best he should come and clarify this position himself in the Parliament. . Thank you.

Mr. Presiding Officer: Thank you very much Major Sahib. Now, I invite Mr. Rafique Rajwana to take the floor.

ملک محمد رفیق رجوانہ۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! جس حوالے سے کل سے یہ موضوع زیر بحث ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے محترم خالد انور ، وزیر قانون نے ایسا مدلل جواب دیا کہ جو الزامات ہمارے وزیر اعظم پر لگائے گئے ان کی قلعی کھل گئی ۔ ان کا جو جواب آیا اور اس کے بعد دیگر تقاریر سے میں سمجھتا ہوں کہ Observer کی اس رپورٹ کی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔ بطور قانون کے طالب علم کے میں تھوڑی باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں جب رحمٰن ملک کی credibility under discussion آئی تو it was being repeatedly said from the other side, why do you discuss the conduct and character and past of Rehman Malik. As a student of law and Mr. Chairman, you have been practising at law میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب بھی کوئی شخص کوئی ایسا allegation لگاتا ہے تو اس کا ماضی ، اس کا کردار اور خاص طور پر یہ دیکھا جاتا ہے کہ who is the man behind it ان سارے الزامات کے پیچھے دیکھا جائے تو میں آپ کو باری باری ان باتوں سے یہ بات واضح کروں گا that how it happened. The cases registered and the other cases being tried by the

Ehtesab Bench against the couple who had looted this country. And then the credit which the present regime got after the atomic explosion. Then the trial which was started of those cases in which the couple is accused of, and then going out to the country of Rehman Malik and then publishing of that report on the letter of Rehman Malik. This is a chain sir, which starts from point-1 and ends at the report of the Observer. So, I would submit that this is a chain which relates to the origin of this report which started from the point-1 which I have submitted. And it is repeatedly said that they know what he has denied, that these flats are not . What owned by Mian Nawaz Sharif. What is being done here. Everybody has categorically denied that these flats are not owned by Mian Nawaz Sharif, even then they are saying that nobody is denying. So, keeping the conduct, the past, the corruption of a fugitive from justice, nobody should believe the report of Observer. Then another important aspect is that, how generously and how with whole heartedness, we have welcomed this discussion.

اگر ہمارے دل میں چور ہوتا تو ہم اس کو ضرور دباتے، رولز کی suspension کا consent نہ دیتے۔ ہم نے کھلے دل سے کہا کہ آئیے ہمارے ساتھ بحث کریں، آئیے آپ کے پاس کیا ہے، یہ تھیلے میں آپ نے کیا چھپایا ہوا ہے اور کچھ بھی نہ نکلا۔ میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ اس discussion کے لئے ہماری open offer اس بات کی دلیل ہے کہ ہمارے ہاتھ صاف ہیں، ہمارا دامن صاف ہے۔ اب رہی بات کرپشن کی تو جوڑے نے جو کرپشن کی ہے اس بارے میں وہ کتاب جو لہرائی جا رہی ہے اس پہ اعتراض ہے کہ کل بھی دکھائی گئی اور آج بھی دکھائی جا رہی ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ میں کتاب نہیں لہراتا ہوں

I would just go through from a portion of the Sunday Times of September 14th of 1997, which reads like this,Bhutto's husband was targetted in US Drugs Act and I would just read a para for the information of the press that how he was linked with CIA and what were the investigations of the agencies in America regarding drugs

against this man, who has brought this country, this couple has brought this country to this stage which we are facing, to which we are passing through. This is, we talked about, how they were going to shift drugs to America in a metal cutter, banks said last week, they also told me that the United Kingdom was another area where they had shifted heroin and hashish on a regular basis. Then it says, bank said, he recorded the entire conversation on a concealed tape recorder and later give the tape and his written report on the meeting of DEA, this is Drug Enforcement Agency of America, official in Islamabad. It's very important which I'm going to read now, a retired senior British Customs Officer who run all the anti-heroin operation at that time, confirmed that the government had received reports about Zardari's alledged knowledge of the drugs trade, we received intelligence reports from about three or four sources, about his alledged involvement as a financier. He said obviously this was all reported to the British Government. And the most important thing how they were linked with CIA at that time, when it was said that the information about Zardari was reported to a meeting of DEA, Drug Enforcement Agency of United States, FBI and American customs officer in New York, he claimed that subsequent investigation was halted after CIA said that they do not want to disturb them. So here in this report, this is of "Sunday Times" and there are so many, numerous reports in this book. Where were they? Where are they? Have they sued any of the newspaper? The only thing which I know as a student of Law that we have to give a notice in the protection on the part of the Prime Minister that they have lodged a complaint to the Press Commission in the United Kingdom. What else can we do? So we will straight away go for the filing of the suit. That was the reason that the worthy Minister of Law has asked them yesterday that,"did you file any suit regarding all

these allegations?" So again sir, I would submit one thing, not agains but it's a new thing that nobody has taken notice of this thing that the Leader of the Opposition has said about the honourable parliamentarian. He categorically said that this is the corrupt government, by the corrupt people, for the corrupt people. The Prime Minister has been elected by the parliamentarians, it means that every parliamentarian is a corrupt man. That the people of Pakistan who voted for Prime Minister Nawaz Sharif, for Muslim League, are they corrupt? I would humbly request to the Leader of the Opposition that he should beg excuse. He should beg pardon form the nation. He should beg pardon from the Parliament that how he spoke these words about the parliamentarians. He should have said anything which he wanted to say about that Observer report. Why to say that the corrupt government, by the corrupt and for the corrupt. Nobody has raised any objection on that but I will take exception to this that at least it is intolerable that we should tolerate these things regarding the worthy parliamentarians.

اور یہاں مجھے ایک بات اور بھی عرض کرنی ہے

that the worthy members, worthy Senators belonging to the ANP group, would they support the corruption of Benazir and Asif Zardari? They have said nothing today and yesterday about that. Do they take any exception to that, so they should also say about that couple, what they have done? No doubt that they have left this area and they have gone to that side of the benches. But they must say something about that couple also. Now sir,again I would submit

وہ اردو میں مثال ہے الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ لوٹا انہوں نے ملک کو، تباہ کیا انہوں نے، سوئزلینڈ کے بنکوں میں پیسہ بھیجا انہوں نے لا محالہ اس کا نزلہ گرا پاکستان پر اور اس کا الزام ہم پر لگا رہے ہیں کہ ملک اب اس نہج پر پہنچ گیا۔ اس کو آہستہ آہستہ ان لوگوں نے کھایا اور پھر سپریم کورٹ کی judgment ہے

whereby their dismissed government was not restored. I say that their corruption was stamped by the Supreme Court at that time. And when our government was dismissed, that was stamped that, that was a wrong dismissal and our honesty was stamped by the Supreme Court of Pakistan. So these are the verdicts and dictims laid down by the Supreme Court regarding their corruption and regarding our innosence. So I would submit that the allegations are totally false and frivolous in nature and they cannot be considered, and befitting reply has been given by the honourable Minister for Law and with all these words I do not want to take any more time. Thank you very much sir.

Mr. Presiding Officer: So far, please just a moment, we have been able to hear only nine speakers for today and fourteen more are left. So what do you suggest should we continue or have the House adjourned?

Mr. Shafqat Mehmood: Sir before we adjourn, a short point of personal explaination. Just a short point sir.

Mr. Presiding Officer: Please let Mr. Shafqat Mehmood explain.

Mr. Shafqat Mehmood: I was not here Mr. Chairman, I believe that one of the honourable Senators from there alluded to the fact that the former A.C. Kasoor, and then said that

فسانے چھوڑ کے آئے اور یہاں مجھے ایک بات ارض کرنی ہےاور یہاں مجھے ایک بات اور بھی عرض کرنی ہے

just for the information I've never in my life ever been posted to Kasoor.

Syed Masood Kausar: Sir, I am going to Peshawar tomorrow morning, would you kindly allow me to speak for 5 minutes as a last speaker for today this evening.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ ایک آدھ سپیکر کو لے لیں۔

I have about 14 more speakers, if you both agree that one speaker from this side and one from that side can speak before we adjourn for tomorrow. I think, it is agreed. Now, I give the floor to Masood Kausar.

میاں رضا ربانی۔ جناب والا! 9 بجے تک کر لیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ ہمیں تو کوئی اعتراض نہیں ہو گا لیکن I feel کہ آج صبح بھی اجلاس ہوا تھا اور اب شام کو بھی ہو رہا ہے so, I feel all of you must be tired. So, let us have it adjourned for tomorrow after we take these two speakers. I give the floor to Mr. Masood Kausar.

سید مسعود کوثر۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا انتہائی ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے out of turn اپنی گزارشات آج کے اس موضوع کے حوالے سے اس ایوان کے سامنے پیش کرنے کا موقع دیا۔ جناب والا! مجھے کل اور آج کی جو بحث ہوئی ہے اس پر پورا اطمینان ہے اور میں مطمئن ہوں کہ جو مسئلہ 'Observer' نے اپنی رپورٹ میں پیش کیا ہے آج اس طرف کے اور اس طرف کے مقررین کو سننے کے بعد اس قوم کو اب معلوم ہوگیا ہے کہ 'Observer' کی رپورٹ درست تھی یا غلط تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ خالد انور صاحب جن کو میں ہمیشہ وکیل کی حیثیت سے ایک انتہائی قابل وکیل سمجھتا رہا ہوں مجھے کبھی کبھی ان کی حالت پر افسوس آتا ہے کہ وہ بھی کہیں گے کہ یہ کس جگہ پر آ کر میں پھنس گیا ہوں کیونکہ کل جو انہوں نے بحیثیت وزیر قانون تقریر کی مجھے پورا یقین ہے کہ یقیناً یہ ان کے ان چند کیسوں میں سے ایک کیس ہوگا جو کہ وہ ہار چکے ہیں ۔ جناب والا! ان کے استدلال کے چند پہلو میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں ۔ قانون کا بنیادی اصول یہ ہے کہ جب آپ پر الزام لگتا ہے جب یہ کہا جاتا ہے کہ آپ نے قتل کیا ہے تو اس کا جواب کبھی یہ نہیں ہوتا کہ مجھ سے پہلے چند لوگوں نے قتل کئے ہیں۔ اگر آپ پر ایک الزام لگتا ہے تو آپ اس الزام کو اس طریقے سے rebute نہیں کرتے کہ اوروں نے بھی یہ کیا ہے۔ اگر کوئی رپورٹ ہمارے خلاف publish ہوئی اور ہم نے sue نہیں کیا تو ان کے دفاع میں یہ بات استعمال نہیں کی جا سکتی کہ جناب والا! آپ نے ایسا کیوں نہیں کیا ۔ میں پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ جتنے بھی الزامات آبزرور نے چھاپے

ہیں اس میں ایک الزام کا بھی یہ تسلی بخش جواب نہیں دے سکے - جناب والا! یہ پاکستان نہیں ہے کہ آپ جس کے متعلق جو چاہیں لکھ لیں۔ مغربی پریس غیرذمہ دار تو ہوسکتا ہے لیکن انہیں اس خمیازے کا بھی پتا ہے کہ کیا بھگتنا پڑتا ہے۔ یہ ان کو بھی معلوم ہے یہ صرف پاکستان کے پڑھے ہوئے نہیں ہیں یہ barrister at law بھی ہیں اور ان کو یہ معلوم ہے کہ وہاں defamation کے cases میں کتنی بھاری بھاری رقوم damages کے طور پر دی جاتی ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ جب کسی پاکستان کے وزیر اعظم کے متعلق کوئی false, defamtory statement publish کی جائے تو اس کے جو damages ہیں وہ Observer کا بھٹہ بٹھادیں گے۔ وہ کوئی ایسے ویسے damages نہیں دیتے۔ اس لئے یہ کہنا کہ Observer کی رپورٹ رحمٰن ملک نے دی ہے، وہ قانون جانتے ہیں، رپورٹ چاہے کسی کی بھی ہو، رپورٹ کرنے والا چاہے کوئی بھی ہو، یہ اخبار کی ذمہ داری بنتی ہے کہ جب وہ یہ چھاپے گا تو اسے اپنی ذمہ داری کا احساس ہونا چاہیئے اور اسے ان consequences کا بھی احساس ہونا چاہیئے کہ اگر ایسی غلط خبر چھاپی تو اس کے consequences کیا ہوسکتے ہیں۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کا جتنا بھی استدلال تھا، اس میں انہوں نے categorically کوئی allegation ابھی تک rebute نہیں کی۔ جناب والا! technicalities کے پیچھے چھپ رہے ہیں۔ یہ ایسی ہی بات ہے کہ جیسے کوئی دعویٰ کرے اور جواب میں آئے کہ جی یہ دعویٰ زائد المیعاد ہے۔ یعنی زمین میں نے پکڑی ہوئی ہے کسی کی لیکن آپ کو دعوے کا حق اس لئے نہیں کہ یہ زائد المیعاد ہے۔ کام میں نے کیا ہوا ہے لیکن اس لئے کہ اس عدالت کو اختیار سماعت حاصل نہیں ہے۔ یہ technical objections ہیں، facts پر آئیے، facts کو deny کیجیئے اور پھر آپ کو پتا ہے وہ وزیر قانون ہیں اور آج یہ مقدمہ عوام کی عدالت میں پیش ہو رہا ہے۔ آج آپ وہ باتیں نہیں کرسکتے جو آپ کو technicalities میں لے جائیں۔

آج پاکستان کے عوام کو معلوم ہوچکا ہے کہ کون وہ شخص ہے جس نے اس ملک میں کرپشن کی ابتداء کی ہے اور کرپشن کو introduce کیا ہے۔ کون وہ شخص ہے جس نے اس ملک کے تمام اداروں کو کرپٹ کیا ہے؟ کون وہ شخص ہے جس نے اس ملک کے ایسے ایسے اعلیٰ اداروں کو کرپٹ کیا ہے جس کی وجہ سے آج یہ ملک تباہی کی دہانے پر کھڑا ہے۔ یہ وہ شخص ہے جناب والا! جس نے 1988ء میں صوبہ سرحد کی اسمبلی میں ممبر خریدنے کے لئے اپنے ایجنٹ

بھیجے۔ میں آج یہ بات کرتا ہوں کہ جناب والا! یہ وہ آدمی ہے جس کی یہ سوچ تھی کہ اگر ایک ارب روپیہ اس کے پاس ہو تو وہ اپنے employees اسمبلیوں میں لائے گا اور وہ کامیاب ہوا ہے۔ آج ان لوگوں کو جناب والا! جس شخص نے چار دن پہلے نام نہاد شریعت کا جو مسودہ تیار کیا تھا محمود غزنوی، میں نے کل سنا ہے کہ اس کو appellete bench کا جج بنادیا گیا ہے۔ یہ وہ آدمی ہے جس نے کہ غلط لوگوں کو اعلیٰ ترین اداروں میں بھیج کر ان اداروں کی تذلیل کی ہے اور ان کو کرپٹ کیا ہے۔

جناب والا! یہ وہ شخص ہے، یہ تو تمام عمر اقتدار میں رہا ہے۔ یہ تو سنہ 1977 سے جو سلسلہ شروع ہوا، اس مرد مجاہد کا جس نے کہ اس ملک کو تباہی کے دہانے پر اور جس کی یہ اولاد ہیں، سیاسی اولاد ہیں۔ یہ تو ضیاء الحق کا پروردا ہے اور اس نے اسی وقت سے کرپشن کے ذریعے اپنے کارخانے بڑھائے ہیں۔ کب یہ رہا ہے بغیر اقتدار کے۔ 1988ء میں پہلی بار اس کو انکم ٹیکس ڈپارٹمنٹ نے نوٹس دیا کہ جناب یہ آپ 475 روپے جو ٹیکس دے رہے ہیں یہ کس بات کا ہے۔ انہوں نے reopen کیا کیس کو۔ کروڑوں روپے کے ٹیکس کا یہ نادہندہ ہے۔ دوبارہ جب 1990ء میں اس کی حکومت آئی تو اس آدمی کو اس نے برطرف کردیا، suspend کر دیا اور اس کے بعد یہ سلسلہ چلتا رہا ہے۔

جناب والا! مجھے یہ بہت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج یہ اس صوبے کو بدنام کر رہا ہے جس کی یہ نمائندگی کر رہا ہے۔ آج اس صوبے کے لوگوں کو اس نے جن اداروں میں بٹھایا ہوا ہے وہ پاکستان کی تباہی کے درپے ہیں۔ آج کوئی ادارہ آزاد نہیں ہے۔ جناب والا! کیا انہی کے وقت میں یہ نہیں کہا گیا کہ سپریم کورٹ تک کو سوٹ کیس گئے ہیں۔ یہ تو ایسا شخص ہے جس نے corruption کی ابتداء بھی کی اور corruption کی انتہا بھی کی۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ آج اس طرف کے بیٹھے ہوئے لوگ، چاہے وہ زبانی کچھ بھی کہیں لیکن وہ اپنے ضمیر میں خود محسوس کرتے ہوں گے کہ ان کا لیڈر نہ صرف corrupt ہے بلکہ اس نے اس ملک کو corruption کے حوالے سے تباہی کے دہانے پر کھڑا کیا ہوا ہے۔ اس لئے ہمارے اس طرف کے ساتھی چاہے ان کو کتنا بھی defend کیوں نہ کریں، چاہے کتنی ہی ان کی تاویلیں پیش کریں، میں سمجھتا ہوں کہ آج اس قوم کو پتا چل گیا ہے کہ اس ملک کو لوٹنے والا کون ہے۔ کہتے ہیں free hold اور lease hold جناب والا! ان کو پتا ہے کہ لندن میں پراپرٹی کی کتنی

قسمیں ہوتی ہیں۔ اگر ایک شخص 99 years کی lease پر ہے، وہاں پر تو آدھے سے زیادہ leased land property ہوتی ہے، وہ country hold property ہوتی ہے اور اگر 99 years کی lease کی پراپرٹی آپ نے خریدی ہے اور Mayfair میں، جناب والا! جو لوگ Mayfair اور سنٹرل لندن سے واقف ہیں ان کو خود بھی اس بات کا احساس نہیں ہے کہ آپ ایک طرف اس قسم کی عیاش زندگی گزارتے ہیں اور دوسری طرف آپ ٹیکس نہیں دیتے ہیں۔ اگر ٹیکس نہیں دیتے تو جناب والا! آپ شریعت لاتے ہیں۔ یہ پہلے تو اس ملک کا امیر ترین آدمی بن گیا، اب یہ امیر المومنین بننا چاہتا ہے، وہ کون ہے جو سب سے زیادہ امیر ہو۔ یہ اس شخص کی جگہ بیٹھنا چاہتا ہے کہ جس سے لوگوں نے پوچھا کہ حضرت عمر آپ کا قد تو اتنا اونچا ہے اور مال غنیمت کا کپڑا اتنا تھوڑا تھا تو آپ نے کیسے اس کپڑے سے اپنا تن ڈھانپا ہے، تو انہوں نے کہا کہ اس کا جواب میرا بیٹا دے گا۔

جناب والا! اتنا دھوکہ، اتنا فریب یہ ایسی چیزیں ہیں جس کو کوئی بھی معاف نہیں کر سکتا۔ میں wind up کرتا ہوں، آپ کا شکریہ، میں یہ عرض کروں گا کہ جہاں تک محترمہ بینظیر بھٹو یا پاکستان پیپلز پارٹی کے قائدین پر جو الزامات ہیں وہ انہی کے مقرر کردہ ججز ہیں، انہی کے وہ ججز جن کو انہوں نے دودھ ملائی کھلائی ہے، ہم ان کو عدالتوں میں face کر رہے ہیں۔ شرم کی بات ہوتی ہے جب ان کی عدالتوں میں آپ جائیں، احتساب عدالتوں میں۔ اب کوئی شریف آدمی اس عدالت کے رویئے سے مطمئن نہیں ہو سکتا کیونکہ ان کا جو رویہ ہے وہ تمام قانونی اقدار سے بالاتر ہے۔

Mr. Presiding Officer: Thank you very much. I hope you don't mind, we are already running short of time and I have only one speaker now. Now Mr. Zareef Khan Mandokhel will take the floor and he is the last speaker.

شیخ ظریف خان مندوخیل۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ کل سے تقریریں ہو رہی ہیں۔ ایک سے ایک اچھی تقریر کی گئی ہے۔ جب خالد انور کے بعد ہم تقریر کرتے ہیں تو اس تقریر کو ہم تقریر نہیں کہہ سکتے ہیں۔ میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ اپوزیشن کے ہمارے بھائی یہ

ہوتا تو ایک مفرور شخص کے ایماء پر جس نے ایک درخواست دی یا اخبار کو کچھ hints دیئے ہیں تو اس پر ان کو اتنی لمبی بات نہیں کروانی چاہئیے تھی۔

جناب والا! یہ کہتے ہیں کہ ملک پسماندہ ہو گیا ' خراب ہو گیا ' یا خراب ہو رہا ہے۔ یہ سب باتیں ٹھیک ہیں ' صرف وہ یہ نہیں بتاتے کہ خراب کس نے کیا ہے ' ہم لوگوں نے کیا ہے ۔ اس حکومت نے کیا ہے یا انہوں نے کیا ہے ۔ میرے خیال میں اگر یہ حقیقت سے کام لیں تو حقیقت یہ ہے کہ ہماری اگر کوئی شکایت کرے تو ہم مغربی پاکستان کا وہ حشر کردیں جو انہوں نے 1971 میں مشرقی پاکستان کا کیا تھا۔ اب میں ان لوگوں سے request کرتا ہوں۔ سب پڑھے لکھے لوگ ہیں۔ ایک سے ایک قابل لوگ ہیں۔ ابھی کل پرسوں کی بات ہے کہ ہمارا ملک corruption میں پتا نہیں ایک نمبر پہ تھا یا دوسرے نمبر پہ تھا ۔ ابھی چودھویں نمبر پہ آ گیا ہے ۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ کیوں یہ خرابی دور ہو گئی ہے۔ ہمارا ملک تو ادھر ہی ٹھیک تھا ایک یا دوسرے نمبر پر ۔ اب چودہ نمبر پر ہم اس کو برداشت نہیں کر سکتے ہیں۔ واپس ایک یا دو نمبر پر آ جائے۔ یہ اس ملک کی کوئی خدمت نہیں ہے۔ ہم ایوان بالا کے ممبر ہیں۔ عوام جو ہمیں یہاں بھیجتے ہیں اور ہمیں دیکھتے ہیں کہ یہ کیا کہتے ہیں۔ کیا کر رہے ہیں۔ اب آپ یہ دیکھ لیں کہ اس ملک میں میرے خیال سے اتنی طاقت ان کی حکومت نے نہیں چھوڑی تھی کہ خدانخواستہ اگر ہم پر انڈیا یا کوئی ملک حملہ کرتا تو ہمارے پاس ایک دن کے لڑنے کے لئے بھی خزانے میں پیسے نہیں تھے۔

"آبزرور" کو وہیں چھوڑ دیں جدھر ہے۔ نوازشریف نے ملک کی اتنی خدمت کی ہے۔ یہ دھماکوں کے لئے اس پر جتنا load تھا میرے خیال میں اگر کوئی کمزور type کا آدمی ہوتا تو وہ ان دھماکوں کو ignore کرتا۔ دھماکے نہیں کرتا لیکن اس نے کلنٹن کے کئی ٹیلیفون پر اور باقی ملکوں، جن میں G-8 کے ملک شامل ہیں ان کی کوئی پرواہ نہ کرتے ہوئے ایک دم دھماکے کئے اور آج اس ملک میں ہم سب لوگ چوہدری بنے ہوئے ہیں ان دھماکوں سے۔ اب ہم لوگوں کو سوچنا چاہئیے ۔ یہ ملک ترقی نہیں کرے گا۔ مولانا فضل صاحب اپنے لیڈر کی تعریف کرتا ہے۔ میں اپنے لیڈر کی کرتا ہوں۔ یہ ہمارے بھائی صاحبان تشریف فرما ہیں۔ یہ لیڈروں کی تقریریں اور صفتیں میرے خیال میں ہم لوگ چھوڑ دیں ۔ ہم facts کی طرف آئیں۔ ابھی انہوں نے یہ کہا تھا کہ جس دن مشرقی پاکستان میں جنگ ہو رہی تھی میں خود بھٹو صاحب کی وہ تقریر سن رہا تھا جب

انہوں نے کہا ہم ایک ہزار سال تک لڑیں گے۔ کل جب وہ بنگہ دیش بن گیا تو میرے ساتھ ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ وہ کہتا ہے بھٹو صاحب تو ایک ہزار منٹ بھی نہیں لڑے۔ fact کو fact کہنا چاہیئے۔

اب آپ یہ دیکھ لیں کہ ایک آدمی یہاں سے فرار ہوا ہے یا مفرور ہے یا چور ہے یا جو کچھ بھی ہے ہم کسی کی کردارکشی نہیں کرتے ہیں۔ رحمان ملک صاحب کو پاکستان میں رہنے کے لئے کیا جگہ نہیں ملتی۔ وہ جاتا ہے ہمارے ملک سے اور ہمارے وزیراعظم کو بیرون ملک بدنام کرتا ہے۔ آپ لوگوں نے میرے خیال میں آج تک مجھ سے نہیں سنا ہوگا کہ محترمہ نے یہ کیا وہ کیا۔ میں اس کو بھی اپنے ملک کی ایک محترم شخصیت سمجھتا ہوں۔ کیا ہم اپنے وزیراعظم اور صدر کو spare نہ کریں۔ پھر ہماری کیا عزت رہے گی۔ میرے خیال میں ہم لوگوں کو سوچنا چاہیئے کہ ملک میں اس وقت کیا ہو رہا ہے۔ اب ہمارے opposition والے بھائیوں نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا کہ اب اگر ہم حکومت کو ختم کر سکیں تو یہ ٹھیک موقع ہے۔ حکومت نے دھماکے کئے ہیں بیرونی دنیا دھماکوں پر حکومت کے خلاف ہے تو شاید ہماری ایک آدھ چوٹ سے یا" آبزرور" کی ایک رپورٹ سے ان کی حکومت ختم ہو جائے۔ انشاء اللہ یہ حکومت ختم نہیں ہو گی۔ عوام نے اس کو بہت بڑا mandate دیا ہے۔ اور ان لوگوں سے میں یہ پوچھتا ہوں کہ جب ہمارے ملک میں مارشل لاء ہوتا تھا تو ہم لوگ یہ کہتے تھے کہ election کرائیں۔ election کرائیں۔ جب election ہوتے ہیں، پھر election کو ہم لوگ نہیں مانتے ۔ اب عوام نے ۱۳۵ سیٹیں نوازشریف کو دی ہیں ۔ اتحادیوں کے ساتھ ابھی بھی ۱۶۰ سیٹوں تک پہنچتے ہیں۔ اب اگر elected لوگوں کو نہ مانیں۔ باہر مولانا قادری صاحب یا نصراللہ صاحب کچھ بھی کہیں کیا اسی پر ہم عمل کریں اور نوازشریف کو ختم کرنے کے لئے سوچیں۔ کل کو اگر کوئی دوسرا حکومت میں آتا ہے تو اس کا بھی یہی حشر ہو گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے ملک کو پاکستان نہیں کہنا چاہیئے ۔ الیکشنستان کہنا چاہیئے۔ یہ جو ہم elected آدمی کو چھوڑتے نہیں ہیں پھر اس ملک میں جمہوریت ہے اور ہم کہتے ہیں non-elected لوگوں کو ہم برداشت نہیں کریں گے۔ پھر اس ملک کا کیا بنے گا۔ ابھی وزیراعظم نے اس ملک میں دھماکے کئے ۔ اس وقت corruption میں جب ہمارا ملک دو نمبر یا ایک نمبر سے چودویں پر آ گیا۔ میں وزیر اعظم کو مبارکباد دیتا ہوں اور میں توقع رکھتا ہوں کہ اگر ہمارے اپوزیشن کے بھائیوں نے ساتھ دیا تو چھ مہینے یا سال کے اندر یہ ملک باہر کی دنیا والوں

کو بھی نظر آئیگا۔ اب تو جب ساری دنیا کی نظر بد ہمارے اوپر ہے کہ پاکستان نے کیوں ایٹمی دھماکہ کیا۔ ہم لوگوں کو سرکاری بنچوں اور اپوزیشن والوں کو سب کو سوچنا چاہیے۔ میرے خیال میں اگر ہم اپنی ذمہ داری کو نہ سمجھیں اور یہ کہیں کہ ملک کا خیال رکھنا ہمارا کام نہیں ، اکرم ذکی صاحب یا لون صاحب خیال رکھیں۔ ہم سب جو یہاں آئے ہیں ہم سب Elected Member ہیں ہم کو سوچنا چاہیے۔

کل سے آپ دیکھ رہے ہیں کہ آبزرور کی ایک رپورٹ پر ہمارے غریب عوام کا کتنا پیسہ خرچ ہوا ہے۔ ایک ایک ہزار روپیہ ایک ممبر روزانہ لیتا ہے اور بورڈنگ اور لاجنگ اس کے علاوہ ہے اور باقی خرچے علاوہ ہیں۔ یہ ہم عوام کی خدمت کرتے ہیں؟ آئندہ کے لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ باہر کے ممالک کے ایرے غیرے اخبار اگر کوئی ایسی رپورٹ دیتے ہیں تو ایسی باتوں کو اسمبلی یا سینٹ میں زیر بحث نہ لایا جائے۔

میاں صاحب ہمیں کہتے ہیں کہ آپ مہربانی کریں اپنی تنخواہ اور الاؤنسز کم کریں۔ اب اپنی تنخواہ میں اگر میں پندرہ سو کم کروں تو کیا فائدہ ہوگا۔ کل اور آج تو دو لاکھ روپے زیادہ لگ گئے ہیں۔ ان چیزوں کا خیال رکھنا چاہیے۔ اب اگر میں شروع ہو جاؤں تو میرے خیال میں کل شام تک میں بتا سکتا ہوں کہ پیپلز پارٹی کی حکومت نے یہ غلطی کی اور اس سے پہلے ضیاء الحق کی حکومت نے یہ کیا، اس سے پہلے سکندر مرزا نے یہ کیا۔ ان باتوں سے کیا فائدہ ہے۔

اب ہمیں مل کر ملک کی ترقی کے لئے سوچنا چاہئیے اور negative خیالات کو چھوڑنا چاہئیے۔ میں یہی کہتا ہوں کہ اس وقت ہمیں وزیر اعظم کا ساتھ دینا چاہئیے ۔ ہم پر بیرونی دباؤ بھی ہے۔ ہمارے ملک کی بدقسمتی ہے پچاس سال سے یہی کہہ رہے ہیں کہ ہمارا ملک سنگین بحران سے گزر رہا ہے، 47 سے گزر رہا ہے ، ابھی تک یہ گزر رہا ہے۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ سنگین بحران تو صرف انہی دنوں کا ہے جب ہم نے ایٹمی دھماکے کئے ہیں۔

ہمارے اپوزیشن کے بھائی بھی یہ نوٹ کرلیں کہ یہ ملک نواز شریف کا نہیں ہے۔ یہ ہم سب کا ملک ہے اسلئے ہم سب کو سوچنا چاہئیے ۔ اب دیکھ لیں کہ نواز شریف نے ٹیکس نہیں دیا؛ وہ اس میں partner نہیں ہوئے تو ان کا کوئی اور بھائی ہوگا اس نے دیا ہوگا، اس کے کزن نے دیا ہوگا۔ اتفاق فاؤنڈری بغیر ٹیکس کے تو نہیں چل سکتی ۔ بہرحال دیا ہے یا نہیں دیا ہے اس پر یہ کارروائی نہ کریں ، بحث میں یہ نہ معاملہ لائیں کیونکہ ان کے ٹیکس نہ دینے پر عوام کے

تین لاکھ خرچ ہو گئے آبزرور کی ایک رپورٹ پر۔

میں ان بھائیوں سے ایک دفعہ پھر مودبانہ گزاش کروں گا کہ سینٹ اور قومی اسمبلی میں تعمیری کام کرنا چاہیئے۔ اگر ہم سب صفدر عباسی کی طرح شور شرابے کریں تو تعمیری کام کون کرے گا۔ شکریہ۔

Mr. Presiding Officer: Thank you very much. Since he was the last speaker. The House is now adjourned to meet again tomorrow at 5.00 P.M.

[The House was then adjourned to meet again at 5.00 p.m. on Thursday, the 8th October, 1998]